ہاتو ابرہانکم ان کنتم صادقین ؀

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مسمیٰ بہ

تعلیم المبتدی

فی

تحقیق القراۃ للمقتدی

حصہ اول

از تالیف لطیف جامع کمالات وحاوی اصول وفروعات مولانا محمد سعید

صاحب بنارسی

درمطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ دارانگر مطبوع شد

صیغہ جمع اور مفرد کی نہین ہے صرف زبانی دعوی ہی دعوی ہے ہمنے تو آپکے پہلے ہی
جملہ مین صریح غلطی پیش کردی اب انصاف سے کہئے آپکو کتب دانی سے کچھہ علاقہ ہی یا نہین
ہم آپکی طرح منہ پھٹ نہین ہین ورنہ ان جملون کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے کہ آپ بھی
یاد کرتے نیز تہذیب بھی مانع ہے آیندہ اگر کچھہ لکھنے کا شوق ہو تو نفس مسئلہ مین بحث
فرمائے نکمی قیل وقال دل دکھانے والی باتون سے پرہیز کیجئے **قولہ** یہ سوال مفتی
جدید کا خود تراشا ہوا ہے **اقول** اسپر کیا دلیل ہے کہ یہ سوال کسی سائل نے نہین کیا
مفتی صاحب کی تراش خراش ہے بغیر برہان انی ولمی یا قرینہ جلی کے مفتی صاحب
کے ذمہ سوال چپکنا سوائے بدگمانی کے اور کیا کہا جاوے **قولہ** گویا اسمین یہ دعوے
ہے کہ بموجب حکم آیت شریفہ کے صرف قرآن اور احادیث صحیحہ سے جس مین حکم صریح ہوگا جواب
لکھونگا الخ **اقول** لقد صحبت ام الخیار تدعی علی ذنبا کلہ لم اصنع ای حضرت
مفتی صاحب پر کیون بہتان باندہتے ہین کچھہ تو خدا سے ڈریے مفتی صاحب کا وہ کونسا لفظ
ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مین اون احادیث صحیحہ سے جواب دونگا جنمین حکم صریح ہوگا اور جن سے
حکم صراحتہ نہ نکلتا ہو اون سے استدلال نہ کرونگا آپکے اس افترا پر خود مفتی صاحب کا فتوی دلیل ہے
کیونکہ مفتی صاحب نے اس قسم کی احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جنمین صراحتاً مسئلہ کا حکم نہین ثابت
ہوتا بلکہ کنایتہً سمجھا جاتا ہے مفتی صاحب کی تمہید سے بھی کوئی جملہ آپنے ایسا نہین نقل کیا جو موید آپکے
مدعا کے ہوتا اکثر آپ دعوی کرتے ہین اور اوسپر کوئی دلیل قائم نہین فرماتے یہ کیا
اندھیر ہے **قولہ** ہرچند یہ فتوی قابل التفات بھی نہ تھا کہ جواب لکھا جاوے **اقول**
پھر آپنے کیون تکلیف فرمائی معلوم ہوتا ہے آپکو بھی مولفین کے دفتر مین اپنا نام
درج کرانا تھا **قولہ** اور نیز کئی رسالے پیشتر منع قرات خلف امام مین علماء راسخین
کے موجود ہین جیسے رسالہ منع قرات خلف امام مولوی خرم علی بلہوری کا اور درۃ النظام
مولوی محمد اسمعیل بنارسی کا اور ظل الغمام مولوی نصیر الحق کا اور دلیل

ناظرین اس اصطلاح کو یاد رکھین اب اللہ کے نام سے جواب کا آغاز کیا جاتا ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب **قال المعترض** اور اس فساد عظیم کو اپنے زعم مین اتباع سنت سمجھین کما قال اللہ تعالیٰ واذا قیل لہم لا تفسدو فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون۔ یعنی جب کہا گیا اونکو مت فساد کرو زمین مین کہا اونھون نے البتہ ہم اصلاح کرنیوالے ہین خبردار ہو بیشک وہ مفسد ہین لیکن بے شعور **اقول** حضرات ناظرین ذرا معترض صاحب کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائین اس استعداد پر آپ کو بھی رسالہ بازی کا شوق ہوا ہی اور اب تک حضرت کو یہ بھی معلوم نہین کہ اذا قیل لہم۔ کا ترجمہ جب کہا گیا غلط ہے اذا جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اوسکو مضارع کے معنی مین کر دیتا ہے اگر آپکو استعداد علمی نہ تھی تو کسی طالب العلم نحو میر کے پڑھنے والے ہی اس مسئلہ کو دریافت کر لیا ہوتا اگر اسکی بھی توفیق نہ ہوئی تھی تو تراجم مطبوعہ قرآن شریف مین ترجمہ دیکھ لیا ہوتا **مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی مرحوم** اس آیت کا ترجمہ یون رقم فرماتے ہین اور جب کہا جاتا ہی واسطے اونکے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہین سوا اسکے نہین کہ ہم سنوارتے ہین خبردار ہو تحقیق وہی ہین فساد کرنے والے اور لیکن نہین سمجھتے **مولانا عبد القادر صاحب مرحوم** اس آیت کا یون ترجمہ فرماتے ہین اور جب کہئے اونکو فساد نہ ڈالو ملک مین کہین ہمارا کام تو سنوار ہے سُن رکھو وہی ہین بگاڑنے والے اور نہین سمجھتے۔ دونون حضرات نے (اذا قیل لہم) کا ترجمہ مضارع سے فرمایا ہی جناب معترض صاحب ذرا یہ تو فرمائیے (انما) کا ترجمہ البتہ آپ نے کس قاعدہ سے فرمایا ہے ای حضرت یہ کام اہل علم کا ہے کبڈی اور کبوتر بازی کا پالا نہین اور نہ چاندنی چوک و جامع مسجد کی سیڑھیون کی سیرگاہ **قال المعترض** اور جنکو ابھی تک صیغہ مفرد و جمع تک مین تمیز نہین الی قولہ ورنہ اونکو علم اور کتب دانی سے کیا علاقہ **اقول** ای حضرت مفتی صاحب کی تو آپنے کوئی عبارت ایسی پیش نہ کی جس سے یہ معلوم ہو کہ مفتی صاحب کو تمیز

اہل اسلام کا ہے مگر یہان مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین کا ذکر ہے جسپر ظنی دلائل
ہر طرف سے قائم ہوسکتے ہین سو اسکا جواب دیجیئے کہ یہان کیا کیا جاوے
اقول اجی حضرت مفتی صاحب نے تو آپکے اس سوال کا جواب بھی دیدیا کہ اللہ
ورسول کا کلام اختلاف سے مبرّا ہے اور آپ نے اوسکو تسلیم بھی کرلیا اور فرمایا کہ ہم اپکا
مطلب سمجھ گئے سو اہل سنت والجماعت کا بیشک یہی عقیدہ ہے کہ حق واحد ہی الخ پھر آپ
کیسا سوال کرتے ہین یہ یاد رہے رسول اللہ صلعم نے کبھی تضاد کا حکم نہین دیا اور مجتہدین
نے ہر مسائل مختلف فیہا مین ظنی دلائل اس قسم کی نہین پیش کی ہین جو مساوی ہون
بلکہ کسی کی دلیل مرجوح ہے کسیکی راجح راجح پر عمل کیجئے مرجوح کو بالائے طاق
رکھئے۔ کہئے اب تو آپکے سوال کا جواب پورا ہوا **قال المعترض** بخلاف
معتزلہ اور غیر مقلدین کے کسواسطے کروہ ہر مجتہد کو مصیب کہتے ہین اور ہر مسئلہ
اور ہر حدیث مختلف فیہ پر عمل جائز بتاتے ہین الخ **اقول** اہل حدیث پر یہ محض
بہتان ہے کہ اہل حدیث ہر مجتہد کو مصیب کہتے ہین اور ہر حدیث مختلف فیہ
پر بغیر توفیق تطبیق کے عمل جائز بتاتے ہین۔ ای حضرت آپ نے کیون تہمت
وافترا بازی کا ٹھیکا لے لیا ہے۔ اگر آپ سچے ہین تو کسی مقتدی اہل حدیث کی
کتاب مؤلفہ سے کیون عبارت پیش نہین کر دیتے اب ہم آپکے سامنے ایک مقتدی
اہل حدیث کے کتاب کی عبارت پیش کرتے ہین۔ نواب سید محمد صدیق حسن
خان صاحب مرحوم مغفور اپنی کتاب حصول المامول من علم الاصول مین فرماتے
ہین۔ فمن قال کل مجتہد مصیب وجعل الحق متعدد ابتعدد المجتہدین فقد اخطاء
خطاء بینا۔ یعنی جسنے یہ کہا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور حق کو مجتہدین کے تعدد سے
متعدد مانا تو اوس نے خطا ظاہر کی۔ اے حضرت ذرا اس عبارت کو ملاحظہ فرماکر
کچھہ تو شرماسئے اور آیندہ افترا بازی سے باز آئے ۔

القوی علی ترک القراۃ للمقتدی مؤلفہ عمدۃ الفقہا الخ **اقول** جن رسائل کا آپنے
ذکر فرمایا ہے اکثر ونکا جواب ہوچکا ہے مولوی خرم علی صاحب بلہوریکے رسالہ کا جواب
مسمی بہ زبدۃ الالباب مولوی جلال الدین صاحب بنارسی نے لکھکر مولوی خرم علی
صاحب کے پاس بھیجدیا تھا جسکے جواب سے مولوی صاحب عاجز ہوکر ساکت ہوگئے
الحمد للہ کہ یہ رسالہ مطبع سعید المطابع مین مطبوع ہوگیا اور درۃ النظام ظل الغمام کا جواب
اظہار الصدق مین موجود ہے الدلیل القوی کا بڑے بسط سے جواب خاکسار نے مسمی
بہ البرہان الجلی لکہا ہے جو ایک مدت سے شائع ہوگیا ہے جسمین مولوی رشید احمد صاحب
وغیرہ علماء حنفیہ کے نام بنام لیکر اوسکے جواب کی درخواست کی گئی ہے اور مولانا
احمد علی صاحب مرحوم کی وہ غلطیان اور جہوٹے حوالے جو اونھون نے اپنی کتاب مین
دیئے ہین ظاہر کئے گئے جس سے آجتک علماء مقلدین سر تک نہین اوٹھاتے جو رسایل
مدت سے مردود ہوچکے ہین اونپر ناز کرنا یہ آپ کا اور آپکے مذہبی بھائیونکا ہی کام
ہے **قولہ** صرف ان (۳۴) احادیث کی حرفاً حرفاً پوری عبارت کہ جو کچھ اوسمین
مزخرفات کیا ہے اونکی علمیت اور دیانت جتانے کو لکھدون الخ **اقول ۵**

جھوٹ سچ باتون سے باز آؤ خدا کیواسطے	چپ رہو بس منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

اجی حضرت اسقدر دہوکا بازی کہو کچھ حشر نشر کا بھی ڈر ہے یا نہین۔ ایمان سے کہئے
آپ نے جو تینتیس احادیث مفتی صاحب کو حرف بحرف نقل کیا ہے یا محض دہوکا دہی عوام
کے لئے یہ جملہ لکھدیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم آیندہ اقوال مین آپکے اس کذب صریح کیطرف اشارہ
کرینگے تاکہ ہر صاحب بصیرت و غیر بصیرت آپکے صدق و دیانت کا اندازہ کرلے **قال**
المفتی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جو مسئلہ مختلف فیہا ہوا وسکو اللہ اور رسول
کیطرف پھیرے نہ غیرہما کیطرف اللہ سے مراد قران ہے اور رسول
سے حدیث آنحضرت فقط **قال المعترض** مشفق یہ دعوی اور یہ عقیدہ تو تمام

یہ رسالہ ۴/ قیمت بھیجنے سے خاکسار کے یہان سے ملسکتا ہے
محمد سعید بنارس محلہ دارانگر مطبع سعید المطابع ۱۲ سنہ

نے اکثر احادیث صحیحہ کو اپنے مؤلفات مین جمع کر دیا ہے بہت کم ایسی حدیثین
ہین جو اونسے فوت ہوئی ہین ۔ امام نووی اپنے رسالہ اصول تقریب مین فرماتے
ہین ۔ الصواب انہ لم یفت الاصول الخمسۃ اعنی الصحیحین و
سنن ابی داؤد والترمذی و النسائی الا الیسیر یعنی اصول
خمسہ بخاری ومسلم وسنن ابی داؤد وترمذی ونسائی کو احادیث صحیحہ نہین فوت
ہوئین مگر تھوڑی ۔ ظاہر ہے کہ دار مدار احکام دین رسول اللہ صلعم کا قرآن وحدیث
پر ہے تو اکثر احکام انھین صحاح ستہ کی احادیث سے معلوم ہو جاوینگے باقی
رہے بہت تھوڑی سو وہ باقی کتب کی احادیث صحیحہ سے معلوم ہو سکتے ہین ۔
اس تحقیق سے معترض کے افترا کا حال بھی معلوم ہوگیا اور مفتی صاحب کی
عبارت کا مطلب بھی معلوم ہوا ۔

قال المعترض مین اس جگہہ مفتی جی سے ایک امر ضرور دریافت کرونگا
جبکہ اللہ ورسول کا کلام اختلاف سے مبرا ٹھہرا اور دار مدار دین کا صحاح ستہ
پر ہے اب ہم صحاح ستہ کو جو دیکھتے ہین تو احادیث مختلفہ سے پر ہین اسکے
معنی ہمکو ذرا سوچکر بھر فرمایئے الخ

اقول صحاح ستہ کی احادیث صحیحہ مین ہرگز اختلاف نہین یہ تو آپکی سمجھہ کی خوبی ہے
جو احادیث صحیحہ مین اختلاف سمجھتے ہین کیا آپکے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلعم سے
افعال متضادہ صادر ہوتے تھے کہین آپ پادری ولیمس کے ساتھہ تو نہین رہے
ہو حضرت صلعم کی احادیث کی نسبت ایسے کلمات فرماتے ہین محدثین کا اصول کو ذرا
ملاحظہ فرمایئے کیسے عمدہ قواعد درباب تعارض کے وضع کئے ہین اور کیسی تطبیق وتوفیق
دی ہے یہ تعارض بادی النظر مین آپ جیسے کم نظرونکو معلوم ہوتا ہے ورنہ
دراصل جو حدیث مین جو صحیح ہون کبھی تعارض نہین ہے اگر آپکے نزدیک تعارض ہو

قال المفتی احکام دین مین جب تک وہ کتابین نہ مقرر کیجاوین جنمین احکام دین رسول اللہ محفوظ اور مضبوط چلے آئے ہین تب تک کبھی حق نہ معلوم ہوگا فقط

قال المعترض مفتی صاحب کیا غضب کرتے ہو تقلید معین کی نیو جماتے ہو الخ

اقول اجی معترض صاحب کچھ تو سوچو اس قول مفتی صاحب سے تقلید معین کی نیو کیسے جمی یہ کہئے کہ اس قول مفتی سے تقلید معین کی نیو اکھڑی جاتی ہے افسوس کہ آپ کو اتبک تقلید مبحوث عنہ کے معنی بھی نہین معلوم پہلے اپنی کتب اصول سے معنی تقلید کے معلوم کیجئے کہان کتب حدیثیہ کے انضباط کا ذکر کہان آپ لگے تقلید کا رونا رونے۔ کسی نے بھوکھے سے پوچھا تھا دُو اور دُو اوسنے جواب دیا چار روٹی یہی مثال مقلدین کی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے جو چاہتے ہین کہہ دیتے ہین۔

قال المفتی خلاصہ ان عبارات علماء ماہرین کا یہ ہے کہ دار مدار احکام دین رسول اللہ کا صحاح ستہ ہی پر ہے الخ۔

قال المعترض یہ غضب دیکھو کہ بخاری اور مسلم تو لکھین ہم نے اپنی کتاب مین درج کرین بہت صحیح حدیثین اور نہین درج کرین بہت صحیح حدیثین اور یہ اونکے نام کے مقلد صحیح احادیث کے علاوہ تمام احکام دین تک اونہین منحصر سمجھے ہین۔ **اقول ۵**

سرکش کوئی ہوکر برپا نہین ہوتا ؎		انجام برے کام کا اچھا نہین ہوتا

معترض صاحب کے صدق و دیانت کا اندازہ آپکے اس قول سے ناظرین بخوبی کر سکتے ہین اجی معترض مفتی صاحب یا اور کسی اہل حدیث نے یہ کب کہا ہے کہ انحصار کل احادیث صحیحہ کا بخاری و مسلم پر ہے مفتی صاحب نے تو صحاح ستہ کا نام لیا ہے نہ صحیحین کا اور یہ کہنا مفتی صاحب کا کہ دار مدار احکام دین رسول اللہ کا صحاح ستہ ہی پر ہے حکم اکثری ہے نہ بطور ایجاب کلی کے۔ حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ مؤلفین صحاح ستہ

قال شکی اہل الکوفۃ سعداً الی عمر فعزلہ واستعمل علیہم عماراً فشکوا حتے
ذکروا انہ لا یحسن یصلی فارسل الیہ فقال یا ابا اسحاق ان ہولاء
یزعمون انک لا تحسن تصلی قال اما انا واللہ فانی کنت اصلی بہم
صلاۃ رسول اللہ صلعم ما اخرم عنہا اصلی صلوۃ العشاء فارکد فی الاولیین
واخفف فی الاخریین الحدیث ۔ بتلائے اسمین قرأۃ فاتحہ اور پھر خلف امام کا
کہان ذکر ہے اے قوارع اگر تو می نہ ہی داور وزوادی ہست اقول اسمین کچھ
شک نہین کہ صراحۃ قرأۃ فاتحہ اور خلف امام کا اس حدیث مین کچھ ذکر نہین ہے مگر کنایۃ
ہے والکنایۃ ابلغ من التصریح ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سعد رضہ نے
فرمایا کہ مین اونکو نماز رسول اللہ صلعم کی پڑھاتا تھا پہلی دو رکعتون مین اطالت
کرتا تھا دوسری دو رکعتون مین اختصار جس سے اشارہ اس جانب ہے کہ پہلی دو
رکعتونمین سورہ فاتحہ اور اوسکے ساتھ کوئی دوسری سورہ پڑہتا تھا اور دوسری دو رکعتون مین
فقط فاتحہ پر اکتفا کرتا تھا جو لفظ اخف سے سمجھا جاتا ہے ۔ اور اس مضمون کی تائید حدیث
انس سے ہوتی ہے جو بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۰۳ مین ہے ان النبی صلعم وابابکر رضہ وعمر رضہ
کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین ۔ یعنی نبی صلعم اور ابوبکر اور
عمر قرأۃ کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے صلوۃ کے معنی یہان قرأۃ کے ہین ۔
قال الحافظ فی الفتح کانوا یفتتحون الصلوۃ ای القراۃ فی الصلوۃ ۔
بعض روایتونمین بجائے الصلوۃ کے قراۃ کا لفظ وارد ہوا ہے اسیوجہ سے حافظ ابن حجر
نے صلاۃ کی تفسیر قرأۃ سے شرح بخاری مین فرمائی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ
صلعم اپنی نماز مین وقت قرأۃ کے پہلے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور سعد رضہ نے بھی
اپنی نماز کو حضرت کی سی نماز بتایا اور نیز حدیث مین یہ بھی آچکا ہے صلوا
کما رأیتمونی اصلی یعنی تم ایسی نماز پڑھو جیسا تم مجھکو نماز پڑھتے دیکھتے

تو آپ اون احادیث کو ہمارے سامنے پیش کرین دیکھیے آپ کو کیسی توفیق تطبیق معلوم ہوجائیگی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ مفتی جدید کا یہ خیال ہے (کہ جو محدثین نے باب باندھکر لکھدیا تو وہ حکم ناطق اور نص قطعی ہے) یہہ آپکی محض بدگمانی ہے آپ کو سوء ظنی سے بچنا چاہیے اللہ تعالی فرماتا ہے **اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم** ۔ **قال المفتی** صحاح ستہ مین ایک حدیث بھی اس مضمون کی نہین ہے کہ آنحضرت نے سورہ فاتحہ خلف امام کو منع کیا ہو بلکہ امر یون ہی ہوا ہے آنحضرت سے کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز نہو گی ٭

قال المعترض دوسرے حصہ مین اسکی قلعی کھول دیجاویگی **اقول** آپکے دوسرے حصہ کا طمع اس رسالے کے دوسرے حصہ مین ظاہر کردیا جاویگا۔ اور سب ادلہ کا ردّ بھی کیا جاوے گا فانتظر **قال المفتی** امام بخاری اس مسئلہ مین تین حدیثین لائے ہین (۱) حدیث جابر بن سمرہ کی **قال شکی اہل الکوفۃ سعدا الی عمر (الی ان قال) فانی کنت اصلی بہم صلاۃ رسول اللہ صلعم** الحدیث ۔ یعنی سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین انھون نے کہا ہے کہ نماز پڑہاتا ہون اہل کوفہ کو رسول اللہ کی سی نماز جو قراۃ رسول اللہ پڑھتے تھے نماز مین وہی قرأت مین پڑھتا ہون اور اہل کوفہ مجھپر انکار کرتے ہین آخر حضرت عمرؓ نے سعد کو سچا کہا اور کوفے والے بے دلیل ہوئے یعنی رسول اللہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور ہمکو اونکی اتباع کا حکم ہوا ہے کما قال اللہ تعالی **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** اور فرمایا **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** الخ **قال المعترض** کاشکے نئے مفتی صاحب پندے بے ہنگام کی جگہہ پوری حدیث لکھدیتے تو ناظرین کو کچھہ فائدہ تو ہوتا لیجیے یہ صحیح بخاری مین موجود ہے ساری طول طویل حدیث مین نماز کے متعلق اتنا ہے

ہین کہ ہمنے ایسا اور ایسا جواب لکہا ہے اب انصاف سے کہئے ہمنے اسی حدیث سے سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑہنا کیسے ثابت کردیا ع گرتومی نہ دہی داد روز داد ہست + **قال المفتی** (۲) عبادہ بن الصامت کی **ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب** یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہین ہوتی نماز اوس نمازی کی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے **قال المعترض** یہ حدیث مطلق نماز مین فاتحہ پڑہنے کی تاکید مین آئی ہے علی الراس و العین **اقول** حدیث مین تو (لا صلوٰۃ لمن) کا لفظ موجود ہے اور من صیغہ عموم سے ہے جو امام مقتدی دونون کو شامل ہے تخصیص مقتدی کی بغیر مخصص قوی کے کیسے درست ہوگی آپ جو فرماتے ہین کہ یہہ حدیث مطلق نماز مین فاتحہ پڑہنے کی تاکید مین آئی ہے تو مطلق کا فرد جیسے امام ہے ویسے ہی مقتدی توگویا آپ نے مقتدی کی قراۃ کو بھی علی الراس والعین تسلیم کیا **قولہ** لیکن وہ مدعا جو خلف امام کا ہے جب سمجہا جاتا جب منع قرأۃ خلف امام مین آیت قرآن اور حدیثین اور قرأۃ امام قرأۃ مقتدی کو کافی ہونیکی حدیثین نہ ہوتین الخ **اقول** نہ آیت سے ممانعت قرأۃ فاتحہ خلف امام معلوم ہوتی ہے اور نہ کسی حدیث سے آپکی حصہ دوم کی قلعی اس رسالے کے حصہ دوم مین انشاء اللہ تعالےٰ بخوبی کھول دیجاویگی **قولہ** پس یہ وجوب امام اور اکیلے کے حق مین ہے — **اقول** امام اور منفرد کو خاص کرنے سے عمومیت حدیث (لا صلوٰۃ لمن الخ) کی باطل ہوتی ہے اور یہ خلاف اصول مسلمہ فریقین ہے **قولہ** اور یہ بھی لحاظ رہے کہ اس جگہہ مراد نہ ہونے سے کامل اور اچھی نہ ہونے سے ہے نفی ذات مراد نہین نفی کمال ہے جیسے اگلی حدیث فہی خداج سے صاف ظاہر ہو رہا ہے الخ **اقول** اصل نفی مین نفی ذات ہے ذرا اپنے اصول کو ملاحظہ فرمائیے۔ اور

صلوا صیغہ امر کا ہے جسکا مفاد وجوب ہے چنانچہ اسی استدلال سے صاحب
ہدایہ نے وجوب ترتیب کو درمیان نماز وسکے ثابت کیا ہے اور صلوا کو وجوب
کے لئے مان لیا ہے تو اب اس امر صلوا سے مقتدی کو بھی ضرور ہوا کہ حضرت کی سی نماز
پڑھے اور حضرت سورہ فاتحہ سے قرأۃ کو شروع کرتے تھے تو مقتدی پر بھی
واجب ہے کہ اپنی نماز کو سورہ فاتحہ سے شروع کرے اگر کسی صاحب کو
یہ شبہ گذرے کہ اس استدلال سے تو سورہ کا پڑھنا بھی واجب نکلتا ہے
تو جواب اسکا یہ ہے کہ بیشک اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی مگر عبادہ
کی حدیث سے ممانعت سورہ کی آچکی ہے اس لئے وہ اس عموم سے نکل
گئی ۔ اس تحقیق سے ہر منصف مزاج کو بخوبی معلوم ہو جاویگا کہ اس حدیث سے
کنایۃ سورہ فاتحہ کا پڑھنا بیشک معلوم ہوتا ہے والکنایۃ ابلغ من التصریح
یہی وجہ ہے کہ بخاری نے پہلے اس حدیث سے استدلال کیا ہے
اور مفتی صاحب نے اپنے فتوے مین اسکو ذکر کیا ہے فرمایئے
فقاہت دین کی اہل حدیث کے نصیب ہے یا تم مقلدین کے ۔
اللہ تعالے نے فقاہت حدیث کو مقلدین سے عموما اور حنفیہ سے
خصوصا سلب کر لیا ہے ۔ امام ابو حنیفہ کی تقلید مین لا یعقل ہو رہے
ہین حالانکہ ابو حنیفہ رح نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے ۔

تنبیہ

حضرت معترض صاحب نے صـ۳ مین فرمایا تھا کہ ۴۳ احادیث کی حرفاً
حرفاً عبارت لکھدونگا ۔ دیکھئے یہان پوری حدیث کا لکھنا تو درکنار احادیث
کی جگہہ اخففت لکھ گئے ۔ ان مقلدین کے وعدہ ایسے ہی ہوتے
ہین ۔ اسی شیخی پر بے علمون اور ناخواندہ مریدون مین آپ شیخی بگھارتے

محاورہ عرب سے عدم واقفیت کی دلیل کافی اور برہان شافی ہے۔

قال المفتی (۳۳) حدیث ابوہریرہ رض کی ان رسول اللہ صلعم دخل المسجد الی ان قال ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن الحدیث

قال المعترض لیجئے مفتی جی اب مجتہد ہوگئے ما تیسر سے مراد فاتحہ ہے مگر قرینہ حدیث سے اسکا ماخذ بتادین تو جانین کہ اسمین کیا لفظ مبہم سے یہہ تو مقام تعلیم ہے اور پھر وہ بھی ایک اعرابی کو اور پھر حضرت اسکو صاف صاف نفرمائین۔

اقول اے جناب۔ مفتی صاحب نے قرینہ حدیث سے ہی اسکا ماخذ بتایا ہے دیکھو ابوداؤد کی روایت مین یون آیا ہے۔
ثم اقرأ بام القرآن وبما شئت اور ابن حبان کی روایت مین یون ہے۔
ثم اقرأ بام القرآن ثم بما شئت۔ اور امام بخاری نے اپنے رسالہ جزء القرأۃ مین اس حدیث کو یون روایت کیا ہے۔
فقال لہ ابدأ فکبر وتحمد اللہ وتقرأ بام القرآن یہ روایتین صاف اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ آنحضرت صلعم نے اعرابی کو پہلے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہم اوسکے بعد جو چاہے اور اسکو آسان معلوم ہو۔ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس جملہ کی طرف اشارہ کیا ہے چونکہ یہ روایت ابوداؤد وغیرہ کی اونکی شرط کے مطابق نہ تھی اسلئے اپنی جامع صحیح مین اسکو مندرج نہین کیا نیز حدیث ابی سعید خدری (امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر) جسکو ابوداؤد نے بسند جید روایت کیا ہے موید انہین معنون کے ہے کہ مراد ما تیسر سے ماسوائے فاتحہ کے ہے اور مفتی صاحب نے جو

اس مقام مین نفی ذات کی ممکن ہے پس وہی مراد ہوگی اور یہ بھی خیال شریف مین رہے کہ مرکب جیسے کل اجزا کے انتفا سے منتفی ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض اجزا کے انتفا سے منتفی ہو جاتا ہے جس شخص نے ایک رکن نماز کا رکوع یا سجدہ ترک کردیا جیسے اس تارک کی نماز نہ ہوگی ویسے ہی تارک فاتحہ کی بھی نماز نہوگی اور اگر معنی حقیقی آپ نہ مراد لین بلکہ معنی مجازی مراد لین تو اس جگہہ وہ معنی مجازی مراد ہونگے جو حقیقت کے زیادہ قریب ہون دیکھو اپنا اصول۔ اور وہ معنی مجازی جو حقیقت نفی ذات کے قریب ہین وہ صحت صلوٰۃ ہے نہ کمال نماز اور خداج کے لفظ کو جو آپ نے قرینہ ٹھہراکر نفی کمال کی فرمائی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آپکے سمجھہ کی خوبی ہے خداج کے معنی نقصان ذات ہین نہ نقصان صفات محاورہ عرب کا یون ہے **اخدجت الناقۃ اذا ولدت بغیر تمام** یعنی اونٹنی جب بچہ ناقص الخلقت جنتی ہے اوسوقت بولتے ہین **اخدجت الناقۃ** تو یہ نقصان بچہ کی ذات مین ہوتا ہے نہ صفات مین امام بخاری اپنے رسالہ جزءالقراۃ مین فرماتے ہین۔

وقال ابو عبید یقال اخدجت الناقۃ اذا اسقطت والسقط میتۃ لا ینتفع بہ اور امام نووی شرح صحیح مسلم مین خداج کے معنی یہ فرماتے ہین **وقال جماعۃ من اہل اللغۃ خدجت واخدجت اذا ولدت بغیر تمام**۔

محاورہ عرب سے معلوم ہوا کہ معنی خداج کے سقط یعنی میتۃ کے ہین یا ناقص الخلقت کے سقط حکم مین عدم کے ہوتا ہے اور ناقص الخلقت کی ذات مین نقصان ہوتا ہے جس سے معترض کا مقصود فوت ہوتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ خداج سے معترض صاحب کا دلیل لانا اونکی

۴ ہوئین - **اقول** معترض صاحب کی جہالت بات بات مین ٹپکتی ہے کیا آپ نے
کسی اصول حدیث کے رسالہ کو بھی ملاحظہ کیا ہے یا نہین سید شریف نے جو رسالہ اصول کا لکھا ہے اوسکے اس جملہ
کو ملاحظہ فرمائیے والمراد بہذہ الاعداد الطرق لا المتون اگر آپ اس رسالہ کو ملاحظہ فرمالینگے تو آپکو معلوم
ہوجاویگا کہ ایک ہی حدیث ہر طریق سے مستقل حدیث سمجھی جاتی ہے **قال المفتی** (۲) حدیث ابوہریرہ کی
قال من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا بغیر تمام فقیل لابی ہریرۃ رض انا نکون احیانا وراء الامام فقال اقرأ بہا فی نفسک الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت نے جس نمازی نے
نماز پڑہی اور اوس مین فاتحہ نہ پڑہی تو وہ نماز ادہوری ہے ناقص نہ پوری نماز ہے ابوہریرہ رض سے
دریافت کیا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہین کیا سورہ فاتحہ پڑہین کہا ہان میان پڑہا کرو کیونکہ حضرت نے حکم
پڑہنے کا دیا ہے - **قال المعترض** مفتی جی نے میان مٹھو سمجھ لیا ہے جب ہی اقرأ فی نفسک کا ترجمہ
ہان میان پڑہا کرو لکھدیا الخ **اقول** مفتی جی نے ابوہریرہ رض کے قول کو لفظی معنی نہین کیے جو آپ تحریف کا الزام
اونکو ذمہ لگاتے ہین بلکہ مرادی معنی بیان کیے ہین اسیواسطے پہلے یعنی کا لفظ لکھدیا ہے - معنی اقرأ بہا فی نفسک کے
یہی ہین کہ اسکو جی مین پڑہو جسکے ماحصل کو مفتی صاحب نے دوسرے الفاظ مین بیان کیا ہے معنون
ایک ہی ہے فقط عنوان کا فرق ہے کیا کیجئے آپ عنوان اور معنون کا فرق بہی نہین سمجھتے **قولہ** اس حدیث
مین کئی امر غور کرنیکے ہین ایک تو یہ کہ بغیر فاتحہ نماز ناقص ہوتی ہے اس سے فرضیت جاتی رہی کسواسطے کہ ترک فرض سے
نماز باطل ہوجاتی ہے نہ ناقص **اقول** جواب اسکا پہلے بسط سے گذر چکا ہے کہ معنی
خداج کے نقصان فی الذات کے ہین نہ نقصان صفات کے نقصان ذات سے بیشک
نماز جاتی رہی کیونکہ مرکب جیسے کل اجزا کے انتفا سے منتفی ہوتا ہے ایسے ہی ایک جز کے انتفا
سے بہی منتفی ہوجاتا ہے مفصل جواب اسکا پہلے حدیث لا صلوٰۃ لمن یقرأ کے تحت مین گذرا
ناظرین ملاحظہ فرمالین **قولہ** دوسرے دریافت کرنا ابی السائب وغیرہ کا حضرت ابوہریرہ رض
سے صاف اسپر دلالت کرتا ہے کہ متن حدیث سے وہ بہی خلف امام نہین سمجھے
جبہی وہ اعتراض کرتے ہین **اقول** اس آپکی سمجھ کے قربان اگر ابوالسائب وغیرہ

ما تیسّر سے مراد سورہ فاتحہ لیا ہے تو انھین حدیث کے قرائن سے لیا ہے
ان روایتون سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعرابی کو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھنے کی
تعلیم فرمائی کیونکہ یہہ مقام تعلیم کا تھا فافہم قال المعترض اچھا یہ بھی مانا لیکن
یہ شخص اکیلا تھا جسکو یہ تعلیم فرمارہے ہین اسمین خلف امام کسجگہہ ہے۔
اقول یہ آپکی سمجھ کی خوبی ہے کہ اس روایت سے خلف امام نہین سمجھتے ہر اہل
فہم اس سے یون خلف امام سمجھہ لے گا کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اعرابی کو حکم سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا نماز مین فرمایا تو یہ حکم عام ہوا خواہ وہ
تنہا ہو یا خلف امام۔ اگر پڑھنا فاتحہ خلف امام منع ہوتا تو حضرت صلعم ضرور اعرابی
کو فرما دیتے کہ حالت اقتدا مین سورہ فاتحہ نہ پڑھنا کیونکہ یہ تو مقام
تعلیم تھا اور پھر وہ بھی ایک اعرابی کو اور پھر حضرت صلعم صاف صاف
اوسکو منع نہ فرمائین۔ چونکہ اگلے قول مین مفتی صاحب نے شارح کا
حوالہ دیا ہے اور معترض صاحب نے اوسکے جواب مین محض ہذیان بکا ہی
اِس لئے ہم اس قول معترض سے درگذر کرکے مباحث حدیثیہ کی طرف متوجہ
ہوتے ہین ہان ایک جملہ عربی معترض صاحب کا نقل کرتے ہین جس سے آپکی
لیاقت کی قلعی کھلتی ہے آپ فرماتے ہین اعوذ باللہ من ھذہ الھذیان۔
اس جملہ سے معلوم ہوتا ہی کہ معترض صاحب محض بازاری ہین ابھی تک آپکو یہ بھی معلوم نہین
اس مقام پر ہذا الہذیان چاہئے نہ ہذہ الہذیان۔ کیونکہ موصوف صفت کے درمیان مطابقت
ضروری ہی اور معترض کے جملہ مین وہ مفقود ہے فقط قال المفتی اور امام مسلم نے بہی
سورہ فاتحہ خلف امام کی حدیثین لائے ہین (١) حدیث عبادہ کی لاصلوٰۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب امام مسلم نے اس حدیث کو چار طریق سے لایا ہی گویا چار حدیثین
سمجھنی چاہئین قال المعترض یہ وہی حدیث ہے جو بخاری مین آچکی اب اس جگہہ

حروف کا نکلنا تو سب کے نزدیک ضرور ہی سماع مین البتہ اختلاف ہی ۔ لیجیے حضرت معترض صاحب آپکو محقق کی تحقیق سے ہی قرأۃ کے حقیقی معنی معلوم ہوگئے ۔ دل سے غور کرنے اور فکر کرنے سوچنے کو قرأۃ نہیں کہتے بلکہ تدبر کہتے ہین ۔ افسوس کہ ہمارے معترض صاحب اپنے اصول سے بھی واقف نہیں ہین کاشکے اگر اصول شاشی اور نورالانوار ہی مین یہ مسئلہ دیکھ لیتے (کہ جب تک معنی حقیقی ممکن ہون معنی مجازی نہیں لیے جاتے) تو یہ معنی اقرأبہا فی نفسک کے نہ فرماتے ۔ اب ہم محققین فقہائے حنفیہ کے تحقیق سے اقرأ فی نفسک کے معنی لکھتے ہین تاکہ آیندہ کسی حنفی صاحب کو مجال مقال نرہے ۔

ہدایہ جلد اول مین ہے ویستمع وینصت وان قرأ الامام اٰیۃ الترغیب والترہیب لان الاستماع والانصات فرض بالنص والقرأۃ وسوال الجنۃ والتعوذ من النار کل ذالک مخل بہ وکذالک فی الخطبۃ و وکذالک ان صلی علی النبی علیہ السلام لفرضیۃ الاستماع الا ان یقرأ الخطیب قولہ تعالی یاایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ الاٰیۃ فیصلی السامع فی نفسہ ۔ ترجمہ مقتدی سُنے اور چپکا رہے اگرچہ امام آیت رغبت دلانے والی جنت کی طرف یا ڈرانے والی جہنم سے پڑہے کیونکہ سننا اور چپکا رہنا نص قرآنی سے فرض ہی پڑہنا اور جنت کا سوال کرنا یا آگ سے پناہ مانگنا یہ سب خلل ڈالنے والے ہین اوسمین ایسے ہی خطبہ مین بھی چپکا رہے اور اسیطرح اگر امام حضرت صلعم پر درود بھیجے تو بھی چپکا رہے کیونکہ سماع فرض ہی مگر یہ کہ خطیب اس قول اللہ تعالی کو پڑہے اے ایمان والو درود بھیجو نبی پر آخر آیت تک پس سُننے والا بھی آہستہ درود بھیجے صاحب ہدایہ نے استماع اور انصات سے استثناء کیا ہی یعنی بوقت پڑہنے اس آیت کو مقتدی استماع اور انصات سے مستثنا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے تحت مین محشی صاحب نے لکہا ہے (ای سرا) یعنی آہستہ ۔ محقق حنفیہ شیخ ابن الہمام اسکی شرح مین فرماتے ہین چنانچہ فتح القدیر مطبوعہ مطبع منشی نولکشور جلد اول صفحہ ۱۴۲

متن حدیث سے عمومیت کو نہ سمجھتے تو سوال ہی کیون کرتے اونکا سوال کرنا صاف
دلالت کرتا ہے کہ ابو السائب نے متن حدیث سے عمومیت کو سمجھا اور اوسکے خیال
مین یہ شبہہ گذرا کہ شائد قرأۃ خلف امام کا دوسرا حکم نہو یا وہ اس عموم سے کسی دوسری
دلیل سے خارج نہ ہو اس لئے اونھون نے سوال کیا اور ابو ہریرہ رض نے اوضح دلیل سے
اونکے اس شبہہ کو رفع کردیا **قولہ** تیسرے فرمانا ابو ہریرہ رض کا اقرأ في نفسك
یعنی دلمین پڑھ تو زبان سے اسکی ممانعت ہوئی الی قولہ دیکھو دوسرا حصہ **اقول** ۹

کچھہ تجھے اپنی خبر اسے بے خبر ملتی نہین	دور کر للہ یہ غفلت کا پردہ دور کر

یہ ترجمہ آپنے کس محاورہ کا کیا ہی عرب کے محاورہ مین قرأۃ کے معنی تو یہ نہین ہین۔ آپ شارح زرقانی
و نووی جو آپکے مذہب کے خلاف ہین کسیکی مت سنئے اپنے فقہ کی معتبر کتابون مین قرأۃ کے
معنی دیکھ لیجئے آپکے محقق ابن العابدین رد المحتار حاشیہ در مختار مین فرماتے ہین اعلم انهم
اختلفوا في حد وجود القرأة على ثلاثة اقوال فشرط الهندواني والفضلي
لوجودها خروج صوت يصل الى اذنه وبه قال الشافعي وشرط بشر المريسي
واحمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه لكن بشرط كونه
مسموعا في الجملة حتى لو ادنى احد صماخه الى فيه يسمع ولم يشترط الكرخي و
ابو بكر البلخي السماع واكتفيا بتصحيح الحروف ؎ ترجمہ تو جان کہ قرأۃ کے پائے
جانے مین فقہا نے تین قول پر اختلاف کیا ہے ہندوانی اور فضلی نے وجود قرأۃ کے لئے آواز کے
نکلنے کو جو کان تک پہونچے شرط ٹھہرایا ہے اور شافعی نے بھی یہی کہا ہے۔ بشر مریسی اور احمد نے
مونہہ سے آواز نکلنے کو شرط ٹھہرایا ہے اگرچہ آواز کان تک نہ پہونچے لیکن اس
شرط سے کہ وہ آواز کسیقدر سننے کے لائق ہو یہانتک اگر کوئی اپنا کان قاری کے
مونہہ کے قریب کرے تو سن لے۔ کرخی اور ابو بکر بلخی نے سماع کو شرط نہین ٹھہرایا ان دونون نے
تصحیح حروف پر اکتفا کی ہو اس عبارت شامی سے معلوم ہوا کہ قرأۃ کے وجود کے لئے زبان سے

ساتھ پڑھے تو چاہئے کہ سورہ فاتحہ سکتات امام مین پڑھے۔ اس حدیث مستدرک حاکم سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ شافعیہ و اہلحدیث کا قیاسی نہین۔

چونکہ معترض کو علم حدیث سے مس نہین ہے اسیواسطے خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے بے علمی کی قلعی کھلواتے ہین **قولہ** چوتھی یہ بات ثابت ہوئی کہ خود ابوہریرہ رضا بھی نفس حدیث سے اس اپنے اجتہاد کو استدلال نہین کرتے ہین بلکہ آگے خود فرماتے ہین **فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ** الخ **اقول** اسکا جواب تو خود مفتی صاحب نے اپنے فتوے مین لکھدیا ہے کہ ابوہریرہ رضؓ نے جب دیکھا کہ سائل نے اس دلیل سے اچھی طرح نہین سمجھا تو پہلی دلیل سے اوضح دلیل کی طرف مراجعت کی جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے پادشاہ کافر سے فرمایا تھا کہ میرا رب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے کافر نے کہا **انا احی و امیت** یعنی مین بھی مارتا جلاتا ہون تو حضرت ابراہیم نے اس دلیل سے دوسری دلیل کی طرف جو اس سے واضح تھی مراجعت کی ایسے ہی حضرت ابوہریرہ رضؓ نے سائل کے سمجھانے کو واضح دلیل کی طرف مراجعت کی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ابوہریرہ رضؓ نے پہلے **نفس** حدیث سے عمومیت پڑھنے فاتحہ کو نہین سمجھا افسوس کہ آپ فتوی کی پوری عبارت کی طرف توجہ نہین کرتے یا محض دہوکا دینے کو بغیر سوچے سمجھے جو جی مین آتا ہے لکھے چلے جاتے ہین اسکے بعد جو مفتی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ امام مسلم نے اس حدیث کو آٹھ طرق سے ذکر کیا ہے اسپر جو کچھ آپ نے لکھا ہے اوسکا جواب پہلے ہوا۔ شارحین کے قول سے مفتی صاحب دلیل نہین پکڑتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ شارحین نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے جو ہمنے لکھا ہے اس پر آپ خفا کیون ہوتے ہین **قال المفتی** امام ترمذی نے صفحہ ۴۲ مین لکھا ہے **باب ماجاء انہ لاصلوۃ الابفاتحۃ الکتاب** یعنی ترمذی فرماتے ہین کہ بغیر پڑھے سورہ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی اسپر کئی حدیثین لائے ہین (۱) حدیث عبادہ کی

ہین ہے۔ قولہ الاان یقرأ الخطیب ۔ افاد وجوب السکوت فی الثانیۃ
کلہا ایضا ماخلی المستثنیٰ وردی الاستثناء عن ابی یوسف واستحسنہ بعض
المشایخ ترجمہ صاحب ہدایہ کا قول مگر یہ کہ پڑھے خطیب ۔ اس قول نے وجوب سکوت کا دوسرے
حالت (یعنی وقت خطبہ وآیت پڑھنے ترغیب وترہیب ودرود بھیجنے کے) مین فائدہ
دیا ماسوائے مستثنیٰ کے اور امام ابویوسف سے استثنار وایت کیا گیا ہے اور اسکو
بعض مشایخ نے مستحسن فرمایا ہے فقط صاحب فتح القدیر کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ
باقی کل اوقات مین مقتدی ساکت رہے مگر صورت استثناء مین ساکت نرہے ۔
ای حضرت معترض انصاف سے خیال فرمائے کہ فی نفسہ کے معنی سرا کے آپکے محققین
فرماتے ہین یا نہین امید ہے کہ اب اس تحقیق سے کوئی حنفی چون نہ کرے گا ۔
حاصل کلام خلاصہ مرام یہ نکلا کہ اقرأ کے معنی زبان سے قرأۃ کرنیکے ہین اور فی نفسہ کے
معنی (سرا) کے معنے یہ ہوئے کہ آہستہ امام کے پیچھے قرأۃ کر۔ الحمد للہ کہ یہ معنی اقرأ بہا
فی نفسک کے معترض کی کتب معتبرہ سے ثابت ہوگئے ۔ وللہ الحمد قولہ کسواسطے زبان
سے تو پڑھنے کو منع کرتے ہین اور دلمین اسکے لفظ ادا کئے جاوین تو یہ اجتہاد ہے حضرت
ابوہریرہ کا الخ اقول حضرت ابوہریرہ نے نہ کہین اجتہاد کیا نہ زبان سے پڑھنے سے منع
کیا تحقیق اسکی پہلے گذر چکی ملاحظہ فرمائیے یہ سب آپکا اجتہاد ہے جو اقرأ کے معنی اپنے اجتہاد سے
دل سے لفظ ادا کرنیکے کرتے ہین قولہ (یہ مسئلہ شافعیہ کا صرف قیاسی ہے) اگر قرأۃ فاتحہ خلف امام
کی شافعیہ کے نزدیک کوئی نص صحیح ہوتی تو وہ اتنا تکلف کبھی نہ کرتے اور غیر مقلد وانکا
بھی اسپر عمل نہین الخ اقول اہل حدیث اور شافعیہ کا یہ مسئلہ قیاسی نہین ہے بلکہ نصی ہے
مستدرک حاکم مین صحیح سند سے موجود ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلعم من صلی صلوٰۃ مکتوبۃ مع الامام فلیقرأ الفاتحۃ فی سکتاتہ ترجمہ
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے انھون نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو نماز فرض امام کے

سے یون روایت ہے لاتقبل صلاۃ لایقرأ فیہا بام القرآن اور ابو داؤد وغیرہ
کتب مین بھی انھین معنون سے یہ روایت موجود ہے (۳) اور حدیث عایشہ کی ابن ماجہ
مطبوعہ مطبع فاروقی صہ۱۹ مین ہی عن عایشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم
یقول کل صلاۃ لایقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج اور مسند امام احمد مین بھی عایشہ
سے روایت موجود ہے (۴) اور حدیث حضرت انس رض کی مسلم اور ترمذی مین موجود ہے (۵) اور حدیث
ابو قتادہ کی ابو داؤد اور نسائی مین ہے (۶) اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیث ابن ماجہ مین —
ھکذا فی نیل الاوطار لامامنا الشوکانی تنبیہ باوجودیکہ ترمذی مین جن اصحاب کرام کا ذکر
ہے اونکی روایات بالمعنی مفتی صاحب نے لکھدی ہین مگر پھر بھی معترض صاحب نے دو جگہہ نقل مین غلطی کی —
اول یہ کہ ابی قتادہ کو قتادہ سمجھکر لکھا دوم عبد اللہ بن عمرو کو عبد اللہ بن عمر لکھا قال المفتی اور ترمذی
صہ۵۹ مین حدیث عبادہ کی لائے ہین قال صلی رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف
قال انی اراکم تقرأون خلف امامکم قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لاتفعلوا الا
بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بہا یعنی آنحضرت نے صبح کی نماز صحابہ کرام کو پڑہائی قرأۃ
آپ پر بھاری ہوئی جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو کہا ہمنے ہان یا رسول اللہ
پڑھتے ہین فرمایا سورہ فاتحہ کو بغیر خلف امام کچھہ مت پڑہا کرو صرف سورہ فاتحہ ہی خلف امام پڑہا
کرو اسلئے کہ جو سورہ فاتحہ خلف امام نہ پڑہی اوسکی نماز نہین ہوتی قال المعترض جواب جناب
مولوی نذیر حسین رسالہ منع قرأۃ خلف امام مین لکھتے ہین الخ اقول معترض صاحب نے جو بحوالہ
رسالہ در نظام کے لکھا ہے صاحب در نظام اور اونکے مقلد معترض لیام کا حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین
صاحب پر افترا و تہمت ہے بفضلہ تعالے مولانا ہنوز دہلی مین زندہ ہین آپ کیون نہین
اونسے دریافت کرلیتے — بلکہ مولانا نے تو محمد بن اسحاق کی توثیق بہت بسط سے لکھی ہے
جو رسالہ ثبوت الحق الحقیق کے آخر مین موجود ہے رسالہ ثبوت الحق مطبوعہ مطبع حنفی
صہ۱۱ ملاحظہ فرمائے کہ حضرت مولانا صاحب نے کس دہوم سے توثیق محمد بن اسحاق کو

قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب - قال المعترض یہ وہی حدیث ہے جو بخاری اور مسلم مین آچکی ہے اقول اسپر جو کچھ آپ نے درا فشانی کی تھی اوسکا جواب گذر چکا -
قال المفتی (۲) حدیث ابوہریرہؓ کی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز نہین ہوتی (۳) حدیث حضرت عایشہ صدیقہ کی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز نہوگی (۴) حدیث انس کی الخ (۵) حدیث ابو قتادہ کی الخ (۶) حدیث عبداللہ بن عمرو کی الخ کہا امام ترمذی نے حدیث عبادہ کی حسن صحیح ہے یعنی ضعیف نہین الخ قال المعترض یہ پچھلی پانچ حدیثین ترمذی شریف مین نہین ہین صرف ۴-۳ کی تعداد پوری کرنے کو ترمذی پر اس شخص نے افترا کیا ہے ترمذی شریف مین صرف یہ ہے وفی الباب عن ابی ہریرۃ وعایشۃ وانس وقتادۃ وعبداللہ بن عمرو الخ اقول معلوم ہوتا ہے آپ نے علم حدیث کسی وستا(استاد) ماہر سے حاصل نہین کیا آپنے اپنی نسبت خود فرمایا ہے کہ مین بازاری آدمی ہون پھر بھلا آپکو علمی مذاق سے کیا سروکار کسی محدث سے وفی الباب عن ابی ہریرۃ وعایشۃ الخ کے معنی پوچھ لیجئے کہ ترمذی کا اس سے کیا مطلب ہے محدث کامل تو درکنار اگر کسی طالب العلم ترمذی خوان سے ہی اسکا مطلب آپ دریافت کرینگے تو وہ طالب العلم آپکی تسلی کر دیگا کہ مطلب ترمذی کا یہی ہے کہ ان صحابہ کرام سے بھی انھین معنون کی روایات ہین جنکو ترمذی نے باعث اطالت کے ذکر نہین کیا صرف حوالہ دیدیا ہے کہ اسی معنی سے ان اصحاب سے بھی روایت آئی ہے - اور فتوے مفتی صاحب کو جو ہمنے دیکھا تو اوسمین بھی مفتی صاحب نے یون لکھا ہے (۲) مرفوع حدیث ابوہریرہ کی اس مضمون کی) نہ وہ الفاظ جو آپ نے ذکر کئے اور مفتی صاحب پر افترا لگایا ہے اے حضرات ناظرین جن صحابہ کرام کی احادیث کی طرف ترمذی نے مجملاً اشارہ کیا ہے وہ کل احادیث کتب حدیث مین موجود ہین ہم اونکا نمبر دار پتہ بتائے دیتے ہین
(۲) حدیث ابوہریرہ کی انھین الفاظ سے ابن خزیمہ وابن حبان مین ہے اور صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۹ مین جو پہلے گذری اور امام احمد کی روایت مین ابوہریرہ

کسی حدیث کو حدثنا یا اخبرنا سے روایت کیا ہے تو وہ حدیث اوسکی مقبول ہے
دیکھو مقدمہ ابن صلاح وشرح نخبہ والفیہ عراقی وشرح اوسکی اور محمد بن اسحاق نے
اس حدیث کو حدثنا و اخبرنا سے روایت کیا ہی چنانچہ نیل الاوطار جلد ثانی
صفحہ میں ہے و محمد بن اسحاق صرح بالتحدیث فذہبت مظنة تدلیسہ اور امام الائمہ
امام بیہقی سنن کبری میں بعد تخریج روایت محمد بن اسحاق کے فرماتے ہین وکذلک
رواہ اسمعیل بن علیة ویزید بن ہارون وجماعة عن ابن اسحاق بن لیسار ورد
رواہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحاق وذکر فیہ سماع ابن اسحاق عن مکحول
اخبرنا ابو بکر بن احمد بن محمد بن الحارث الفقیہ انبانا علی بن عمر الحافظ ثنا ابن صاعد ثنا
عبید اللہ بن سعد ثنا عمی ثنا ابی عن ابن اسحاق ثنی مکحول بہذا وقال فیہ
فانی لاراکم تقرأون خلف امامکم اذا جہر قلنا اجل واللہ یا رسول اللہ ہذا
قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلاة لمن یقرأبہا قال علی بن عمر ہذا اسناد
حسن - ترجمہ - ایسے ہی اسمعیل بن علیہ اور یزید بن ہارون اور ایک جماعت نے محمد
بن اسحاق بن یسار سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق
سے روایت کیا ہے اور سماع ابن اسحاق کو مکحول سے اس روایت مین ذکر کیا ہی ہمکو ابو بکر
ابن احمد بن محمد بن الحارث الفقیہ نے خبر دی ابو بکر نے کہا ہمکو علی بن عمر حافظ نے خبر دی انہون نے
کہا ہم سے ابن صاعد نے حدیث بیان کی انہون نے کہا ہم سے عبید اللہ بن سعد نے حدیث بیان کی
انہون نے کہا ہم سے میرے چچا نے حدیث بیان کی انہون نے کہا ہم سے میری باپ نے حدیث بیان کی
وہ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہین ابن اسحاق نے کہا مجہسے مکحول نے حدیث بیان کی ساتھ اس
روایت کے اور اس روایت مین یہ بھی ہی کہ فرمایا حضرت نے مین تم لوگونکو خیال کرتا ہون کہ تم اپنے امام کے پیچھے جب وہ
زور سے قراۃ کرتا ہے تو قراۃ کرتے ہو ہم نے کہا ہان اللہ کی قسم ای رسول اللہ ہم جلدی پڑہتے
ہین جلدی پڑہنا آپ نے فرمایا کچھ مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ

ثابت کیا ہی اور جرح تدلیس کا کس خوبی سے جواب دیا ہے باقی جواب اس عبارت کا
آپ کے اگلے قول مین عنقریب آتا ہی **قولہ** جناب خاتم المحدثین مولانا احمد علی مرحوم فرماتے
ہین اس حدیث کی اسناد مین جو محمد بن اسحاق واقع ہے اوسکو شیخ ابن حجر نے تقریب
التہذیب مین یون لکھا ہے **محمد بن اسحاق بن یسار صدوق مدلس رمی بالتشیع**
والقدر یعنی مدلس اور مطعون تھا ساتھ رافضی اور قدریہ ہونیکے **اقول** جواب اسکا
رسالہ البرہان الجلی فی رد الدلیل القوی مین قریب دو جزو کے لکھا گیا ہے اور توثیق محمد بن
اسحاق کی بہت اچھی طرح سے ثابت کردی گئی ہی خلاصہ اوسکا اس جگہہ تحریر ہوتا ہی (وہی ہذہ)
محمد بن اسحاق پر جو آپ نے یہ جرح نقل کی ہے اور اسی جرح سے حدیث ترمذی وابوداؤد
کو جس مین محمد بن اسحاق واقع ہی ضعیف ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ جرح بالکل مجروح مدفوع ہے
کیونکہ حسب قول آپ کے اس راوی پر دو جرح ہوئین ایک تدلیس کی دوسری رمی بالتشیع
والقدر کی جواب جرح اول دو طور پر ہے اول قواعد حنفیہ سے تقریر اوسکی اس طرح پر ہے کہ
تدلیس حنفیہ کے یہان جرح نہین مسلم الثبوت اور اوسکی شرح مین ہی **ولا جرح ایضاً**
بالتدلیس بایہام الروایۃ عن المعاصر الاعلی وہو یرویہ عن الادنے
اسی طرح اور جمیع کتب حنفیہ مین ہی جب حنفیہ کے نزدیک تدلیس سرے سے جرح نہ ٹھہری تو حنفیہ کو
ہرگز لائق نہین ہی کہ اس جرح سے اعتراض محمد بن اسحاق پر کرکے اوسکی حدیث کو باعث اس
جرح کے مجروح سمجھین مجھکو مولوی احمد علی صاحب پر نہایت ہی افسوس ہے باوجود حنفی ہونیکے
مولوی صاحب نے اس جرح سے تعرض کیا اور اسکو جرح سمجھا یہ مولوی صاحب کی نہایت بے
انصافی ہے اگر کہا جائے کہ محدثین کی نزدیک تو یہ جرح ہے گو حنفیہ کے نزدیک نہو تو جواب
اسکا تقریر جواب ثانی مین دیا جاتا ہے **(تقریر جواب ثانی بطور قواعد محدثین)**
محدثین کے نزدیک مطلق تدلیس جرح نہین ہے بلکہ وہ تدلیس جرح ہے
جسمین راوی بطور معنعن کے روایت کرے اگر اوس راوی مدلس نے

باعث سے اہل بدعت مین شمار کیا جاویگا اور اہل بدعت کی روایت وشہادت نزدیک جمہور محدثین وائمہ اربعہ کو معتبر ہے خود حنفیہ نے روایت وشہادت اہل بدعت کی معتبر سمجھا ہی دیکھو مسلم الثبوت اور اوسکی شرح بحر العلوم مطبوعہ مطبع منشی نول کشور صفحہ ۴۲۸ اور در مختار کتاب الشہادات کے باب القبول وعدمہ مین وہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی جلد ثالث صفحہ ۱۴۷ فی الجمل قبول شہادت وروایت مین بدعتی ہونا راوی وشاہد کا کچھہ مضر نہین ہے۔ الحمد للہ کہ اس تحقیق سے دونون جرح تدلیس ورمی بالتشیع والقدر جنکو معترض صاحب نے بواسطہ اپنے خاتم المحدثین کے نقل کیا تھا جواب اوسکا ختم ہوا۔ حصہ اول مین تو ہمارے مخاطب صاحب نے محمد بن اسحاق کی نسبت اسیقدر کلام نقل کیا ہے ———

اور حصہ ثانی مین اس کلام پر کچھہ اور بھی اضافہ کیا ہی خاکسار کے نزدیک یہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جو کچھہ معترض صاحب نے حصہ ثانی مین محمد بن اسحاق کی نسبت لکھا ہی اوسکا جواب بھی اسیجگہ لکھا جاوے تاکہ ناظرین کو کامل بحث ایک ہی جگہہ ملجاوے معترض صاحب حصہ ثانی کو صفحہ ۱۹ مین فرماتے ہین **قولہ** پس اس حدیث کی روایت مین محمد بن اسحاق مدلس قدری رافضی ہی کما فی التقریب التہذیب **اقول** اسکا جواب مفصل گذر چکا ناظرین منصفین ذرا معترض صاحب کی دیانت کا خیال فرماوین کہ تقریب مین تو صرف رمی بالتشیع والقدر ہے جسکا مفاد اتہام تھا ترجمہ قدری رافضی بالجزم کیا اور استعداد علمی آپکی یہ ہی کہ آپکو ابھی تک تصحیح نام تقریب التہذیب کا علم نہین ہی حضرت کو معلوم نہین کہ ترکیب اضافی ہی یا توصیفی آپ نے ترکیب توصیفی سمجھہ کر تقریب پر الف ولام داخل کیا ہی **قولہ** اور عن عن کرکے روایت کرتا ہے اور مدلس کی روایت معنعن بالکل معتبر نہین **اقول** روایت بیہقی و دارقطنی مین تصریح حدثنی کی موجود ہے چنانچہ روایت بیہقی ودارقطنی کی پہلے نقل ہو چکی فتذکر **قولہ** اور یحیی قطان اور سلیمان تیمی وغیرہ نے محمد بن اسحاق کو دجال اور کذاب تک لکھا ہے **اقول** جناب معترض صاحب

نہین پڑہتا اوسکی نماز نہین ہوتی علی بن عمر نے کہا اسکی اسناد حسن ہے۔ امام الائمہ علی بن عمر دارقطنی نے (جنکا جرح تعدیل مین بہت کچھہ اختیار ہے) اپنی سنن مین محمد بن اسحاق سے چند طرق سے اس حدیث کو ذکر کیا ہو اور ایک روایت مین تصریح تحدیث ابن اسحاق کی مکحول سے نقل کی ہے۔ روایت دارقطنی اور بیہقی سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق نے تصریح تحدیث کی مکحول سے کر دی ہے جس سے مظنہ تدلیس کا رفع دفع ہوا۔ حاصل کلام سابق کا یہ ہے کہ جرح تدلیس کی ہرطرح سے مجروح ہوئی قواعد حنفیہ سے بھی کیونکہ اونکے نزدیک یہ جرح جرح ہی نہین اور قواعد محدثین سے بھی بباعث موجود ہونے صراحت تحدیث کے۔ دوسری جرح یعنی رمی بالتشیع والقدر کی اسکا جواب دو وجہ سے ہے اول یہ کہ رمی صیغہ مجہول کا ہے فاعل اسکا مجہول نامعلوم ہے جرح مجہول کی معتبر نہین جارح کا معلوم ہونا ضروریات سے ہے تاکہ معلوم ہو کہ جارح جرح کرنیکے لائق ہے یا نہین کما لا یخفی علی ماھر الاصول۔ اگر جرح مجہول کا آپ اعتبار کرینگے تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے اوستاد حماد بن ابی سلیمان کا ترک کرنا بھی آپکو لازم آئیگا چنانچہ تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی صفحہ ۴۲ مین اونکے حق مین رمی بالارجاء لکھا ہے اب جو جواب آپ اس جرح کا ارشاد فرمائینگے وہی جواب ہماریطرف سے محمد بن اسحاق کے بارہ مین گذارش کیا جاویگا۔ جناب مولوی احمد علی صاحب مرحوم پر کمال تعجب ہے کہ بغیر دیکھے بھالے کتب اسماء الرجال و اصول کے اس جرح کو نقل کر دیا حالانکہ کتب اسماء الرجال مین مصرح ہے کہ محمد بن اسحاق قدریہ ہونے سے بہت دور تھا۔ امام محمد بن احمد ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے مین وقال محمد بن عبد اللہ بن نمیر رمی بالقدر وکان ابعد الناس منہ۔ ترجمہ۔ امام محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق قدریہ ہونے کے ساتھہ متہم ہوا حالانکہ وہ اوس سے بہت دور تھا۔ وجہ ثانی اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ محمد بن اسحاق معاذ اللہ شیعی و قدری ہے تو بھی اونکا شیعہ و قدری ہونا اونکی روایت و شہادت مین کچھہ خلل نہین ڈالتا غایۃ الامر یہ ہوگا کہ وہ اس

فحدثت ابی بذلک فقال وما ینکر لعله جاء فاستاذن علیها فاذنت
له احسبه قال ولم یعلم - ترجمہ ابن قطان نے ہشام سے روایت کی کہ اونہون نے
محمد بن اسحاق کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے میری عورت سے روایت
کرتا ہی اور اوسکو دیکھا کہان ہے عبد اللہ بن امام احمد نے کہا مین نے اپنے باپ سے
یہ قصہ ہشام کا ذکر کیا تو میرے باپ (یعنی امام احمد) نے فرمایا کہ ہشام اسکا کیون
انکار کرتے ہین شاید کہ محمد بن اسحاق نے اونکی عورت سے اجازت مانگی ہو پس اوسنے
اجازت دیدی ہو اور مین گمان کرتا ہون کہ اونہون نے فرمایا اور ہشام اس اجازت سے مطلع نہوئے
ہون - ازانجملہ امام ابن حبان ہین ابن سید الناس عیون الاثر مین اونسے نقل کرتے ہین - قال تکلم
فیه رجلان ہشام ومالک فاما ہشام فانکر سماعه من فاطمة والذی قاله لیس مما یجرح
به الانسان وذلک ان التابعین کالاسود وعلقمة سمعوا من عائشة من غیر ان ینظروا
الیها بل سمعوا صوتها وکذلک ابن اسحاق سمع من فاطمة والستر بینهما مسبل - ترجمہ
ابن حبان نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق مین دو آدمیون نے کلام کیا ہے ہشام اور مالک نے ہشام نے تو
اوسکے سماع کا فاطمہ سے انکار کیا ہی یہ ایسا کلام نہین ہے کہ اس سے کسی پر جرح کیجاوے اسلئے کہ بیشک تابعین
نے مثل اسود اور علقمہ کے حضرت عائشہ سے بغیر اونکے دیکھے کے روایت کیا ہی بلکہ اونکی آواز کو
سنا ہی ایسا ہی ابن اسحاق نے فاطمہ سے سنا اور پردہ اونکے درمیان مین حائل تھا -
ازانجملہ امام ذہبی ہین بعد نقل کرنے جرح مذکورہ بالا کے فرماتے ہین - قلت وما یدری
ہشام بن عروة فلعله سمع منها فی المسجد او سمع منها وہو صبی او دخل علیها
فحدثته من وراء حجاب فای شئی فی ہذا وقد کانت امراة قد کبرت واسنت
ترجمہ - مین کہتا ہون یہ کیسے معلوم ہوا ہشام بن عروہ کو کہ محمد بن اسحاق نے اونکی عورت سے
نہین سُنا شاید کہ اوسنے مسجد مین اوس سے سنا ہو یا لڑکپن کی حالت مین اوس سے
سُنا ہو یا اوسکے گھر مین اوسکی اجازت سے گیا ہو پس فاطمہ نے پردہ کے پیچھے

یہان پر دو جرح کا اور اضافہ فرمایا ہے اول جرح یحیی قطان دوم سلیمان تیمی کی۔
جواب جرح یحیی قطان کا یہ ہے کہ یحیی قطان نے اس جرح مین تقلید کی ہے وہیب کی اور وہیب نے
مالک کی اور مالک نے ہشام بن عروہ کی جیسا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال مین فرمایا ہے میزان الاعتدال
مطبوعہ مطبع انوار محمدی صفحہ ۲۴ مین ہے حدثنی ابو داؤد وسلیمان بن داؤد قال قال یحیی القطان
اشهد ان محمد بن اسحاق کذاب قلت وما یدریک قال قال لی وہیب فقلت لوہیب فما
یدریک قال قال لی مالک بن انس فقلت لمالک وما یدریک قال قال لی ہشام
بن عروہ فقلت لہشام بن عروہ وما یدریک قال حدث عن امراتی فاطمة بنت منذر وادخلت علی وہی بنت
تسع وما راها رجل حتی لقیت الله تعالی۔ ترجمہ۔ مجھ سے ابو داؤد اور سلیمان بن داؤد نے حدیث
بیان کی کہ یحیی قطان نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک محمد بن اسحاق جھوٹا ہے مین نے کہا آپکو کیسے
معلوم ہوا کہا مجھکو وہیب نے کہا مین نے وہیب سے کہا آپکو کیسے معلوم ہوا کہا کہ مجھکو مالک بن انس نے کہا
مین نے مالک بن انس سے کہا آپکو کیسے معلوم ہوا کہا کہ مجھکو ہشام بن عروہ نے کہا مین نے ہشام بن عروہ سے
کہا آپکو کیسے معلوم ہوا کہا کہ میری عورت فاطمہ بنت منذر سے یہ روایت کرتا ہے حالانکہ وہ نو برس
کی تھی جب وہ میرے گھر مین آئی تھی اوسکو کسی آدمی نے نہین دیکھا یہانتک کہ اوسکا انتقال
ہوگیا۔ اسیطرح سے اس جرح یحیی قطان کو امام ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر
مین نقل کیا ہے اس عبارت میزان وعیون الاثر سے معلوم ہوتا ہے کہ یحیی قطان نے اس جرح
مین وہیب کی تقلید کی ہے اور وہیب نے مالک کی اور مالک نے ہشام کی گویا اصل جرح
ہشام کی ٹھہری جرح ہشام کا جواب یہ ہے کہ ہشام کا محمد بن اسحاق کو اپنی عورت سے روایت
کرنیکے باعث سے کاذب کہنا یہ اونکی سمجھ کی خوبی ہے ائمہ متقدمین نے اس جرح کو اچھی طرح سے
رد کر دیا ہے ازانجملہ امام احمد بن محمد بن حنبل ہین امام ابن سید الناس عیون الاثر مین
اونسے یون نقل کرتے ہین وروی ابن القطان عن ہشام انہ ذکرہ فقال عدو اللہ
کذاب یروی عن امراتی این راہا وقال عبد اللہ بن احمد

قبول کیجائیگی اگر وہ غیر مفسر ہوگی تو جسکی عدالت پہلے ثابت ہو چکی ہے اوسمین کچھہ حرج نہ کریگی
اور اگر وہ جرح صادر ہو غیر عارف جرح اسباب سے (یعنی جو اسکا اہل نہین ہی) تو بھی اعتبار
نہ کیجائیگی ختم ہوا کلام حافظ ابن حجر کا۔ مین کہتا ہون سلیمان تیمی اہل جرح وتعدیل سے نہین ہین
اس لیئے یہ کلام اونکا غیر مقبول ہے۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب مین تحت ترجمہ محمد بن اسحاق
کے فرماتے ہین۔ واما سلیمان التیمی فلم یتبین لی لای شئی تکلم فیہ والظاہر انہ لامر کان
بینہما لاعن الحدیث ولان سلیمان لیس من اہل الجرح والتعدیل۔ ترجمہ لیکن
سلیمان تیمی پس میرے لیے نہین ظاہر ہوا کہ کیون اونھون نے محمد بن اسحاق پر کلام کیا ہی
ظاہر یہ ہے کہ کسی امر کے واسطے ہوگا جو اون دونون کے درمیان تھا نہ جہت حدیث سے اور یہ
بھی وجہ ہے کہ بیشک سلیمان تیمی اصحاب جرح وتعدیل سے نہین ہین۔ چونکہ سلیمان اصحاب
جرح وتعدیل سے نہین ہین لہذا اونکی جرح لغو ہوئی۔ وللہ الحمد۔ ہمارے معترض صاحب نے جن
دو جرحون کو نقل کیا تھا اونکا جواب تو ہو چکا اب اس جگہہ ایک عبارت محقق حنفیہ کی توثیق
محمد بن اسحاق مین نقل کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہون تاکہ علماء حنفیہ کو توثیق محمد بن اسحاق
مین کچھہ شبہہ باقی نہ رہے۔ شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ بحث تعجیل صلوۃ
مغرب مین فرماتے ہین۔
ہو ای توثیق محمد بن اسحاق ہو الحق الابلج وما نقل عن مالک لایثبت ولو
صح لم یقبلہ اہل العلم کیف وقد قال الشعبۃ فیہ وہو امیر المومنین فی الحدیث
وروی عنہ مثل الثوری وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیۃ
وعبد الوارث وابن المبارک واحتملہ احمد وابن معین وعامۃ اہل الحدیث
غفر اللہ لہم وقد اطال البخاری فی توثیقہ فی کتاب القرأۃ خلف الامام
وذکرہ ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحاق

سے اوسکو حدیث سُنایا ہو پس اسمین کیا قباحت ہے حالانکہ عورت بوڑہی اور
سن رسیدہ ہوگئی تھی اور نیز امام ذہبی بعد چند سطر کے فرماتے ہین قلت
قد اجبنا عن ہذا فما قال انہ راہا فیمثل ہذا یعتمد علی تکذیب رجل من اہل
العلم ہذا مردود ثم قد روی عنہا محمد بن سوقۃ ولہا روایۃ عن ام سلمۃ
وجدتہا اسماء۔ ترجمہ مین کہتا ہون پہلے اس جرح کا جواب ادا کر دیا ہی
پس یہ جو ہشام نے کہا ہے (کیا اسکو دیکھا ہے یعنی نہین دیکھا ہے) کیا ایسی
ایسی باتین اس لائق ہین کہ اس پر اعتماد کرکے کسیکو اہل علم سے جھوٹھا کہا
جاوے یہ جرح مردود ہے۔ پھر اسی فاطمہ سے محمد بن سوقہ نے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ
امام بخاری رح ہین انھون نے اپنے رسالہ جزء القراۃ مین اس جرح کا بہت اچھی
طرح سے جواب دیا ہے چنانچہ عبارت اونکی اسی معنی کی (جو اوپر مذکور ہوئی) رسالہ
جزء القراۃ مطبوعہ مطبع فاروقی صـ۱۸ مین ہے ناظرین اوسکی طرف توجہ کرین بخوف اطالت
عبارت رسالہ مذکور کی اس مقام پر نقل نہین کیگئی۔ البرہان الجلی جواب الدلیل
القوی کے صـ۵۰ مین یہ عبارت معہ ترجمہ موجود ہے جن صاحب کو دیکھنا اس عبارت
کا منظور ہو وہ رسالہ البرہان الجلی کو ہمارے پاس سے طلب فرما کر ملاحظہ فرمائین آس تحقیق
سے جو اوپر لکھی گئی جواب جرح اول یعنی یحیی قطان کا ختم ہوا آب جواب جرح سلیمان تیمی کا دیا
جاتا ہے جواب جرح سلیمان تیمی۔ اصول حدیث مین یہ امر منقح ہوچکا ہی کہ جرح ایسے شخص کی مقبول
ہوتی ہی جو اہلیت اوسکی رکھتا ہو نہ ہر ایرے غیرے کی۔ حافظ ابن حجر نخبہ اور اوسکی شرح مین فرماتے ہین
والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف
باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ وان صدر من غیر عارف
بالاسباب لم یعتبر بہ ایضاً ترجمہ۔ اور جرح تعدیل پر مقدم ہے ایک جماعت نے یہ حکم
مطلق لگایا ہے لیکن تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر جرح عارف جرح اسباب سے مفسر صادر ہو تو

ترجمہ نافع بن محمود بن ربیع اور انکو ابن ربیعہ انصاری بھی کہا جاتا ہے بیت المقدس کے رہنے والے عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہین اور انسے حزام بن حکیم دمشقی اور مکحول شامی روایت کرتے ہین ابن حبان نے کتاب الثقات مین انکا ذکر کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب قراۃ خلف امام اور خلق افعال العباد مین اور ابو داؤد و نسائی نے انسے روایت کی ہے۔ جاننا چاہیے کہ تہذیب الکمال کا خلاصہ حافظ ابن حجر نے تہذیب مین کیا ہے اور تہذیب کا خلاصہ تقریب جبکہ اصل تہذیب الکمال مین مستور ہونا انکا نہین ہی تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی ناسخ نے غلطی سے تقریب مین دوسرے راوی کے ترجمہ سے لفظ مستور کا انکے ترجمہ مین بڑھا دیا ہے امام صفی الدین خلاصہ مین فرماتے ہین۔ نافع بن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادۃ بن الصامت وعنہ مکحول وثقہ ابن حبان۔ ترجمہ نافع بن محمود بن ربیع انصاری عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہین انسے مکحول روایت کرتے ہین ابن حبان نے انکو ثقہ کہا ہے خلاصہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۹ مین یہ عبارت مذکور ہے۔ عبارت تہذیب الکمال و خلاصہ سے معلوم ہوا کہ نافع بن محمود مستور الحال نہین ہے تقریب مین کسی ناسخ کی غلطی ہے وجہ دوم اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ تقریب مین نافع بن محمود کی نسبت جو مستور ہونا لکھا ہے وہ کسی ناسخ کی غلطی نہین بلکہ در اصل یہ مستور ہی ہین اسپر بھی مین کہتا ہون کہ مستور ہونا کوئی جرح نہین نہ حنفیہ کے نزدیک نہ محدثین کے نزدیک حنفیہ کے نزدیک تو اس لئے نہین کہ نور الانوار صفحہ ۱۵۱ و صفحہ ۱۵۲ مین ہے کہ مجہول الحال ہونا راوی کا ہمارے نزدیک کوئی جرح نہین ہے عبارت نور الانوار کی یہ ہے وان کان مجہولا ای فی روایۃ الحدیث والعدالۃ لافی النسب بان لم یعرف الا بحدیث او حدیثین کوابصۃ بن معبد فحالہ لایخلو من خمسۃ اقسام فان روی عنہ السلف او اختلفوا فیہ او سکتوا عن الطعن

محمد بن اسحاق کی وہ حق واضح ہے اور جو امام مالک سے اوسکے بارہ مین نقل کیا گیا ہو ثابت نہین
ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو بھی اہل علم اوسکو قبول نہین کرینگے کیونکہ ہو سکتا ہے حالانکہ شعبہ نے
محمد بن اسحاق کے بارہ مین کہا ہے کہ وہ امیر المومنین حدیث مین ہے اور مثل ثوری و ابن
ادریس و حماد ابن زید و یزید بن زریع و ابن علیہ و عبدالوارث و ابن المبارک نے
اوس سے روایت کیا ہے اور احمد اور ابن معین اور اکثر اہل حدیث نے (اللہ اونکو بخشے)
اوسکی توثیق کی ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب جزء القراۃ مین اوسکی توثیق مین مفصل کلام
کیا ہے۔ اور ابن حبان نے کتاب ثقات مین ذکر کیا ہے کہ امام مالک نے رجوع کیا ہے اپنے
کلام سے جو محمد بن اسحاق کے حق مین کیا تھا اور اوس سے صلح کیا اور اوسکی طرف ہدیہ بھیجا۔
ختم ہوا جو فتح القدیر مین تھا۔ اس عبارت محقق حنفیہ سے توثیق محمد بن اسحاق کی بخوبی
ثابت ہوئی اور جرح امام مالک کا جواب بھی اسکے ضمن مین آگیا وللہ الحمد۔ ہمارے
مخاطب صاحب نے اپنے ہر دو حصہ رسالے مین محمد بن اسحاق کے بارہ مین اسیقدر کلام
کیا تھا جسکا جواب ختم ہوا۔ اب یہان سے حصہ اول کا جواب پھر آغاز کیا جاتا ہے **قال المعترض**
اور روایت نسائی اور ابو داؤد کی سند مین نافع بن محمود واقع ہے اور اوسکو تقریب
التہذیب مین مستور الحال لکھا ہے یعنی اوسکے ثقہ اور غیر ثقہ ہونیکا کچھ علم نہین —

اقول جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ ائمہ متقدمین نے جو ترجمہ نافع بن محمود
کا اپنے اسفار مین ذکر کیا ہے اونمین سے کسی نے بھی نافع بن محمود کو مستور الحال نہین
لکھا ہے حافظ ابو الحجاج مزی تہذیب الکمال مین فرماتے مین۔ **نافع بن محمود
بن الربیع ویقال ابن ربیعۃ الانصاری من اہل ایلیا روی
عن عبادۃ بن الصامت وروی عنہ حزام بن حکیم الدمشقی ومکحول
الشامی ذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات روی لہ البخاری فی
کتاب القراۃ خلف الامام وفی افعال العباد وابو داؤد والنسائی** —

دیکھنے کا شوق ہو تو ہمارے رسالہ البرہان الجلی جواب الدلیل القوی کو صفحہ ۹۵ سے
صفحہ ۱۱۱ کا ملاحظہ فرمائین یہان پر خلاصہ اسکا لکھا گیا ہے **قال المعترض** اور یحیی بن
معین نے جو محدثین معتبرین اور آئمہ محققین علم حدیث سے ہین کہا ہی کہ جملہ استثنائیہ
اس حدیث کا یعنی (الا بفاتحۃ الکتاب) سند معتبر سے ثابت نہین الخ **اقول** پہلے ناظرین
ذرا دیانت معترض صاحب کا ملاحظہ فرماوین کہ عبارت الدلیل القوی مین کیا کارستانی
کی ہے اصل عبارت الدلیل القوی کی یہ ہے (یحیی بن معین کہ از نقاد
حدیث و محققین این فن است او گفتہ کہ جملہ استثنائیہ این حدیث اسنادش
لیس بذاک) لیس بذاک کا ترجمہ معترض صاحب نے (سند معتبر سے ثابت
نہین) کیا ہے۔ کہیے حضرت یہی ایمانداری آپکی ہے۔ مفتی صاحب پر
تو ادنی ادنی بات پر آپ یون مونہہ آوین اور آپ یہود کے بھی کان کترین
جواب اسکا البرہان الجلی جواب الدلیل القوی کے صفحہ ۱۱۱ مین تین وجہ سے دیا گیا ہی خلاصہ ان وجوہ کا
یہان پر مرقوم ہوتا ہی **وجہ اول** ہمارے مخاطب صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ نہین دیا کہ یحیی
بن معین نے یہ کس کتاب مین فرمایا ہے ظاہرا یہ یحیی بن معین پر افترا ہے اگرچہ مولوی احمد علی صاحب کا
انتقال ہو گیا ہی مگر انکی حواری مثل مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہ کے موجود مین یہی حضرات
کسی کتاب معتبر سے دکھا دین کہ یحیی بن معین کا یہ مقولہ ہے یہ یاد رہے اس قول یحیی بن
معین کو سند اون تک موصول کرنا ہوگا **ولم تفعلوا ولن تفعلوا** انشاء اللہ تعالی
وجہ دوم اگر ہم تسلیم بھی کر لین کہ یہ قول یحیی بن معین کا ہے تو بھی یہ مجرد قول ہے بغیر دلیل کو
لائق تسلیم کے نہین **وجہ سوم** یحیی بن معین نے یہ نہین کہا کہ جملہ استثنائیہ صحیح نہین بلکہ لیس
بذاک فرمایا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ اعلی درجہ کا نہین ہے اس سے درجہ اوسط ادنی کی نفی نہین
نکلتی من یدعی خلاف ذلک فعلیہ البیان بالبرھان۔ **قال المعترض**
اسیواسطے ترمذی مین دوسری حدیث عبادہ کی جو بغیر اس جملہ کے مروی ہے

صار کالمعروف فی کل من اقسام الثلاثۃ لان روایۃ السلف شاہدۃ
بصحتہ والسکوت عن الطعن بمنزلۃ قبولہم فلذا یقبل ۔ ترجمہ ۔ اگر
راوی حدیث کی روایت مین اور عدالت مین مجہول ہو نہ نسب مین اسطور پر کہ نہ مشہور
ہو مگر ایک حدیث یا دو حدیث سے جیسے وابصہ بن معبد تو پانچ قسمون سے خالی
نہین ہے اگر سلف نے اوس سے روایت کی ہو یا اوسمین اختلاف کیا ہو
یا اوسپر طعن کرنے سے سکوت کیا ہو تو وہ اِن تین قسمون مین مثل مشہور کے ہو
جاویگا کیونکہ سلف کا روایت کرنا اوسکی صحت روایت کے لئے شاہد ہے اور
سکوت کرنا طعن سے مرتبہ مین قبول کو ہے اسیواسطے ایسے راوی کی روایت قبول کیجاویگی ۔ اسی طرح
جمیع کتب اصول حنفیہ مین یہ مسئلہ موجود ہے عبارت نور الانوار سے معلوم ہوا کہ مستور الحال ہونا
یا مجہول ہونا حنفیون کے نزدیک جرح نہین ۔ محدثین کے نزدیک اسلئے نہین کہ محدثین نے جو تعریف حسن
کی فرمائی ہے اوسمین لکھا ہے کہ اوسکی اسناد کے راوی مستور سے خالی نہ ہون حافظ الحدیث
شیخ ابن صلاح مقدمہ مین فرماتے ہین الحدیث الحسن قسمان احدہما الحدیث
الذی لا یخلو رجال اسنادہ من مستور الخ یعنی حدیث حسن کی دو قسم ہین ایک
اون دونون کی یہ ہے کہ اوسکے سند کے راوی مستور سے خالی نہ ہون ۔ تو اب موافق تعریف
محدثین کو نافع بن محمود کی روایت حسن سے کم نہ ٹھہری یہی وجہ ہے کہ امام مسلم نے اپنے مقدمہ مین
فرمایا ہے کہ مین اپنی کتاب صحیح مین اون لوگون کی روایت بھی ذکر کرونگا جو مستور ہین ۔
امام مسلم کے نزدیک مستور کی روایت صحیح ہے اور مسلم وہ کتاب ہے جسکی
نسبت آپکے خاتم المحدثین فرماتے ہین کہ بخاری و مسلم کی صحت پر سب لوگون کا
اتفاق ہے تو بقول آپکے خاتم المحدثین کے حدیث مستور کی صحت پر بھی سبکا
اتفاق ٹھہرا ۔ الحمد للہ کہ آپکے خاتم المحدثین کے اقرار سے نافع بن محمود کی
روایت صحیح ٹھہری ۔ جن حضرات کو نافع بن محمود کی نسبت زائد بحث

ملاقات نہین ہوا اور اگر اس زیلعی سے مراد شارح کنز ہین تو وہ محدث نہین لہذا اونکی بات بغیر سند کے معتبر نہین ۔ ناظرین ذرا مقلدین کی دہوکا دہی کو خیال کرین کہ انکو اللہ سے کچہہ ڈر نہین ہے ۔ اور نہ دنیا مین اہل علم سے شرماتے ہین جسکو اس عبارت الدلیل القوی کا مفصل جواب دیکہنا مطلوب ہو وہ البرہان الجلی کے صـ۱۴۱ سے صـ۱۴۴ تک ملاحظہ کرے

قال المعترض اور ضعیف کرتی ہے اس حدیث کو دوسری حدیث عبادہ کی جو مروی ہے ابو داؤد سے اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے روات اس حدیث کی معتبر ہین اور وہ حدیث یہ ہے **عن عبادة بن الصامت انہ علیہ السلام قال لایقرأن احد منکم شیئا من القرآن اذا جهرت بالقرآن کما ذکرہ الزیلعی عن مراسیل ابوداؤد** ۔ یعنی فرمایا انحضرت نے ہرگز نہ پڑہے کوئی تم مین سے کوئی لفظ قرآن کا وقت بلند پڑہنے میرے قرآن کو (دلیل القوی اختصارا) **اقول** حضرات ناظرین پہلے تو آپ معترض صاحب وا ونکے اصلاح دینے والون کی استعداد علمی کو ملاحظہ فرمائین کہ الدلیل القوی کی عبارت تک کا مطلب نہین سمجہا اصل عبارت الدلیل القوی کی یہ ہے ۔ وایضاً روی عن عبادة مایعارض هذه الروایة المذکورة فی ابی داؤد بل یضعفها لان اسناده صحیح من هذه ولفظه عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال لا یقرأن احد منکم شیئا من القران اذا جهرت بالقران قال الدارقطنی رجاله کلهم ثقات ۔ انتهت عبارة الدلیل ۔ **ترجمہ** اور نیز عبادہ بن صامت سے وہ حدیث روایت کی گئی ہے جو معارض ہو اوس حدیث کے جو سنن ابی داؤد مین مذکور ہے بلکہ یہ روایت اوس روایت کو ضعیف ٹھہراتی ہے کیونکہ اسناد اسکی اوس روایت ابوداؤد سے صحیح ہے اور الفاظ اوسکے عبادہ بن صامت سے یہ ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی تمہارا قرآن سے کوئی شئی نہ پڑہے جسوقت مین جہر سے پڑہون دارقطنی نے کہا کہ راوی کل اسکے ثقہ ہین اصل عبارت الدلیل القوی و ترجمہ سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ معترض نے مطلب عبارت کا نہین سمجہا ۔ مطلب تو یہ ہے کہ ابوداؤد کی روایت سے

اصح لکھا ہے الی قولہ سب معتبر ہین **اقول** معترض صاحب نے جو مطلب الدلیل القوی کا سمجھکر اس عبارت کو لکھا ہے اسی طبق پر ہم کلام کرتے ہین اور معترض کے کلام کا جواب دیتے ہین ۔ ترمذی مین کوئی حدیث روایت عبادہ کی ایسی نہین ہے جسمین جملہ استثنائیہ الا بفاتحۃ الکتاب موجود نہو یہ آپ کا ترمذی پر افترا ہے اور اگر تسلیم بھی کرلین تو بھی ترمذی نے لفظ اصح صیغہ اسم تفضیل کا استعمال کیا ہے جس سے زیادتی کی نفی معلوم ہوتی ہے نہ اصل صحت کی ۔ ای ناظرین ہم نے اس جواب مین جو اصل مطلب دلیل قوی کا ہے اوسکے جواب کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے **قال المعترض** اسی واسطے بخاری مین جملہ استثنائیہ والی حدیث کو داخل نہین کیا الخ **اقول** بخاری مین جملہ استثنائیہ الا بفاتحۃ الکتاب کی گو روایت موجود نہین مگر اوسکے معنی کی لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب موجود ہے ۔ یہ تو آپکے فہم عبارت الدلیل القوی کا جواب ہے اور اصل عبارت دلیل قوی کا جواب یہ ہے کہ مولوی احمد علی صاحب نے مقدمہ الدلیل القوی مین تصریح کی ہے کہ امام بخاری نے کل احادیث صحیحہ کو اپنے کتاب مین نہین لائے خود بخاری کا یہ قول ہے کہ مین نے بہت سے احادیث صحیحہ کو ترک کردیا ہے اور اسکا اقرار حضرت معترض صاحب نے بھی اپنے رسالے کے حصہ اول صہ۳ مین کیا ہے جیسے بخاری نے اپنی جامع صحیح مین بہت سے احادیث صحیحہ کو ترک کردیا ہے اسیطرح سے اس حدیث صحیح کو بھی ترک کیا ہے ہی اسکو اپنے رسالہ جزء القرأۃ مین داخل کیا چھوڑا نہین ۔ **قال المعترض** امام نیز تصریح کی ہے زیلعی نے کہ امام احمد ابن حنبل اور ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے **اقول** آپکے خاتم المحدثین کا محض زیلعی پر افترا ہے زیلعی نے کسی کتاب مین نہین لکھا ہے کہ امام احمد و ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے حافظ زیلعی کی مشہور کتاب نصب الرایہ ہے تحت قرأۃ فاتحہ خلف امام مین فقط حدیث عبادہ کو نقل کرکے بغیر کسی جرح کے چھوڑ دیا ہے خیر آپکے خاتم المحدثین کا تو انتقال ہوگیا اونکے شاگرد تو بہت موجود ہین کسی سے دریافت کرکے طبع کرائی کہ زیلعی نے کس کتاب مین یہ لکھا ہے اور کس کے حوالہ سے کیونکہ زیلعی کو تو امام احمد سے

پہلے گذر چکا ہے کہ امام بخاری کا قول معتبر ہوتا ہے نہ غیر کا صحت حدیث مین
کما قالہ الحافظ ابن حجر۔ **قال المعترض** سو مہربان رسالہ جزء القرأۃ
منسوب بہ بخاری اول تو بخاری کا ثابت نہین ہوتا اوسکی عبارت رکیکہ اوسپر
شاہد ہے اونکے کسی شاگرد نے اونکی طرف منسوب کیا ہے۔
اقول امام بخاری کے رسالہ جز القراۃ کا اونکی تالیفات سے ہونے کا انکار کرنا
اپکی جہالت وکوتہ نظری کی دلیل کافی ہے اسکا تو آج تک کسی حنفی عالم نے بھی
انکار نہین کیا اس زمانہ کے مقلدین کا عجب ڈہنگ ہے کہ جو جی چاہتا ہے
کہہ ڈالتے ہین۔ مین اس مقام پر آپکے محققین حنفیہ کی عبارت سے ثابت کردیتا ہون
کہ رسالہ جزء القراۃ امام بخاری کی تالیف سے ہے از انجملہ شیخ ابن الہمام حنفی ہین حاشیہ
ہدایہ مین رسالہ جزء القراۃ کو امام بخاری کی طرف نسبت کیا ہے عبارت پوری اونکی پہلے
گذر چکی یہانپر موافق مدعا کے عبارت لکہی جاتی ہے (وقد اطال البخاری فی توثیقہ فی کتاب
القراۃ خلف الامام لہ۔ ترجمہ بیشک امام بخاری نے اپنے کتاب قراۃ خلف امام مین
توثیق محمد بن اسحاق کے بارہ مین طول کلام کیا ہے۔ شیخ ابن الہمام نے کتاب قراۃ
خلف امام بخاری کو اونہین کا بتایا ہے نہ اونکے شاگرد کا۔ از انجملہ جمال الدین
عبداللہ بن یوسف زیلعی ہین نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ مین فرماتے ہین۔
(ملخص کلام البخاری فی الجزء الذی وضعہ فی القراۃ خلف الامام۔)۔ ترجمہ خلاصہ
کلام بخاری کا جو مندرج اوس جز مین ہے جسکو انہون نے خاص مسئلہ قراۃ خلف امام
مین تالیف کیا ہے۔ یہ صاحب بڑے محقق حنفیہ ہین۔ از انجملہ شیخ عبدالحق
دہلوی حنفی محدث اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین چنانچہ اشعۃ اللمعات
مطبوعہ منشی نول کشور صنا مین ہے بخاری را غیر این جامع صحیح کتابہا است
مانند کتاب ادب مفرد و رفع یدین فی الصلوۃ و قراۃ خلف امام الخ الحمد للہ کہ شیخ عبدالحق

معارض حدیث دارقطنی کی ہے چونکہ معترض صاحب نے مطلب نہین سمجھا اس لئے ابوداؤد
کی روایت کو معارض ٹھہرایا ہے چونکہ ابوداؤد کی کوئی روایت معارض نہ تھی اس لئے اپنی
طرف سے حوالہ مراسیل ابوداؤد کا دیدیا ہے۔ یہ تحریف نہین تو اور کیا ہے اللہ اکبر
دعوی حق جوئی اور اوسپر یہ جرأت ۔ جبکہ معترض صاحب کی کارستانی کا حال ناظرین کو
معلوم ہوگیا تو اب جواب اسکا دیا جاتا ہے ۔
خاکسار مولف رسالہ ہذا نے تین نسخون قدیمہ عتیقہ دارقطنی کو دیکھا کسی مین اس روایت کو جسکا
حوالہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے دیا ہے نہ پایا کہ یہ روایت دارقطنی مین یون ہے فلا یقران
احد منکم شیا من القران اذا جہرت الا بام القران ہذا اسناد حسن ورجالہ ثقات
کلہم۔ ترجمہ پس کوئی تمہارا قرآن سے کوئی شئی نہ پڑھے جسوقت مین جہر سے پڑھون مگر سورہ فاتحہ
کو اسناد اسکی حسن ہے اور کل راوی اسکے ثقہ ہین۔ ای ناظرین مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے
دارقطنی کی روایت کو نقل کیا مگر جملہ استثنائیہ الا بام القران کا چھوڑ دیا ہے ۔ لوگ ذرا مقلدین خصوصًا
ہمارے معترض صاحب کے خاتم المحدثین صاحب کی دیانت و ثقاہت کا حال ملاحظہ فرمادین اور
اوسپر حضرت معترض اور باقی علماء کے حال کا اندازہ کرلین ۔ قال المعترض اس حدیث کو
ترمذی کا حسن کہنا دعوی بلا دلیل فقط حسن ظنی ترمذی وغیرہ کا ہے الی قولہ جو دوسرے حصہ مین
لکھی گئی ہین ۔ اقول تحقیق سابق سے ناظرین منصفین بخوبی معلوم کرلینگے کہ محمد بن اسحاق ونافع بن
محمود ثقہ ہین روایت اونکی حسن سے کم نہین ہے ترمذی کی یہ حسن ظنی نہین
بلکہ تحقیقی بات ہے باقی آپکے پورے قول کا جواب اوپر گذر چکا کہ طریق ابوداؤد و
ترمذی کا مقبول ہے سب کلام آپ کا مردود ہوگیا اور حدیث عبادہ کے پانچ امر کا
جواب بھی بخوبی دیا گیا رہا آپکے دوسرے حصہ کا جواب وہ بھی انشاء اللہ تعالی عنقریب
آپکے ملاحظہ سے گذرے گا فانتظر ۔ قال المفتی امام بخاری نے بھی اس حدیث
کو صحیح کہا ہے جزء القراۃ مین اور محمد بن اسحاق کی توثیق کی ہے یعنی راوی ثقہ پکا ہے

صاحب کے نام سے مشتہر ہے جسکو طفل گلستان کہدیگا کہ یہ تہمت شاہ صاحب پر
ہے **اقول** فتوے قراۃ فاتحہ خلف الامام شاہ صاحب کا مشہور معروف ہے
شاہ صاحب کے زمانہ مین بھی شائع ہوگیا تھا اور اس فتوی کی دو سندین موجود
ہین اول یہ کہ یہ فتوی مولوی محمد یعقوب صاحب حنفی مرحوم دیوبندی کے یہان
بھی خاکسار نے دیکھا تھا مولوی صاحب مرحوم کے یہان ایک کتاب تھی جسمین
بہت سے فتاوی شاہ صاحب کے موجود تھے اوس کتاب کو مولوی صاحب
مرحوم نے اپنے والد مولوی مملوک علی صاحب سے لیا تھا اونھون نے مولوی
عبدالحی صاحب نواسہ شاہ صاحب سے اوسکو حاصل کیا تھا۔ ایسے ہی بنارس مین
اوس کتاب مولانا عبدالحی صاحب کی نقل یہان کے رئیس مرزا رحمت اللہ بیگ کے
یہان موجود ہے اور یہ فتوی عرصہ ہوا شاہ اسحاق صاحب کے زمانہ مین کلکتہ
مین طبع ہوا تھا چونکہ آپکو استعداد و مذاق فارسی عربی کا نہین ہے اسواسطے
کسی مشہور کتاب کے الفاظ کو الفاظ رکیکہ بتا دیتے ہین کسی مشہور فتوی کو جھوٹی
باتون سے غلط بتاتے ہین۔ بھلا آفتاب پر خاک ڈالنے سے کہین آفتاب چھپ سکتا ہے
قال المعترض دوسرے بالفرض ہو بھی تو وہ متروک اور غیر معمول ہے۔
اقول ای حضرت تمہارے متروک اور غیر معمول کہدینے سے کوئی کتاب
متروک و غیر معمول نہین ہوسکتی ۔ اوس رسالہ مین اکثر احادیث و آثار ہین
جسپر شافعیہ و محدثین کا عمل ہے اور آج تک کسی نے علماء حنفیہ و شافعیہ
سے یہ نہین کہا کہ یہ رسالہ متروک و غیر معمول ہے یہ آپکی طبع زاد بات ہے

جو محض ہیچ ہے۔
قال المعترض تیسرے اس حدیث کا اپنے صحیح مین بخاری کا نہ لانا صاف
اسکے ضعف اور متکلم فیہ ہونے پر دال ہے چوتھے امام مالک وغیرہ نے محمد بن اسحاق

حنفی دہلوی نے بھی آپکی عبارت کی تکذیب کردی - ازانجملہ شیخ نورالحق حنفی ہین تیسیرالقاری
شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین تیسیرالقاری مطبوعہ مطبع علوی صـ۷ بخاری راغیر این
جامع کتابہا است مانند کتاب ادب مفرد ورفع الیدین فی الصلوٰۃ و قرأۃ خلف الامام الخ
ازانجملہ شیخ الاسلام پوتے شیخ عبدالحق ہین شرح بخاری مین فرماتے ہین واورا سواے
این جامع صحیح کتابہا است کتاب قضایا صحابہ وتابعین وادب مفرد ورفع الیدین فی
الصلوٰۃ وقرأۃ خلف الامام الخ اگر کل علمار حنفیہ کی عبارات جنھون نے رسالہ جزالقرأۃ
کو امام بخاری کی تالیف سے تسلیم کیا ہے لکھی جاوین تو ایک دفتر ہوجاویگا ماسوا انکے
عبارات علماء شافعیہ ومحدثین تو بہت ہین - خیر ان سب سے قطع نظر کرکے یہ بات قابل
ملاحظہ ہے کہ آپکے خاتم المحدثین مولانا احمد علی صاحب جنکی کتاب کا آپنے یہان پر
خلاصہ کیا ہے وہ اس بارہ مین کیا فرماتے ہین اور رسالہ جزالقرأۃ کسکی تالیف سے
ٹھہراتے ہین بخاری کے پہلے جو مولوی صاحب نے مقدمہ تحریر فرمایا ہے اوسمین ہے
چنانچہ مقدمہ بخاری مطبوعہ مطبع احمدی صـ۲ مین ہے وللبخاری مصنفات غیر
الصحیح کادب المفرد ورفع الیدین فی الصلوٰۃ وقرأۃ خلف الامام الخ ترجمہ امام بخاری کی
ماسوا جامع صحیح کے اور بھی تصنیفات ہین جیسے ادب المفرد اور رفع یدین نماز مین
اور قرأۃ خلف امام مین - جناب معترض صاحب آپکے خاتم المحدثین کی عبارت نے تو
آپ پر ڈگری اہلحدیث کی کردی - آن عبارات سابقہ خصوصًا اپنے خاتم المحدثین کی
عبارت کو دیکھکر شرمایئے اور ایسے بیہودہ خیالات سے باز آیئے اور یہ جو آپ نے
فرمایا ہے کہ عبارت اوسکی رکیک ہے یہ محض آپکی خام خیالی ہے اوسمین تو اکثر احادیث و
آثار ہین چند جگہہ بخاری نے اپنا کلام بھی بطور اعتراض وجواب کے اوسمین
درج کیا ہے آپ جیسے کم علم کیا جانین کہ کیا رکاکت الفاظ و معانی ہے -
قال المعترض جیسا اس زمانہ مین ایک فتوے مولانا شاہ عبدالعزیز

دوم عبادہ پر جو کچھہ آپ نے کلام کیا تہا سبکا جواب مذکور ہوا - **قال المفتی**
(۴) ابو داؤد صفحہ ۱۱۹ و صفحہ ۱۲۰ مین حدیثین سورہ فاتحہ کی لائے ہین (۱)
حدیث ابو سعید الخ (۲) حدیث ابوہریرہ - (۳) حدیث ابو ہریرہ الخ **قال**
المعترض یہ تینون حدیثین خلاف دعوی ہین **اقول** تینون حدیثون سے
صاف ثابت ہے کہ کم سے کم مقتدی کو سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضرور ہے بغیر اسکے نماز
نہوگی بیشک یہ تینون حدیثین دعوی مفتی صاحب کے موافق ہین **قال المفتی**
(۵) حدیث عبادہ کی لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا **قال المعترض**
اور اس جگہہ جملہ فصاعدا نے مفتی جی کے دعوی کو باطل کر دیا مگر افسوس اس جگہہ
اوسکے بعد یہ نہ لکہا قال سفیان لمن یصلی وحدہ الخ **اقول** اس حدیث سے
کم سے کم پڑہنا سورہ فاتحہ کا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ سارق کا
ہاتھہ نہ کاٹا جاوے مگر ربع دینار مین پس زائد مین یعنی کم سے کم ہاتھہ کاٹنے
سارق کا نصاب ربع دینار ہے ایسے ہی کم سے کم سورہ فاتحہ کا پڑہنا ضروری
ہو اس سے زائد جہانتک ہوسکے پڑھے سفیان نے اس حدیث کی تاویل کی ہو کہ سورہ فاتحہ اور
دوسری سورہ پڑہنا ضروری ہونا اکیلے کیلئے ہے جب امام کے پیچھے ہو تو فقط سورہ فاتحہ
پڑھے سفیان کے کلام کا یہ مطلب ہے نہ وہ جو آپ نے سمجھا ہے حاصل مطلب سفیان کا یہ ہے کہ
اکیلا ہو تو فاتحہ اور سورہ دونون کو پڑھے اور امام کے پیچھے فقط سورہ فاتحہ ہی پڑھے سفیان
کا مطلب تو آپ سمجھے نہین خواہ مخواہ مفتی صاحب پر اعتراض کرنیکو تیار ہوگئے اسکے بعد
حدیث عبادہ کی نسبت جو کچھہ آپ نے لکہا ہے سبکا جواب ہوگیا ہے **قال المفتی**
امام نسائی سورہ فاتحہ خلف امام کی حدیثین لائے ہین صفحہ ۱۵۱ و صفحہ ۱۵۲ مین (۱) حدیث ابوہریرہ
الخ **قال المعترض** یہ وہی حدیث ہے جس مین نافع بن محمود مستور الحال ہے الی قولہ
دیگر حدیثین ملاحظہ ہو - **اقول** اس قول معترض مین کوئی جدید امر نہین ہے سبکا

جرح کی ہے امام مالک کے سامنے بخاری کی توثیق کیا اصل رکھتی ہے **اقول**
ان دونون وجہون کا جواب پہلے گذر چکا امام بخاری بہت سی احادیث صحیحہ کو
نہین لائے از انجملہ یہ حدیث بھی ہے ۔ خود آپ نے اسکا اقرار کیا ہے جرح
مالک کا جواب بھی شیخ ابن الہمام کی عبارت مین گذر چکا امام بخاری نے تنہا توثیق
محمد بن اسحاق کی نہین کی بلکہ امام احمد شعبہ یحییٰ بن معین وغیرہم نے بھی
کی ہے **قال المفتی** پھر کہا امام ترمذی نے ایسے ہی ابوہریرہ اور عائشہ رض
اور انس اور ابو قتادہ اور عبداللہ بن عمر و صحابہ کرام ماسوائے عبادہ کے
حضرت سے روایت کرتے ہین الخ **قال المعترض** اس شخص کی یہ چالاکی اور
بیباکی تحریر مین ہے تو نہ معلوم تقریر مین کیا غضب ڈھاتا ہوگا لیجئے یہ ترمذی
شریف موجود ہے فقط اتنا لکھا ہے وفی الباب عن ابی ہریرۃ و عائشۃ و انس و
ابو قتادۃ و عبداللہ بن عمرو جیسا اس سے پہلے بے استثنائیہ والی حدیث
مین لکھا تھا الی قولہ پوری نقل کر دیتے ہین **اقول** اولاً آپ نے عبارت مفتی
صاحب مین تحریف کی ہی کیونکہ اصل عبارت مفتی صاحب کی یون ہی کہا امام ترمذی
رح نے اس دعوی پر کہ امام کو بھی سورہ فاتحہ پڑہی جاوے حضرت ابوہریرہ رض اور
حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت انس رض اور حضرت ابو قتادہ رض اور حضرت عمرو سے
بھی مثل حضرت عبادہ کے منقول مروی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بغیر سورہ
فاتحہ کوئی نماز کسی نمازی کی مرد ہو یا عورت اکیلا امام ہو خواہ مقتدی
نہین ہوتی ہے کہا امام ترمذی رح نے الخ اس عبارت مفتی صاحب مین بہت
فرق ہے جسکو آپ نے تحریف کرکے نقل کیا ہے اس مین لفظ مثل کا موجود ہے
ثانیاً معنی اسکے وہی ہین جو اوپر تحت حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب
مین گذر چکے ۔ اور دونون حدیثون مفتی صاحب اول اقرأ بہا فی نفسک

کافی ہے مقتدی کو اور اس جگہ ابو درداء نے سائل کو حدیث سے جواب دیا کہ آنحضرت
صلعم نے ہر نماز مین قراۃ کو فرمایا ہے تو استدلال مرفوع سے کرنا اونکا ٹھیک ہے
فقط اجتہاد اونکا مقابل نص کے معتبر نہین ہے کما لا یخفی علی الماہر **قال المفتی**
(۷) حدیث جابر بن عبد اللہ کی سورہ فاتحہ خلف امام پڑہنے مین **قال المعترض**
لیجیے یہ حدیث بھی سنلو۔ **قال کنا نقرأ فی الظہر والعصر خلف الامام فی الرکعتین**
الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب +
لیجیے اب سورتین بھی ساتھ پڑہے مگر اسکے منع کی حدیث جو آگے باب اذا قرأ الامام فانصتوا
مین لکھی ہے وہ دیکھ لیجیے الخ **اقول** نماز سریہ مین خلف امام سورہ پڑہنی منع نہین ظہر عصر
مین امام کے پیچھے سورہ پڑھنے مین آپ کیا خرابی دیکھتے ہین جو مفتی صاحب پر اعتراض
کرتے ہین اور روایت جابر کی جو آپ نے نقل کی ہے اوسکا جواب حصہ
ثانی مین آئے گا انشاء اللہ تعالے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت جابر
کی یہ حالت ابتدائی تھی یہ آپ کا اجتہاد ہے اسپر کوئی حجت نہین ہے اور
بخاری نے رسالہ جزء القراۃ مین اس اثر کو یون روایت کیا ہے **قال سمعت جابر**
بن عبد اللہ یقول یقرأ۔ اور بعض روایتون مین یقرأ بھی ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جابر بن عبد اللہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور جو اثر
آپ نے موطا کا نقل کیا ہے اوسکا جواب بھی حصہ دوم مین دیا جاوے گا
انشاء اللہ تعالے۔

قال المفتی آیت اذا قرئ القرآن کی ہے اور حدیثین سورہ فاتحہ خلف
امام مدنی ہین منسوخ سے پہلے ناسخ نہین ہو سکتا۔

قال المعترض جواب سو قراۃ خلف امام کا ثبوت بالتصریح یا بغیر تصریح فاتحہ احادیث مین
نہین ہے **اقول** جواب اسکا پہلے گذرا اور احادیث جسمین پڑہنا سورہ فاتحہ خلف امام

جواب پہلے نہ ہو چکا ہو دوسرے حصّہ کا جواب اس رسالہ کے دوسرے حصہ مین ملاحظہ فرمائیے قال المفتی ابن ماجہ سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنے کی حدیثین لائے ہین صفحہ ۶۰ و صفحہ ۶۱ مین حدیث عبادہ الخ (۲) حدیث ابوہریرہ الخ اقول معترض صاحب نے جو کچھہ انپر کلام کیا ہے سبکا جواب ہو چکا۔ قال المفتی (۳) اس حدیث ابوسعید کی سورہ فاتحہ خلف امام پڑھنے کی الخ قال المعترض مفتی جی نے یہ حدیث نہ لکھی مگر ہم ضرور لکھینگے عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوٰۃ لمن لم یقرا فی کل رکعۃ الحمد وسورۃ فی فریضۃ وغیرہ۔ لیجئے الحمد اور سورت دونون امام کے پیچھے پڑھا کیجئے گو حدیث مین خلف امام نہو اقول یہ حدیث ضعیف ہے اسمین ایک راوی ابوسفیان سعدی ہے وہ ضعیف ہے یحیی بن معین نے اوسکو ضعیف کہا ہے نسائی نے متروک فرمایا ہے۔ کما قال الزیلعی فی نصب الرایہ والحافظ ابن حجر فی الدرایۃ لہذا استدلال آپکا سورہ کے فرض ہونے پر اس سے ساقط ہے اور نمبر چار حدیث عائشہ وحدیث عمرو بن شعیب کی نسبت جو آپنے فرمایا ہے کہ اسمین خلف امام کہان ہے مین کہتا ہون دونون حدیثون مین کل صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج موجود ہے۔ صلاۃ مقتدی بھی کل صلوٰۃ کے تحت مین داخل ہے ذرا اصول و معقول کو رسائل کو کسی وستاد شفیق سے پڑھ لیجئے (۶) قال المفتی حدیث ابودردا کی خلف امام پڑھنے کی قال المعترض لیجئے یہ حدیث بھی سن لیجئے عن ابی الدرداء قال سالہ رجل فقال اقرأ والامام یقرأ قال سال رجل النبی صلعم افی کل صلوٰۃ قرأۃ فقال رسول اللہ صلعم نعم فقال رجل من القوم وجب ہذا الی قولہ لیجئے مفتی جی کے دعوی کو اس حدیث نے باطل کر دیا اقول اگرچہ اس حدیث مین فاتحہ کا ذکر نہین ہے مگر یہ قراۃ محمول ہے اوسی قراۃ فاتحہ پر بقرینہ دیگر احادیث مذکورہ بالا کے اور نسائی کی روایت جو آپنے نقل کی ہے اوسمین ابودردا نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ قراۃ امام کی

مجتبائی صـــ۱۲۷ مین ہے سورۃ الاعراف مکیۃ الا و اسئلہم عن القریۃ ۔ یہان پر سوا آیت (اسئلہم) کے کسی آیت کا استثنا جلال الدین سیوطی نے نہین کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ راجح قول انکے نزدیک یہی ہی کہ یہ آیت مکی ہی ۔ جمل حاشیہ جلالین مطبوعہ مطبع مجتبائی جلد دوم صـــ۲۶۵ مین ہی وہذا القول قد اختارہ جماعۃ وفیہ بعد لان الایۃ مکیۃ والخطبۃ انما وجبت بالمدینۃ ۔ ترجمہ ۔ اس قول کو (یعنی یہ آیت خطبہ مین نازل ہوئی ہی) ایک جماعت نے اختیار کیا ہی اسمین بعد ہی کیونکہ یہ آیت مکی ہی اور خطبہ تو مدینہ ہی مین واجب ہوا ہی ۔ نیز جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین بھی سورہ اعراف کو مکیہ لکہا ہی اس آیت کا استثنا نہین کیا امام بغوی جسکا قول آپنے حصہ دوم کے صـــ۱۱ مین نقل کیا ہی اپنی تفسیر معالم التنزیل مین فرماتے ہین معالم مطبوعہ بمبئی صـــ۱۳۱ مین ہی والاول اولیہا وہو انہا فی القراۃ فی الصلوۃ لان الایۃ مکیۃ والجمعۃ وجبت بالمدینۃ ۔ ترجمہ پہلا قول اولی وہ یہ ہی کہ بیشک یہ آیت قراۃ نماز مین نازل ہوئی ہی کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور جمعہ مدینہ مین واجب ہوا ہی حضرت معترض صاحب مقلد درۃ النظام نے تفسیر معالم کا جملہ اسیقدر نقل کیا ہو انہا فی القراۃ فی الصلوۃ اور اگلے جملہ کو مخالف مطلب کے سمجھکر چھوڑ دیا یہ نسمجہا کہ معالم طبع ہوگئی ہی ۔ اور تفسیر خازن وغیرہ مین بھی اس آیت کو مکیہ لکہا ہی حاصل کلام کا یہ ہی کہ مفسرین محققین کی عبارت صریحہ سے معلوم ہوگیا کہ یہ آیت مکی ہی فللہ الحمد ۔ جو کچہہ ہمارے حضرت معترض صاحب نے احادیث قراۃ فاتحہ خلف الامام کی نسبت لکہا تہا اسکا جواب ختم ہوا اب بہائی مسلمانون سے گذارش ہی کہ معترض صاحب کے مزخرفات کو تو ہم نے ظاہر کر دیا اس شخص کے بعد دمکر سے بچین قال المعترض ہوشیار ہو اور حدیث شریف کو سنو ۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم ۔ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ آخری زمانہ مین فریب دینیوالے

صراحۃً موجود ہے مع مالہ وما علیہ کے گذر چکین اور رسالہ درۃ النظام کے حوالہ سے جو کچھ
آپنے میانصاحب کی نسبت لکھا ہے یہ اونپر افترا محض ہی **قال المعترض** دوم یہ بات بھی
ثابت ہی کہ یہ سورہ اعراف مکی ہی مگر یہ آیت مدنی ہے ابی بن کعب وغیرہ کی روایت اسپر صاف
دلالت کرتی ہی حافظ جلال الدین سیوطی باب النقول فی اسباب النزول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ مین
لکھتے ہین قلت ذلک ان الایۃ مدنیۃ **اقول** جملہ مفسرین نے سورہ اعراف کو مکی لکھا ہے
کسی نے استثنا نہین کیا کہ یہ آیت مدنیہ ہے جلال الدین سیوطی نے اسباب النزول مین پہلی
روایت کیطرف اشارہ کرکے کہا ہے کہ اس روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی
ہی پوری عبارت اسباب النزول کی یہ ہے **قال سعید بن منصور فی سننہ حدثنا**
ابو معشر عن محمد بن کعب قال کانوا یتلقفون من رسول اللہ اذا
قرأ شیئا قرأ معہ حتی نزلت ہذہ الایۃ التی فی الاعراف واذا قرأ
القران فاستمعوا لہ وانصتوا قلت ظاہر ذلک ان الایۃ مدنیۃ —
ترجمہ سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہا ابو معشر نے
ہمسے حدیث بیان کی وہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہین کہا کہ صحابہ حضرت صلعم سے قرآن
سیکھتے تھے جب آپ کچھ پڑھتے تو آپکے ساتھ ساتھ صحابہ بھی پڑھتے یہانتک کہ یہ آیت (اذا قرأ
القران الخ) نازل ہوئی جو سورہ اعراف مین ہے جلال الدین سیوطی کہتے ہین کہ مین کہتا ہون اس
روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ آیت مدنی ہی فقط یہان پر جلال الدین نے اس روایت سے
یہ احتمال پیدا کیا ہی حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ نجیح بن عبدالرحمن ابو معشر اسمین ہین ضعیف
نیز ابو معشر نے محمد بن کعب کو نہین پایا انقطاع اسمین ہے اور نہ محمد بن کعب نے زمانہ آنحضرت صلعم
کو پایا ہی لہذا اس روایت سے استدلال صحیح نہین ہے جلال الدین سیوطی نے اپنی تحقیق جلالین مین
لکھی ہی یہ جلالین وہ کتاب ہی جسکے دیباچہ مین جلال الدین سیوطی فرماتے ہین **والاعتماد**
علی ارجح الاقوال یعنی اس تفسیر مین اعتماد ارجح قول پر کیا گیا ہے دیباچہ جلالین مطبوعہ ...

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مسمیٰ بہ

تعلیم المبتدی

فی

تحقیق القراۃ للمقتدی

حصہ ثانی
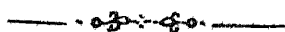
از تالیف لطیف جامع کمالات حاوی اصول و فروعات مولانا محمد سعید صاحب بنارسی

در مطبع سعید المطابع واقع بلدہ بنارس محلہ دارانگر

مطبوع شد

پیدا ہونگے اور جھوٹے پیدا ہونگے اور لاینگے تمہارے پاس حدیثین کہ نہ تم نے سنی ہونگی اور نہ تمہارے باپ دادا نے الی قولہ قطعی حرام ہے **اقول** یہ حدیث آپ اور آپکے حواریون پر بخوبی صادق آتی ہے آپ لوگ ایسی ایسی احادیث پیش کرتے ہین جو اگلے محدثین نے نہین سنین جیسے جو الحمد پڑھتا ہے اوسکے مونہہ مین نار ہے یا سنگ ہین ۔ بھائی مسلمانون کو ایسے دہوکے بازون سے بچنا چاہیئے اور اگر کوئی حدیث یہ لوگ پیش کرین تو کسی محدث عالم باعمل سے دریافت کرلینا چاہیے کہ یہ حدیث کتب حدیث مین ہے یا نہین اور سند اسکی کیسی ہے ۔ جب حدیث صحیح ہو تو اوسپر بلا کھٹکے عمل کرین **قال المعترض** اب حضرات مقلدین وغیر مقلدین سبکی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اس رسالہ کے لکھنے پر مین انجے آپ ملامت کررہا ہون اس لئے کہ مین ادنی بازاری ہون الخ **اقول** بیشک آپ ملامت کے قابل ہین کہ بازاری آدمی ہوکر ایسے معرکۃ الارا مسئلہ مین دخل دیا اور علما کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے آیندہ ایسی حرکات سے باز آئے اور یہ یاد رکھیے کہ عمل بالحدیث کے لئے اجتہاد کی کچھ ضرورت نہین صرف کسی محدث سے اسقدر دریافت کرلینا کافی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے منسوخ تو نہین اسکے معارض اس سے قوی کوئی اور حدیث تو نہین جب محدث نے اسکو بتادیا کہ یہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہے تو بیتامل اوس پر عمل کرے **قال اللہ تعالی من یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا** فقط ہذا اخر ما اردناہ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

آج ۱۷ ربیع الثانی یوم شنبہ کو عرصہ بیس یوم مین باوجود اشتغال شتی کے جواب حصہ اول کا ختم ہوا ٭ ختم اللہ لنا بالحسنی فقط

تاخر کہنا نکا محاورہ ہے یون فرمائے (یا بسبب تقدم تاخر زمانہ کے) آپ نے پہلی
مثال اختلاف کی نماز کی تکمیل کا ذکر کیا ہے حالانکہ نماز کی تکمیل مین کسی کا مجتہدین سے
اختلاف نہین ہے۔ ایسے ہی جسقدر آپ نے مثالین ذکر کی ہین کسیکا مثل لہ سے ربط نہین
ہے اور جو اختلاف کی آپ نے وجوہ لکھے ہین اونمین سے کوئی وجہ موجہ نہین ہے اصل
وجہ تو یہ ہے کہ بعض مجتہدین کو احادیث نہین پہونچین اسواسطے انہون نے اپنے اجتہاد سے
کام لیا پھر اونکے مقلدین نے جو نصوص دوسرے مجتہدین کو ملی تھین اونکی تاویل کی امام اعظم کیطرف
سے شیخ عبد الوہاب شعرانی میزان کبریٰ مین اونکے مسائل قیاسیہ کی نسبت یہ عذر فرماتے
ہین۔ واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما سرد نیاہ
آنفا عنہ من ذم الرای والتبری منہ ومن تقدیم النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت
احادیث الشریعۃ وبعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور والظفر بہا لاخذ
بہا وترک کل قیاس کان قاسہ وکان القیاس قل فی مذہبہ کما قل فی مذہب غیرہ
بالنسبۃ الیہ۔ ترجمہ ہمارا اور ہر منصف کا اعتقاد امام ابو حنیفہ کے حق مین (باعث
اوس قرینہ کے جسکو ہم نے ابھی امام سے روایت کیا ہے وہ قرینہ مذمت کرنا ہے آپکا راے کو
اور نص پر قیاس کو مقدم کرنے سے تبری کرنا ہے) یہ ہے کہ اگر آپ زمانہ مجتمع ہو جانے احادیث
کے دیوانون اور حفاظ کا سفر کرکے احادیث کو شہرون اور گھاٹیون سے جمع کرنے کے بعد تک زندہ
رہتے تو بیشک احادیث پر عمل کرتے اور ہر مسئلہ قیاسی کو جسکو قیاس سے نکالا تھا ترک کر دیتے اور
آپ کے مذہب مین بھی قیاس کم ہو جاتا جیسے کہ آپکے سواے دوسرونکے مذہب مین بہ نسبت آپکے قیاس
کم ہے۔ عبارت شعرانی محقق حنفی سے معلوم ہوا کہ باعث نہ مجتمع ہونے احادیث رسول کریم صلعم کے امام اعظم نے
قیاس کیا ہی اور اصل وجہ اختلاف کی یہی ہے جسکو حضرت مولف صاحب نے نہین بیان کیا۔ رسالہ انصاف وانتقاد مین بابت
وجوہ اختلاف کی عمدہ طور سے معلوم ہو سکتی ہین۔ **قولہ** یا کسی بد مذہب نے اپنے طریقہ کو رواج دینے کیواسطے
حدیث گھڑلی الخ **اقول** جیسے احمد بن علی بن سلیمان حنفی نے اپنے مذہب کے رواج دینے کے لئے یہ حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی **اما بعد** خاکسار راجی رحمۃ ربہ المجید محمد سعید الکنجاہی مولدا والبنارسی موردا برادران دینی کی خدمت مین گذارش کرتا ہے کہ رسالہ تحقیق القراۃ للمقتدی حصہ اول کے جواب سے جب فراغت حاصل ہوئی تو قصد تھا کہ بہت جلدی جواب حصہ ثانی کا شروع کرون مگر بوجہ عوائق وکثرت اشغال ضروریہ کے چھٹی جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ تک توقف رہا آج ساتوین تاریخ یوم چہارشنبہ کو جواب حصہ ثانی کا شروع کر کے اللہ تعالی سے داعی ہون کہ وہ جلد تمام کرنے کی توفیق عطا فرماوے — وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

واضح ہو کہ قول مؤلف رسالہ کو قولہ اور جواب کو اقول سے تعبیر کیا گیا ہے **قولہ** پس جب یہ بات ثابت ہوچکی تو ہم دیکھتے ہین سوائے احکام منصوصہ قطعیہ اجماعیہ کے اکثر احکام فروعیہ اجتہادیہ ہین باعتبار اخبار احادیث کے اختلاف ہے **اقول** ذرا حضرات اہل علم مؤلف مجہول کی عبارت کو پڑھکر آپکے پایہ علم کا اندازہ کرین کہ آپ اون مسائل کو جو احادیث سے ثابت ہین احکام اجتہادیہ مین داخل فرماتے ہین یہ بھی آپ کو علم نہین کہ اہل اصول نے اجتہاد کا درجہ چہارم ٹھہرایا ہے اور یہ جملہ آپکا (باعتبار اخبار احادیث) عجب گل کھلا رہا ہے اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف اس رسالے کے محض بے علم ہین اب اگلا قول آپکا سنئے

قولہ اور اس اختلاف کے وجوہات بہت ہین یا بسبب زمانہ تقدم وتاخر اور مصلحت وقت کے جیسے نماز مین بتدریج تکمیل ہوئی ہے **اقول** بہ تو فرمائیے یا بہ سبب زمانہ تقدم و

علیحدہ کردیا ہے اور اگر حدیث منسوخ کو ذکر کیا ہے تو ناسخ اوسکا بھی ساتھ بیان کردیا ہے جیسے
صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی ان کتب پر آدمی بے کھٹکے عمل کرسکتا ہے اور اہل حدیث
جزاہم اللہ خیرا نے کمال عرق ریزی سے احادیث صحاح کو غیر صحاح سے علیحدہ کردیا ہے
جو احادیث باتفاق منسوخ ہین اونکو علیحدہ رسائل مین ضبط کردیا ہے احادیث موضوعہ کے
جدا دواوین ہین ـــ الغرض عامل حدیث کے لئے کوئی عذر باقی نہین رکھا مختلف احادیث
مین توفیق تطبیق دیدی ہے ـــ اسپر بھی کوئی کورچشم اونکے مولفات کو نہ دیکھے تو اپنے دیدہ
بصیرت کا علاج کرائے ـ محدثین پر افترا نہ باندہے جیسے مولف تحقیق القراۃ نے باندہا ہے **قولہ**
اور جو اونکے اعمال کی نسبت دریافت کرتے ہین تو وہ خود اپنے مجتہد کے مقلد پاتے ہین **اقول**
پہلے ناظرین اس عبارت کی فصاحت بلاغت کا ملاحظہ فرماوین (تو وہ خود اپنے مجتہد کے مقلد
پاتے ہین) کیا خوب ـ معلوم ہوتا ہے دوسرے حصہ کے مولف کوئی اور صاحب ہی ہین جو پردہ مین
چھپے ہوئے کسیوجہ خاص سے اپنے کو ظاہر نہین کرتے ہین بہرحال ہم جواب دیتے ہین مولف کوئی ہو
محدثین کسی مجتہد کے مقلد نہین ہین یہ محض آپکی کوتہ نظری و خام خیالی ہے اگر آپ سچے ہین تو کسی
محدث مولف صحاح کی کوئی عبارت پیش کرین جسمین اونھون نے لکہا ہو کہ مین فلان مجتہد کا مقلد
ہون اور یہ جو بعض مقلدین نے بعض محدثین کو (بوجہ موافق ہونے اونکے بعض مجتہدین کے مسائل
و اعمال مین) طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے تو یہ اونکا فہم ہے ورنہ محدثین نے اپنے کو
کسی مجتہد کی طرف نسبت نہین کیا دیکھو امام بخاری کو کہ بہت جگہہ اونھون نے اپنی جامع صحیح مین
امام شافعی پر اعتراض کیا ہے ایسے ہی ترمذی ـــ
حضرات مقلدین نے اب یہ نیا ڈھنگ نکالا ہے کہ محدثین کو بھی زمرہ مقلدین مجتہدین مین
شمار کر ڈالا ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد **قولہ** اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد کے
فتوے کی طرف رجوع کرنی چاہئے ـــ
اقول کہئے تو سہی کس بات سے معلوم ہوا کہ مجتہد کے فتوے کی طرف رجوع کرنی چاہیے

بنالی تھی عن زید بن ثابت عن النبی صلعم قال من قرأ خلف الامام فلا صلاۃ لہ (یعنی جسنے امام کے پیچھے پڑھا اوسکی نماز نہین ہوئی) کما ذکرہ الزیلعی والحافظ ابن حجر - ایسے ہی ماموں سنفی وابن عکاشہ نے حدیث عدم رفع یدین گھڑلی تھی جلال الدین سیوطی اللآلی المصنوعہ مین فرماتے ہین - عن ابی ہریرۃ مرفوعاً من رفع یدیہ فی الصلوۃ فلا صلوۃ لہ موضوع آفتہ ماموں عن انس مرفوعاً من رفع یدیہ فی الرکوع فلا صلوۃ لہ موضوع آفتہ ابن عکاشۃ - ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جسنے نماز مین رفع یدین کیا اوسکی نماز نہین ہوئی یہ حدیث موضوع ہے ماموں نے اسکو گھڑ لیا ہے اور حضرت انس رضہ سے مرفوعاً روایت ہے جس نے رکوع مین رفع یدین کیا اوسکی نماز نہین ہوئی اسکو ابن عکاشہ نے گھڑا ہے ایسے ہی حنفیون نے اپنے مذہب کے رواج دینے کے واسطے اپنے امام کی تعریف اور امام شافعی کی مذمت مین حدیث گھڑلی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ میری امت مین ایک آدمی ہوگا جسکی کنیت ابو حنیفہ اور نام نعمان ہوگا وہ میری امت کا چراغ ہے اور میری امت مین ایک آدمی ہوگا جسکا نام محمد بن ادریس ہوگا وہ شیطان سے بھی زیادہ میری امت کو نقصان پہونچائیگا علی ہذا القیاس حنفی مذہب کے رواج دینے کے لئے بہت سی حدیثین حنفیون نے گھڑی ہین ایسے لوگون کے قول وفعل سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کا پہلا فرض ہے **قولہ** پس بموجب حکم آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے یعنی پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے - علماء سے دریافت کرنا فرض ہوا **اقول** سیاق قرآن ومفسرین محققین کے اقوال سے ظاہر ہے کہ مراد اہل ذکر سے اہل کتاب ہین نہ علماء اسلام - اچھا اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ مراد اہل ذکر سے علماء اسلام ہین تو بھی مراد وہ علماء ہونگے جو ذکر یعنی قرآن کے اہل ہین وہ علماء اہل حدیث ہین نہ اسلوا اونکی - مفصل بحث اسکی بحر زخار ونصرۃ السنہ مین لکھی گئی ہے یہان اطالت کی ضرورت نہین ہے **قولہ** اب جو ہم علماء مین سے فرقہ محدثین کے پاس جاتے ہین اور اونکی کتابین دیکھتے ہین تو وہ بھی مختلف احادیث سے بغیر تمیز کرنے معمل بہ اور غیر معمول بہ کے پُر ہین **اقول** گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ حدیث کی بہت سی ایسی کتابین ہین جو خاص عمل کیلیے بنائی گئی ہین اور اونمین غیر معمول بہ احادیث کو

عقائد کے اہل سنت کا ان چار مذہبوں مین مجتمع ہونا لکھا ہے مؤلف مجہول نے جس عبارت
کو نقل کیا ہے اوسکے بعد جو دوسری عبارت موجود ہے اور جسکو مؤلف رسالہ نے چالاکی کرکے
ترک کر دیا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہین قال الطحطاوی - فان قلت ما وقوفك على انك على
صراط مستقیم وکل واحد من هذه الفرق یدعی انه علیه قلت لیس ذلك بالادعاء و
التثبت باستعمال الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة الصنعة وعلماء
اهل الحدیث الذین جمعوا صحاح الاحادیث فی امور رسول الله صلی الله علیه وسلم و
احواله وافعاله وحرکاته وسکناته واحوال اصحابه المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم
باحسان مثل الامام البخاری ومسلم وغیرهما من الثقات المشهورین الذین اتفق اهل المشرق و
المغرب علی صحة ما اوردوه فی کتبهم من امور النبی صلعم واصحابه رضی الله عنهم ثم
بعد النقل ینظر الی الذی تمسك بهدیهم واقتفی اثرهم واهتدی بسیرهم فی الاصول و
الفروع فیحکم بانه من الذین هم هم وهذا هو الفارق بین الحق والباطل والممیز بین
من هو علی صراط مستقیم وبین من هو علی السبیل الذی علی یمینه وشماله - ترجمہ اگر تو
کہے تجھے کیسے معلوم ہوا کہ تو راہ سیدھی پر ہے حالانکہ ہر فرقہ اسیکا (یعنی حق پر ہونیکا) دعوے
کرتا ہے تو مین کہتا ہون کہ یہ حق پر ہونا مجرد دعوی اور وہم کے استعمال اور گمان سے نہین
ہو سکتا بلکہ نقل نقادفن اور علماء اہل حدیث سے جنہون نے امور و احوال و حرکات و سکنات
رسول اللہ صلعم کو صحیح احادیث سے جمع کیا ہے اور احوال صحابہ مہاجرین اور انصار اور اونکی
تابعین کا جمع کیا ہے (وہ محدثین کون ہین) مثل امام بخاری و مسلم وغیرہما کے جو ثقات مشہورین
سے ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ جو کچھہ اونھون نے اپنی کتب مین امور رسول اللہ صلعم و اصحاب رض
کو داخل کیا ہے اوسکی صحت پر اہل مشرق و مغرب کا اتفاق ہے پھر بعد اس نقل کو (جسکا بیان
ہوا) دیکھا جاوے کہ وہ کون لوگ ہین جنہون نے اونکے طریقہ (یعنی رسول اللہ صلعم و صحابہ و تابعین)
کو اختیار کیا ہے اور اونکے نقش قدم کو تلاش کیا ہے اور اونکی چال کو اصول و فروع مین اختیار

ابھی تک تو آپ نے کوئی برہان نہین بیان فرمائی پھر یہ تفریع آپ کس پر کر رہی ہین اللہ تعالے
تو فرماتا ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول یعنی کسی امر مین اگر تم منازعت کرو تو
اوسمین اللہ و رسول کیطرف رجوع کرو اور مؤلف رسالہ فرماتے ہین کہ مجتہد کے فتوی کیطرف رجوع
کرنی چاہیئے۔ حضرات ناظرین آپ ہی انصاف سے کہدین کہ اب کسکے قول پر عمل کیا جاے۔ **قولہ** اور وہ
مجتہد کون ہین کہ جنپر اجماع اہل سنت والجماعت ہے قال الطحطاوی فی شرح در المختار فی کتاب
الذبائح الی قولہ یعنی یہ فرقہ ناجیہ سے اہل سنت والجماعت جمع ہوا اس زمانہ مین مذاہب اربعہ مین
اور وہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہین اور جو خارج ہے ان مذاہب اربعہ سے اس زمانہ مین وہ
اہل بدعت اور اہل نار سے ہے **اقول** ذرا حضرات منصفین مؤلف رسالے کی دلیل پر تو غور فرماوین کہ دعوی
اور دلیل مین کیسی مطابقت ہی ماشاء اللہ کیون نہ ہو دعوی تو یہ کہ وہ مجتہد کون ہین جنپر اجماع ہی اور
دلیل یہ ہے کہ اس زمانہ مین سنت جماعت کا فرقہ چار مذہبون مین جمع ہوا ہے اسی سمجھ پر یہ لن ترانی
اس عبارت طحطاوی کا جواب چند وجوہ سے دیا جاتا ہے **وجہ اول** یہ قول طحطاوی کا بلا دلیل
قابل قبول نہین کیونکہ قول طحطاوی نہ قرآن ہے نہ حدیث **وجہ دوم** طحطاوی نے جو کہا ہے
کہ فرقہ سنت جماعت کا ان چار مذہبون مین جمع ہوا ہے تو باعتبار کثرت و شہرت کے کہا ہی طحطاوی
کی یہ مراد نہین ہے کہ تمام جہان کے اہل سنت مین سوائے آئمہ اربعہ کے اور کسی مجتہد کا مقلد ایک بھی
باقی نہین ہی دیکھو اور علماء حنفیہ نے بھی یہی کہا ہے مغتنم الحصول جو عمدہ کتاب اصول فقہ حنفی کی
ہے اوسمین لکھا ہے ثم انقراض اتباع غیرھم بالکلیۃ ممنوع لکثرۃ الظاھریۃ اتباع داؤد الظاھری
والسفیانیۃ اتباع سفیان الثوری۔ ترجمہ بالکل دوسرے آئمہ کے متبعین کا نہ رہنا منع ہی
بباعث زیادتی ظاہریون کے جو متبع داؤد ظاہری کے ہین اور کثرت سفیانیون کے جو متبع سفیان ثوری کے
ہین۔ عبارت مغتنم سے معلوم ہوا کہ طحطاوی کے قول کے یہی معنی ہین اور یہی اونکی مراد ہی جسکو ہمنے
بیان کیا ہی کیونکہ طحطاوی کو ساری جہان کے لوگون کے مذاہب پر اطلاع ہونا ممکن نہین۔ **وجہ سوم**
ہمنے عبارت سابق و لاحق طحطاوی کا ملاحظہ کیا ہے اوسپر یہ امر مخفی نہین ہے کہ طحطاوی نے باعتبار

اس عبارت انصاف سے دعوی مخاطب کا باطل ہوگیا کیونکہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہین کہ
دوسو برس تک تقلید مجتہد معین کی نہ تھی اور پھر بعد دوسو برس کو بھی کچھہ لوگ ایسے تھے جو
تقلید معین پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ اجی وہی تو اہل حدیث تھی جو بعد دوسو برس کے بھی مجتہد معین کی
تقلید پر اعتماد ترک کرتے تھے اور اگر آپکو اس عبارت شاہ صاحب سے کچھہ شبہہ ہوا ہی (وکان ھذا ھو الواجب
فی ذلک الزمان) یعنی یہی واجب تھا اوس زمانہ مین تو اس شبہہ کا ازالہ یون کیجیے کہ (وھذا) کا
مشار الیہ وہ نہین ہے جسکو آپنے سمجہا ہے بلکہ ہذا کا مشار الیہ عدم اعتماد تقلید معین ہی۔ مطلب شاہ صاحب
کا یہی کہ یہی یعنی نہ اعتماد کرنا مجتہد معین کی تقلید پر اوس زمانہ مین واجب تہا کیونکہ وہ زمانہ تحقیق
کا تہا ہم نے جو مطلب شاہ صاحب کا بیان کیا ہی دلیل اوسپر یہ ہے کہ (ہذا) اسم اشارہ قریب کے
لئے ہے اسکا مشار الیہ قریب ہونا چاہئے اور قریب مشار الیہ وہی ہے جسکو ہم نے بیان کیا ہے
نہ وہ جسکو آپنے بیان کیا ہی یعنی حضرت آپنے جو عبارت شاہ صاحب کی نقل فرمائی تھی اوس سے
آپکا مدعا باطل ہوا و للہ الحمد اب ہم آپکے قول کو تسلیم کرکے جواب دیتے ہین شاہ ولی اللہ
صاحب خود اسی رسالہ انصاف مین اس واجب کی یون شرح فرماتے ہین فان قلت کیف
یکون شئ واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان آخر مع ان الشرع واحد
الی ان قال وعلی ھذا ینبغی ان یقاس وجوب التقلید لامام بعینہ فانہ قد یکون
واجبا وقد لا یکون واجبا فاذا کان الانسان جاھلا فی بلاد الھند او بلاد ما وراء
النھر ولیس ھناک عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب ھذا المذاھب
وجب علیہ ان یقلد بمذھب ابی حنیفۃ ویحرم علیہ ان یخرج من مذھبہ لانہ حینئذ یخلع
من عنقہ ربقۃ الشریعۃ ویبقی سدی مہملا بخلاف ما اذا کان فی الحرمین فانہ تیسر لہ
ھناک معرفۃ جمیع المذاھب لا یکفیہ ان یاخذ بالظن من غیر ثقۃ من السنۃ العوام۔ ترجمہ
پس اگر تو کہی کہ کیسے ہو سکتا ہی کہ ایک ہی چیز ایک زمانہ مین غیر واجب ہو اور وہی دوسرے زمانہ مین واجب ہو
باوجودیکہ شرع ایک ہی ہے یہانتک کہا پس مناسب ہے کہ اسپر وجوب تقلید امام معین

کیا ہے - جن لوگون نے (رسول اللہ صلعم و صحابہ و تابعین) کی راہ کو اختیار کیا ہے تو اونکی نسبت کہا جاویگا کہ یہ لوگ حق پر ہین اور یہی قاعدہ حق اور باطل کے درمیان فارق ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ کون لوگ راہ سیدھی پر ہین اور کون داہنے بائین کی راہ پر - اس عبارت طحطاوی سے چند امر معلوم ہوئے اول یہ کہ حقیت مذہب بین امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین کی نقل کا ہونا ضروری ہے دوم یہ کہ جس فرقہ کے عقائد محدثین کے نقل کے موافق ہون وہ ہی فرقہ حق پر ہے - سوم یہ کہ جس فرقہ کے مسائل اصولیہ و فروعیہ محدثین کے طریق سے ثابت نہون وہ حق پر نہین ہے اس بنا پر ناظرین بخوبی معلوم کر سکتے ہین کہ اہل حدیث کے کل مسائل خواہ اعتقادیہ ہون خواہ فروعیہ عملیہ طرق حدیثیہ سے ثابت ہین اور منقول محدثین کی اونپر شاہد ہین اور طریقہ انکا ما انا علیہ و اصحابی کا ہے تو اس قاعدہ سے بیشک یہی فرقہ حق پر ہے اور یہی اہل سنت و جماعت سے ہے چہارم یہ کہ امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین اصحاب صحاح ثقات سے ہین اور اونکی کتابونکی صحت پر اہل مشرق و مغرب کل کا اتفاق ہو وجہ چہارم طحطاوی کے کلام مین جو یہ ہے کہ یہ فرقہ ناجیہ جمع ہوا ہے آج کے دن مذاہب اربعہ مین تو مراد اس سے اجماع اصطلاحی نہین ہے بلکہ اپنے وقت کے ایک امر اتفاقی کو طحطاوی نے ایک مفسر کی عبارت سے نقل کیا ہے جسکے زمانہ مین یہ اتفاق ہوا تھا ورنہ اجماع اصطلاحی کے لئے دو شرطونکا پایا جانا ضروری ہے اول اتفاق مجتہدین دوم سند اجماع اور وہ اسجگہ مفقود ہین دیکھو نور الانوار و توضیح و تلویح - حاصل کلام کا یہ ہے کہ عبارت طحطاوی مین واقعہ اتفاقیہ کا ذکر ہے جو قابل حجت نہین **قولہ** اور حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب انصاف مین لکھتے ہین الی قولہ یعنی صدی اول اور دوسری کی غیر متفق تھی تقلید معین پر اور بعد دو سو برس کے ظاہر ہوئی اونمین تقلید مذہب مجتہد معین کی اور قلیل تھے وہ لوگ جو نہ اعتماد رکھتے تھے مذہب معین پر اور تھی یہ تقلید مذہب معین واجب اوس زمانہ مین الخ **اقول** معلوم نہین حضرت مولف تحقیق کو کیا خبط ہوا ہے کہ جو عبارت آپ نقل فرماتے ہین اسکو دعوی سے کچھ ربط دلگاؤ نہین ہوتا حضرات منصفین ذرا غور فرماوین کہ دعوی تو حضرت مخاطب کا یہ تھا کہ وہ مجتہد کون ہین اور اس عبارت انصاف مین کہین اوسکا اتا پتا نہین ہے بلکہ

ان یقتدی الحنفی شافعیا مثلا فان ھذا قد خالف اجماع القرون الاولی وناقض الصحابۃ
والتابعین۔ ترجمہ اور ابن حزم کا قول (تقلید حرام ہے) اوسکے حق مین بھی صادق آتا ہی جو حنفی کو
شافعی فقیہ سے فتوی پوچھنی کو نا جائز بتاتا ہے اور ایسے ہی بالعکس (یعنی شافعی مذہب والیکو
حنفی فقیہ سے فتوی دریافت کرنے کو نا جائز بتاتا ہو) اور حنفی مذہب والے کی اقتدار کو شافعی
مذہب والے کے پیچھے جائز نہ جانتا ہو ایسے ہی بالعکس پس بیشک اس آدمی نے خلاف کیا
اجماع قرون اولی کا اور صحابہ وتابعین سے مناقضہ کیا۔ شاہ صاحب کے ان اقوال کو ناظرین
ملاحظہ فرمائین کہ تقلید مجتہد معین کو شاہ صاحب نے حرام قرار دیا ہے۔ مؤلف رسالہ تحقیق
القراۃ نے تقلید کے ثبوت مین دو عالمون کے قولون کو نقل کرکے اپنے زعم مین تقلید شخصی کی
نیو جمائی ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھی علما محققین حنفیہ کے دو عالمون کے قولون سے
بنیاد تقلید کو اکھاڑ دین وباللہ التوفیق۔ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین
اذ لا واجب الا ما اوجب اللہ تعالی والحکم لہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب بمذھب
رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع شرع جدید مسلم الثبوت مع اوسکی شرح صفحہ ۶۲۸ ۔
ترجمہ نہین واجب مگر جسکو اللہ نے واجب کیا اور حکم اللہ ہی کا ہے اور اللہ نے کسی پر
واجب نہین کیا ہی کہ وہ امامون سے کسی امام کا مذہب پکڑے پس اوسکا واجب ٹھہرانا شرع
نئی نکالنا ہے۔ علامہ ملا محمد عظیم مکی حنفی جو شیخ الشیوخ طحطاوی کے ہین قول سدید مین
فرماتے ہین قول سدید صفحہ ۱۲ مین ہے اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالی احدا من عبادہ بان
یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علم الدین بما بعث بہ سیدنا
محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والعمل بشریعتہ۔ ترجمہ تو جان کہ اللہ تعالی نے اپنے کسی بندے
کو تکلیف نہین دی کہ وہ حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی بلکہ علم دین کا جو محمد صلعم لائے اونپر
واجب کیا ہی اور عمل کرنیکو آپکی شریعت پہ واجب کیا ہی۔ ان دو محقق کے قول سے معلوم ہوا کہ
تقلید شخصی واجب نہین ہے جب سے یہ تقلید شخصی حادث ہوئی ہو تب ہی سے علما محققین اسکو اپنی اپنی تالیفات مین رد کرتے
چلے آتے ہین صدہا ہزارہا اقوال علما محققین کے موجود ہین جسکو شوق ہو رسالہ القول المفید امام شوکانی کا اور

قیاس کیجاسے کہ کبھی تو وہ واجب ہے اور کبھی واجب نہین ہے مثلاً جب کوئی جاہل آدمی ہندیا ماورار
النہر کے شہرون مین ہے اور وہان کوئی عالم شافعی و مالکی و حنبلی نہین پایا جاتا اور ان مذاہب کی
کوئی کتاب بھی نہین ملتی تو اوسپر واجب ہے کہ ابی حنیفہ کی تقلید کرے اور اوسپر حرام ہے کہ اونکے مذہب سے
نکلے کیونکہ ایسی حالت مین اگر اونکے مذہب سے نکلیگا تو پٹہ شریعت کو اپنے گردن سے نکالے گا اور محض
مہمل باقی رہجائیگا اور بخلاف اوس حالت کے جبکہ وہ حرمین شریفین (یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ)
مین ہے پس بیشک اوسکو اوس جگہہ تمامی مذاہب کی معرفت آسان ہے اور اوسکو وہان یہ کافی
نہین ہے کہ بحسب گمان اپنے کے غیر ثقہ لوگون سے عامی لوگون کی زبان سے اخذ کرے۔ اس عبارت
شاہ صاحب سے معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک وجوب تقلید مجتہد معین کا اوسی جگہہ پر ہے جس جگہہ کسی
جاہل آدمی کو دوسرے مذہب کا عالم یا دوسرے مذہب کی کتاب نہ ملے۔ اور جس جگہہ دوسرے مذہب کا
عالم یا دوسرے مذہب کی کتاب مل سکے تو وہان ایک امام کی تقلید واجب نہین سو اب ہندوستان
بھی ہر مذہب کی کتاب موجود ہے اور ہر مذہب کا عالم مل سکتا ہے تو اب یہان پر بھی تقلید مجتہد معین کی
واجب نہ ٹھہری۔ حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ شاہ صاحب کے کلام مین اسقدر قیود موجود ہین۔
اول تو یہ کہ آدمی جاہل ہو جس سے عالم نکل گیا یعنی عالم پر تقلید شخصی واجب نہین ہے دوسرے یہ کہ
ایسی جگہہ مین ہو جس جگہہ کسی دوسرے مذہب کی نہ کتاب ملسکے نہ عالم اس قید سے یہ معلوم ہوا
کہ جس جگہہ دوسرے مذہب کی کتاب و عالم ملسکے وہان تقلید شخصی واجب نہین۔ شاہ صاحب نے
ایک کتاب مسمی بہ عقد الجید اس بحث تقلید مین لکھی ہے اوس مین شاہ صاحب تقلید شخصی کی نسبت
ابن حزم کے قول کی تاویل مین یہ فرماتے ہین وفی من یکون عامیا و یقلد رجلا من الفقہاء
بعینہ و یری انہ یمتنع من مثلہ الخطاء و ان ما قالہ ہو الصواب۔ ترجمہ اور ابن حزم کا
قول (تقلید حرام ہے) اوس شخص کے حق مین صادق آتا ہے جو عامی ہو اور کسی خاص مجتہد معین کی
تقلید کرے اور یہ سمجھے کہ ایسے آدمی سے خطا کا ہونا ممتنع ہے اور جو اوس نے کہا ہے وہی ٹھیک ہے اور اسکے
بعد شاہ صاحب لکھتے ہین وفیمن لا یجوز ان یستفتی الحنفی مثلا فقیہا شافعیا و بالعکس و لا یجوز

تمہارے ہے - جلالین مین اسکی تفسیر مین لکہا ہے ھوالقرآن حافظ ابن کثیر نے بہی اسکی
تفسیر مین یہی لکہا ہی غرض اکثر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مراد احسن ما انزل سے
قرآن ہی کیونکہ جتنی کتب نازل ہوئی ہین سب سے عمدہ یہی قرآن مجید ہی فی الجملہ جس آیت کو
حضرت مؤلف تحقیق القرآۃ نے لکہا ہی اوس سے پیروی قرآن کا حکم معلوم ہوا اور دوسری آیت
جسکو خاکسار نے نقل کیا ہے اوس سے پیروی قرآن وحدیث دونون کا حکم معلوم ہوا - بہلا اس
آیت کو مجتہدین کی تقلید سے کیا علاقہ اس سے تو رد تقلید مجتہدین کا نکلتا ہے **قوله** سوہم مقلدین
کے حق مین پیروی بہترین احکام کی یہہ ہی کہ ان چارون امامون مین سے جنکی حقیت پر اجماع اہل سنت
والجماعت کا ہوچکا ہی جسکو بہتر اور احتیاط والا اور مصیب سمجہین معرفت احکام الہی مین اسکی
پیروی کرین **اقول** آیت قرآنی جسکو مؤلف تحقیق القرآۃ نے نقل کیا ہے اوس سے تو یہ ثابت
ہوا کہ قرآن مجید کی پیروی کرنی چاہئے اور دوسری آیت سے جسکو ہم نے نقل کیا ہے یہ ثابت ہوا کہ
وقت نزاع کے قرآن وحدیث کی پیروی کرنی لازم ہے اور ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ ائمہ
اربعہ مین سے ایک کی پیروی کرو اب کسکا حکم مانا جاوے مخاطب صاحب کا یا قرآن مجید کا **قوله**
اور یہ حدیث بہی اس امر پر دلالت کرتی ہی الخ **اقول** جس حدیث کو آپنے نقل کیا ہے اوسکا مطلب
تو اسقدر ہے کہ امام کو چاہئے کہ رعیت پر ایسا عامل مقرر کرے جو ان مین سے قرآن وحدیث کا اعلم ہو
اگر اعلم قرآن وحدیث کو چہوڑکر دوسرے کو عامل بنائیگا تو وہ اللہ و رسول کا خائن ہوگا اس حدیث
سے تو تقلید کا رد نکلتا ہے اور اتباع قرآن وحدیث کا ثابت ہوتا ہی مگر معلوم نہین آپنے کیون بے
موقعہ وبے محل آیات واحادیث کو ذکر کردیئے ہین **قوله** مگر چونکہ ہم مقلد امام ابو حنیفہ کے ہین اور
اونکی افضلیت اور اصابت کما حقہ ثابت ہوچکی ہی الی قوله فضائل منقول ہین **اقول** کس دلیل
سے آپکو افضلیت امام ابو حنیفہ کی ثابت ہوچکی ہے اگر فضائل کا مذکور ہونا کتب شافعیہ وغیرہ مین بہی
آپکی دلیل ہی تو ہر امام کے فضائل اونکے مقلدین نے بہت سے گہڑ رکہے ہین - اگر فضائل کو ہی دیکہنا ہے
تو فضائل حضرت ابو بکر صدیق رضؓ و حضرت عمر رضؓ و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے جو صحیح صحیح روایتون سے

یہ بھی نہ میسر ہو تو معیار الحق مؤلفہ شیخنا خاتم المحدثین سید محمد نذیر حسین صاحب اور اوسکے جواب الجواب بحر زخار کو ملاحظہ کرے اور کسی محقق کا قول اثبات تقلید شخصی مین نہین ہی۔ **قولہ** اب حضرات غیر مقلدین سے پوچھتا ہون جب حدیث ایک راوی کی منقطع ہونے سے قابل حجت نہین رہتی تو اب گیارہ سو برس کے بعد یہ دعوی کرنا کہ اتباع سنت بغیر تقلید مجتہد کے کرینگے کیونکر درست ہوگا وہ مذہب کہ جسکا سلسلہ منقطع ہوگا اور یہ گیارہ سو برس کا اسلام کہان جائیگا **اقول** اتباع سنت زمانہ صحابہ و تابعین سے برابر چلا آیا ہے انقطاع اوسکا نہوا ہی نہین پھر سلسلہ منقطع کیسے ہوگیا آپ یہ بے تکی باتین کیا اڑا رہے ہین کچھہ خبر تو ہے اب مین حضرات مقلدین سے پوچھتا ہون کہ زمانہ رسول اللہ صلعم و صحابہ و تابعین مین مجتہد معین کی تقلید نہ تھی بلکہ اتباع سنت کیا جاتا تھا پھر کیا وجہ ہوئی کہ جو آپ لوگون نے اتباع نبوی کو ترک کرکے مذہب تقلیدی کو اختیار کیا اگر آنحضرت صلعم کے ماسواے دوسرے کسی امتی کی تقلید ضرور تھی تو حضرت ابو بکر صدیق رض و حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض و حضرت علی رض کی تقلید کیون نہ کی گئی اسکا جواب ذرا غور سے عنایت ہو۔ **قولہ** اب یہان اگر دیکھتے ہین تو وہ ہی اختلاف کا جھگڑا باقی ہے ہر ایک مجتہد اپنی اپنی کہتا ہے اب کیا کرین سو اس امر مین ہمکو قرآن مجید یون ہدایت کرتا ہے واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم یعنی پیروی کرو تم بہترین کی اون احکام مین جو تمکو عطا کئے گئے تمہارے رب کی طرف سے **اقول** بیشک ایسے وقت مین قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ قرآن ہمکو کیا ہدایت کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنی اگر تم کسی بات مین جھگڑو تو اوسکو اللہ و رسول کی طرف رد کرو۔ تو اب ہمکو چاہیے کہ موافق ہدایت قرآن کے جس مسئلہ مین اختلاف ہو قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرین اور جو آیت آپ نے نقل کی ہے اول تو نزاع کے بارے مین وہ نہین ہی دوم آپنے اوسکے ترجمہ مین تحریف کی ہی چنانچہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی اس آیت کا ترجمہ یون فرماتے ہین اور پیروی کرو بہتر اوس چیز کی کہ اتارا گیا ہی طرف تمہارے پروردگار

داخل نہین ہے اور دادا اونکے زوطی بھی کابلی تھے موافق قول صحیح کے کابل بھی بلاد فارس سے
نہین ہے مفصل بحث اسکی حدیث الغاشیہ مین جناب نواب سید محمد صدیق حسن صاحب
مرحوم ومغفور نے خوب لکھی ہے - دوسرے حدیث مین لفظ رجال کا ہے نہ رجل جسکے مصداق
محدثین مثل بخاری ومسلم وترمذی کے ہین جو باتفاق علماء بلاد فارس سے ہین بخاری بخارا کے
مسلم نیشاپور کے ترمذی ترمذ کے اور بھی اکثر محدثین بلاد فارس کے تھے تو لفظ رجال کے مصداق یہی
لوگ ہونگے نہ امام ابوحنیفہ سوم ابونعیم کی کتاب حلیہ مین اس روایت مین یہ زیادتی موجود ہے یتبعون سنتی
ویکثرون الصلوٰۃ علی کذا فی الفتح یعنی وہ لوگ میری سنت کی پیروی کرینگے اور مجھپر درود بہت
بھیجینگے فتح الباری مین اسیطرح ہے - تو اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ یہ شان اہل حدیث کی تھی سنت پر
عمل کرتے اور ہر ہر حدیث کو پڑھتے لکھنے کے وقت حضرت صلعم پر درود بھیجتے تھے بخلاف امام اعظم کے کہ آپ نے
اس علم کی طرف توجہ ہی نہین کی آپنے فقہ کی طرف توجہ کی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حافظ ابن
حجر اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین قال القرطبی وقع ما قالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیانا فانہ وجد منہم
من اشتہر ذکرہ من حفاظ الآثار والعنایۃ بہا ما لم یشارکہم فیہ کثیر من احد غیرہم - ترجمہ قرطبی نے
کہا جو حضرت صلعم نے فرمایا تھا وہ ظاہر واقع ہوا کیونکہ اہل فارس سے ایسے لوگ ہوئے جنکا ذکر مشہور ہوا وہ حفاظ
حدیث اور اسکی طرف توجہ کرنے والے تھے وہ ایسے لوگ تھے کہ دوسری جگہہ کہ بہت سے لوگون سے کوئی اونکا اس کام
مین شریک نہ ہوا - عبارت قرطبی سے چند امر معلوم ہوئے اول یہ کہ مراد رجال سے جو حدیث مین واقع ہوا ہے حفاظ حدیث
ہین نہ امام ابوحنیفہ دوسرے اس حدیث مین جو لفظ رجال کا ہے اس سے امام ابوحنیفہ کے مصداق ہونے پر اجماع
نہین ہے کیونکہ اگر باجماع اس حدیث کے مصداق ابوحنیفہ رح ہوتے تو قرطبی ضرور اونکا ذکر کرتے سوم متقدمین کے
نزدیک مراد اس حدیث سے محدثین ہی ہین نہ کوئی دوسرا اب عبارت قرطبی سے ہمارے مخاطب صاحب کے
اوس سوال کا جواب بھی تمام ہوا جسکو آپ نے ص۵ سطر ۶ مین تمام ہندوستان کے اہل حدیث سے دریافت
کیا ہے **قولہ** بلکہ نام اہل سنت والجماعت اس فرقہ کا نہین ہے ہوا **اقول** یہ بھی آپکا خیال خام ہے اسپر کوئی دلیل
آپ نے قائم نہین فرمائی بلکہ خلاف اسکے شرح عقائد نسفی مین موجود ہے دیکھو شرح عقائد ص۵ —

حدیث یہ ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء الفارس حتی یتناولہ یعنی اگر ہوگا دین پاس ثریا کے تو البتہ جائیگا اوسکی طرف ایک شخص ابناء فارس سے یہانتک کہ لے آئیگا اوسکو الی قولہ اور مانا اسکو تمام اہل سنت و الجماعت نے **اقول** یہ آپکا افترا ہے بخاری پر۔ بخاری مین یہ روایت اس طرح سے نہین ہے بلکہ بخاری مین یہ روایت یون ہے عن ابی ھریرۃ رض قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم قال قلت من ھم یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سأل ثلاثا وفینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ صلعم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھولاء ۔ ترجمہ ۔ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے ابو ہریرہ نے کہا کہ ہم لوگ حضرت صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی (اور دوسرے اونمین سے کہ ابھی نہین ملے اونکو) راوی نے کہا مین نے پوچھا وہ کون لوگ ہین ۔ اے رسول اللہ پس حضرت نے سائل کو کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ سائل نے تین دفعہ پوچھا اور ہمارے پاس سلمان فارسی بھی موجود تھے رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا (ستارے کا نام ہے) پر بھی ہوگا تو اوسکو بہت آدمی یا ایک آدمی انمین سے پالینگے ۔ اگرچہ اس روایت مین راوی سلیمان بن بلال کو شک ہے کہ لفظ رجال کا ہے یا رجل کا مگر دوسری روایت مین جو بخاری نے عبد العزیز سے کی ہے شک نہین ہے اوسمین لفظ رجال کا بغیر شک کے موجود ہے اور صحیح مسلم مین بھی لفظ رجال کا بغیر شک کے موجود ہے ناظرین منصفین خیال کرین کہ ہمارے مخاطب صاحب نے کسقدر تحریف روایت بخاری مین کی ہے جبکہ حال تحریف و دیانت مخاطب صاحب کا معلوم ہوا تو جاننا چاہئے کہ مصداق اس حدیث کے آئمہ محدثین مثل امام بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ کے ہین نہ امام ابو حنیفہ چند وجوہ سے اول یہ کہ امام اعظم کوفہ کے رہنے والے تھے جو فارس کے بلاد ہین

داوسکے جواب لکھے ہین اسی آپکے قول سے رد ہو گئے اور امام غزالی کا قول جو آپنے بواسطہ مدار الحق کے نقل کیا ہے اوسکو آپکے دعوی سے کچھ علاقہ نہین ہے نیز آپ خود کہہ چکے ہین کہ ہم ایک جماعت کے مقلد ہین جس سے یہ قول خود ساقط ہو جائیگا نیز آپ لوگون کا عمل درآمد (کہ کبھی آپ امام ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیتے ہین کبھی امام محمد کے قول پر فتوی دیتے ہین کبھی امام ابو یوسف کے قول پر کبھی متاخرین کی رائے پر) قول امام غزالی کا جواب ہو جائیگا۔ فافہم وتدبر **قولہ** دوسرا اصول یہ ہے کہ جب مجتہدین مین بھی اختلاف ٹھہرا تو پھر محدثین کی کیون نہ سنین وہ تو ہمکو حدیثین آنحضرت صلعم کی سناتے ہین سو اسکا جواب اول تو ہو چکا کہ محدثین کی کتابین مختلف احادیث سے پُر ہین وہ ہمکو اوس سے حکم فیصلہ کرکے نہین بتاتے بلکہ وہ بطور خبر کے مختلف حال وقوع کا بیان کرتے ہین اور مجتہدین ان احادیث سے فیصلہ کرکے ایک حکم بتاتے ہین **اقول** اسکا جواب پہلے بہت بسط سے گذر چکا ہے کہ اہل حدیث نے بہت سی کتابین محض عمل کے لئے تالیف کی ہین جیسے صحیح بخاری وغیرہ بخاری مین کوئی حدیث ضعیف نہین ہے اگر کوئی منسوخ بھی ہے تو ناسخ اوسکا اوسی جگہہ مذکور ہے ہر آدمی بلا کھٹکے محدث سے دریافت کرکے حدیث پر عمل کر سکتا ہے جیسے جاہل حنفی کسی فقیہ سے دریافت کرکے عمل کر سکتا ہے بلکہ انصاف کی نگاہ سے دیکہا جاوے تو جو اختلاف کتب فقہ مین ہے وہ کتب حدیث مین نہین ہے اگر در مختار مین کسی قول پر فتوی ہے تو عالمگیری مین دوسرے قول پر ہے اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ مجتہدین ہمکو فیصلہ کرکے حکم بتاتے ہین یہ محض غلط ہے مجتہدین مین بہت بڑا اختلاف ہے ایک مجتہد کہتا ہے کہ پیچھے امام کے سورہ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہے دوسرا کہتا ہے مکروہ ایسے ہی مجتہدین مین بہت اختلاف ہے پھر ہر ہر مذہب مین بہت اختلاف ہے صاحبین نے امام صاحب سے دو ثلث مسائل مین اختلاف کیا ہے کما قال الغزالی۔ خود امام ابو حنیفہ رحسے ایک ہی مسئلہ مین بہت سی روایات ہین مثلاً غسالہ وضو وغسل کا پاک ہے یا ناپاک اسمین امام صاحب سے تین روایتین موجود ہین دیکھو عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ صفحہ ۹۶ نبیذ سے وضو وتیمم کرنے مین دو روایتین ہین دیکھو عمدۃ الرعایہ صفحہ ۱۰۲ ایسے ہی تعین مقدار پانی اور طہر متخلل وغیرہ مسائل مین بہت سی روایات امام صاحب سے موجود ہین غرض اسقدر اختلاف کتب احادیث مین نہین ہے

فاشتغل ھو ومن تبعہ بابطال رای المعتزلۃ واثبات ما ورد بہ السنۃ ومضی علیہ الجماعۃ فسموا اھل السنۃ والجماعۃ - ترجمہ پس اشعری اور جو اونکے پیرو کار رہتے معتزلہ کی رای کے ابطال اور اون عقائد کے اثبات مین مشغول ہوئے جنکے موافق سنت رسول اللہ کی وارد تھی اور جنپر جماعت گذری تھی پس وہ لوگ اہل سنت وجماعت کہلائے عبارت شرح عقائد سے معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام اہل سنت والجماعت ابو الحسن اشعری کے وقت سے ہوا نہ امام صاحب کے وقت سے - **قولہ** مگر سب مجتہدین مین سے زیادہ مقبولیت امام اعظم رح کی ہوئی دیکھہ لو تمام دنیا کے اہل سنت والجماعت مین تین حصہ سے زیادہ حنفی الخ **اقول** حنفیونکی زیادتی امام صاحب کی قبولیت پر دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ ہمیشہ سے اہل باطل زیادہ ہوتے چلے آتے ہین اور اہل حق کم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قلیل من عبادی الشکور یعنی میرے شکر گذار بندے بہت کم ہین اور رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے اونمین بہتر ناری اور ایک گروہ ناجی ہوگا ظاہر ہے کہ کثرت سے اہل ناری ہین معاملہ کربلا کا دیکھو یزیدی کسقدر تھے اور حسینی کسقدر کیا اگر کوئی یزیدی یہ کہے کہ امام حسین سے زیادہ قبولیت یزید کی تھی کیونکہ اسکے اتباع زیادہ تھے جو مصداق - اتبعوا السواد الاعظم کے تھے اور امام حسین کے اتباع بہت کم تو آپ اسکا کیا جواب دینگے جو آپ اوس یزیدی کا جواب دینگے وہی ہمارا جواب آپ کے قول کا ہے **قولہ** اور یہ بھی خیال رہے ہر مذہب مین صرف ایک ایک امام کا ہی اجتہاد نہین بلکہ اونکو اجتہاد مین ہر امام کے ساتھہ ایک جماعت شامل ہے پس یہ پیروی ایک جماعت کی ہے نہ شخص واحد کی **اقول** الحمد للہ کہ یہانپر خود ہی آپ نے تقلید شخصی کی بنیاد کھود ڈالی تخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار - آپکی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ ایک جماعت کو مقلد ہین نہ ایک شخص واحد کے مین پوچھتا ہون اوس جماعت کے لوگونسے امام شافعی ومالک واحمد کم تو کسیطرح مین نہین ہین کیونکہ یہ تو مجتہد مستقل ہین تو آپ لوگ بدرجہ اولی انکی بھی تقلید کرتے ہونگے تو اب سارا جھگڑا ہی تمام ہوا آگے جو آپ نے دو سوال

اسی صفحہ عقد الجید مین امام مالک کا قول شاہ صاحب نقل فرماتے ہین وقال مالک ما من
احد الا وما خوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلعم ۔ ترجمہ اور امام مالک
نے فرمایا نہین ہے کوئی آدمی مگر وہ اپنے کلام سے ماخوذ ہوگا اور اوسپر اوسکا کلام رد کیا جاویگا
سوائے رسول اللہ صلعم کے اور امام احمد کا قول بھی شاہ صاحب نے نقل کیا ہے ۔ حاصل کلام کا
یہ ہے کہ کل ائمہ کا اتفاق ہے کہ عمل حدیث پر کیا جاوے ۔ اور انہین ائمہ کے مقلدین کو آپ اہلسنت
والجماعت بنا چکے ہین تو حسب قول آپکے اہل سنت والجماعت کے نزدیک عمل بالحدیث ضرور کرنا
چاہئے **قولہ** حضرت شاہ ولی اللہ عقد الجید مین امام بغوی کے قول کو شرط اجتہاد کے بعد نقل کرتے
ہین الخ **اقول** اس قول بغوی کو جو شاہ صاحب نے نقل فرمایا ہے تو مطلب اسکا فقط اسیقدر ہے
کہ جس شخص مین شروط اجتہاد کی نہ پائی جاوین تو اوسکی راہ تقلید ہے اسکا یہ مطلب نہین ہے
کہ مقلد کو جب حدیث صحیح ملے تو وہ اوسپر عمل نہ کرے بلکہ شاہ صاحب نے اسی عقد الجید مین لکھا ہے
کہ جو شخص حدیث صحیح پاکر نہ عمل کرے تو مذہب اوسکا فاسد ہے عقد الجید صفحہ ٨٥ مین ہے ۔
فان بلغہ حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبل لکون ذمتہ مشغولۃ بالتقلید فھذا اعتقاد
فاسد وقول کاسد لیس لہ شاھد من النقل والعقل وما کان احد من القرون
السابقۃ یفعل ذلک الخ ۔ ترجمہ پس اگر اوسکو حدیث پہونچی اور اوسکی صحت کا
یقین بھی کرلے تو بھی نہ مانے بوجہ اسکے کہ ذمہ اوسکا تقلید مین لگا ہوا ہے پس یہ اعتقاد
فاسد ہے اور کھوٹی بات ہے اسپر عقل اور نقل سے کوئی شاہد نہین ہے اور پہلے لوگون مین
کوئی نہ تھا کہ ایسا کرتا ہو ۔ اس عبارت عقد الجید سے معلوم ہوا کہ مقلد کو جب حدیث ملے
تو اوسکو قبول کرے اگر نہ کرے گا تو مذہب اوسکا فاسد ہے پہلے لوگ ایسا نہ کرتے تھے افسوس ہے
کہ مؤلف رسالہ تحقیق نے عقد الجید کا ملاحظہ نہین فرمایا اگر پوری کتاب کو دیکھ جاتے تو ایسی
ہلکی اور چھوٹی بات زبان قلم پر نہ لاتے وباللہ التوفیق ۔ **قولہ** پس یہ مادہ استخراج
مسائل کا قرآن اور حدیث سے اور اوسپر حکم جاری کرنا ہر شخص کا کام نہین یہ حصہ خاص

جسقدر کتب فقہ و اقوال مجتہدین مین سے پھر جیسے کتب فقہ و اقوال مجتہدین پر عمل کیا جاتا ہے
ایسے ہی بلکہ اوس سے بھی آسانی مین عمل بر حدیث متبع سنت کرسکتا ہے فافہم **قولہ** دوسرا اہل سنت
والجماعت کا اسپر اتفاق نہین کہ تم محدثین کی کتابین دیکھکر عمل کرو بلکہ اکثر سخت ممانعت کرتے ہین الخ

اقول کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - یہ آپکا اہل سنت وجماعت پر محض
بہتان و افترا ہے - سبحانک ھذا بہتان عظیم - کسی امام اہل سنت نے ہرگز نہین کہا کہ تم
حدیث کی کتابون کو نہ دیکھو کیونکہ حدیث کی کتب مین یہی احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی موجود ہین اور حدیث پر عمل کرنے کی وصیت چارون آئمہ نے فرمائی ہے -
محقق حنفیہ ابن العابدین رد المحتار حاشیہ درمختار مین فرماتے ہین چنانچہ رد المحتار مطبوعہ مطبع
مجتبائی دہلی صہ ۴۶ مین ہے - اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث
ویکون ذلک مذھبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا بالعمل بہ فقد صح عنہ انہ قال
اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقد حکی ذلک ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من
الائمۃ -

ترجمہ جب حدیث صحیح مخالف مذہب کے ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے گا اور یہ حدیث
پر عمل کرنا عین مذہب امام کا ہوگا اور مقلد آپکا بوجہ عمل حدیث کے حنفی ہونے سے خارج
نہ ہوگا کیونکہ امام ابوحنیفہ سے صحیح ہوا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے -
اسکو ابن عبد البر نے امام ابوحنیفہ و دیگر آئمہ سے نقل کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب
عقد الجید مین امام شافعی سے نقل فرماتے ہین عقد الجید مطبوعہ مطبع فاروقی صہ ۸۲ مین ہے -
قال الشافعی اذا صح الحدیث فھو مذھبی واذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا
بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط -

ترجمہ - امام شافعی نے فرمایا جب حدیث صحیح ہوجاوے تو میرا وہی مذہب ہے اگر تم میرے
کلام کو دیکھو کہ حدیث کے خلاف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر پٹک دو اور

ایک اعتراض کرتے ہین کہتے ہین خود امام صاحب فرماتے ہین انکو اقوالی مخبر الرسول یعنی حدیث
کے آگے ہمارے قول کو چہوڑ دو سو ہم کب کہتے ہین کہ حدیث کے آگے قول امام کا معتبر ہوگا مگر جب موافق
قرآن اور حدیث کے اونکا قول ہو تو وہ کس طرح چہوڑا جائے ۔ **اقول** اہل حدیث نے یہ کب
کہا ہے کہ کل اقوال ابوحنیفہ رح کے چہوڑ دو اہل حدیث تو یہی کہتے ہین کہ جو قول امام ابوحنیفہ رح کا
مخالف حدیث کے ہو اوسکو بموجب وصیت امام صاحب ترک کردینا چاہئے مثلا قول امام صاحب کا ہے
کہ زانیہ کی خرچی حلال ہے اور حدیث مین آیا ہے مہر البغی حرام یعنی زانیہ کی خرچی حرام ہے تو یہ
قول امام صاحب کا اس حدیث کے روسے ترک کردینا چاہئے **قولہ** اور امام صاحب کے اس قول سے
یہ مراد نہین کہ عوام بے قید ہوکر جدہر چاہین موںہہ مارین اور فساد برپا کرین اگر ہر عامی کو حدیث
پر عمل کرنیکی اجازت دیتے تو پہر وہ اجتہاد کیون کرتے الی **قولہ** تو اوسکی تسلیم مین کسکو کلام ہے
اقول آپکی ہر ہر بات بے تہذیبی کی ہے امام صاحب کے قول مین یہ کہین نہین ہے کہ اونہون نے
یہ حکم خاص اپنے شاگردونکو دیا تھا بلکہ امام صاحب کا یہ قول عام ہے اور دال اسپر وہ عبارت ہے
جو پہلے رد المحتار سے نقل کی گئی فتذکر **قولہ** واضح ہو کہ اکثر غیر مقلدین یہ ایک دہوکا دیتے ہین
کہ جب حدیث صحیح ملجاوے جسکو محدثین صحیح کہدین تو پہر اوسکے خلاف مذہب امام پر کیونکر عمل کرین
سو یہ ایک سخت دہوکا ہے الی **قولہ** دوسرے مجتہدین کی تحقیق محدثین سے اعلی ہے **اقول** اہل
حدیث تو دہوکا نہین دیتے امام صاحب خود فرما گئے ہین کہ جب حدیث صحیح ملے تو میرا قول چہوڑ دو اور
جب حدیث صحیح ملے تو میرا وہی مذہب ہے اور اسکے بعد جو آپ نے حدیث صحیح کی تعریف بواسطہ الدلیل القوی
نقل کی ہے افسوس کہ آپ نے اوسکا مطلب نہین سمجہا اور جو کچہہ مجتہدین کے بارے مین لکہا ہے اوسکا جواب مولوی محمد علی صاحب
مرحوم کے قول کے جواب مین آتا ہے **قولہ** جناب مولانا احمد علی صاحب مرحوم لکہتے ہین جو حدیث معمول بہ امام اعظم رح کی
ہوگی اور صحاح وغیرہ مین اوس حدیث کو ضعیف لکہا ہوگا تو ضعیف کہنا اوسکا بہ نسبت امام اعظم
کے لائق قبولیت نہین کیونکہ ممکن ہے کہ تا بہو پہنچنے ان محدثین کے بسبب لحوق راوی
مجروح کے ضعیف ہوگئی ہو اور امام صاحب کی سند مین وہ راوی نہ ہو بسبب اسکے کہ زمانہ
امام اعظم کا اوس شخص سے مقدم ہے یا اسناد امام صاحب کی دوسرے طریق معتبر سے ہو الخ **اقول**

مجتہدین کا ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء اور محدثین کا کام یہ ہے کہ اپنے سے لیکر آنحضرت صلعم تک
کے راویون کی سند سے حدیث یاد کرنا الی قولہ اسی سبب سے محدثین کا مذہب کسی زمانہ مین جاری
نہین ہوا **اقول** بعض مجتہدین نے فقط ایک ہی کام کیا ہے یعنی بہت سے مسائل قیاس کرکے نکالے
اور محدثین نے دونون کام کئے ہین احادیث کو بھی جمع کیا یاد رکھا پہونچایا اور اونسے مسائل بھی نکالے
ذرا صحیح بخاری کو ہی ملاحظہ فرمالیجئے کہ آج تک بخاری کے تراجم مین بہت سے شراح نے چکر مارا مگر
کسیکو مطلب بخاری نہ ملا یہ آپکا قول کہ محدثین نے فقط احادیث کو جمع کیا مثال اونکی مثل عطار کی
ہے یہ سب باتین خیالی ہین اسپر کوئی دلیل نہین ہے حدیث نضر اللہ عبدا کا یہ مطلب ہے کہ
حضرت صلعم نے اوس شخص کیلئے دعا کی جو حضرت صلعم کی حدیث سنکر دوسرونکو پہونچادے کیونکہ
بہت سے آدمی یاد رکھنے والے ایسے ہوتے ہین جنکو فقاہت کم ہوتی ہے اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ
کل حاملین حدیث ونقال آثار کو فہم ہی نہین ہوتا رہا یہ آپکا فرمانا کہ محدثین کا مذہب جاری
نہین ہوا یہ نتیجہ آپکی کوتہ نظری وعدم واقفیت کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اپنی کتب پر بھی
نظر نہین ہے محدثین کا مذہب تو برابر آج تک چلا آیا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا آپکے فقہا نے
بھی جہاں پر اور مذاہب کا ذکر کیا ہے اوسی جگہہ مذہب محدثین کا بھی ذکر کردیا ہے اس بحث کو خاکسار نے
مفصل ثبوت تحریری مقدسہ اٹاوہ مین لکہا ہے جو خاکسار کے یہان سے طلب کرنے سے ملسکتا ہے
یہانپر بعض کتب حنفیہ کا نشان لکہا جاتا ہے شیخ ابن الہمام محقق حنفیہ نے فتح القدیر بحث قنوت
مین مذہب اہل حدیث کا ذکر کیا ہے دیکھو فتح القدیر مطبوعہ نولکشور صہ ۸۸ محقق ابن العابدین نے
رد المحتار شرح در مختار مین ایک اہل حدیث کا قصہ [۵۱] ابوبکر جوزجانی کے عہد کا لکھا ہے دیکھو رد المحتار
صہ ۱۹۰ جلد ثالث مطبوعہ مجتبائی دہلی - اور غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار مین ہے کہ اہل حدیث نے
امام ابوحنیفہ سے درباب مسئلہ بیع رطب تمر سے مناظرہ کیا غایۃ الاوطار مطبوعہ مطبع نولکشور صہ ۱۳۱
اور دیکھو نووی شرح صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۳۲ - حاصل کلام کا یہ ہے کہ مذہب اہل حدیث کا قدیم سے
ابتک برابر جاری ہے باقی کل مذاہب درمیان مین حادث ہوئے ہین **قولہ** اس جگہہ غیر مقلدین

[۵۱] حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذہبہ ... ترجمہ اصحاب ابوحنیفہ میں سے ایک شخص کی نسبت ہے کہ ابوبکر جوزجانی کے عہد میں ایک اہل حدیث کے پاس اس بات کا پیغام بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اوس سے کردے اہل حدیث نے انکار کیا ... اوس نے ... کہ وہ حنفی اپنا مذہب چھوڑ دے ۱۲ منہ

ماسواے اون کتب کو جنکے مولفین نے صحت کا التزام کرلیا ہے جیسے صحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان آپ نے کتب اصول اہل حدیث کو ملاحظہ نہین فرمایا للہ ذرا کتب قوم کا ملاحظہ کرکے جو کچھہ لکھنا ہو لکھا کیجیے **قولہ** اور حاکم نے جو احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم سے رہگئی تھین اپنی کتاب مستدرک مین جمع کی ہین اور اسناد اونکی سب معتبر ہین الخ **اقول** اب دیکھنا چاہیے کہ مستدرک حاکم مین بھی روایت قراۃ فاتحہ خلف امام کی ہے یا نہین مین کہتا ہون مستدرک حاکم مین روایت قراۃ فاتحہ خلف امام کی موجود ہے ایک پورانے نسخہ سے روایت مستدرک کی نقل کیجاتی ہے۔

قال الحاکم فی مستدرکہ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا ابو زرعۃ عبد الرحمن بن عمرو الدمشقی ثنا الولید بن عتبۃ ثنا الولید بن مسلم حدثنی غیر واحد منہم سعید بن عبد العزیز التنوخی عن مکحول عن محمود عن ابی نعیم انہ سمع عبادۃ بن الصامت عن النبی صلعم قال ہل تقرأون فی الصلوٰۃ معی قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب۔ **ترجمہ** حاکم مستدرک مین فرماتے ہین ہم سے حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے اونھون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو زرعہ عبد الرحمن بن عمرو دمشقی نے اونھون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ولید بن عتبہ نے اونھون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے اونھون نے کہا مجھسے حدیث بیان کی بہت سے لوگون نے اونمین سے سعید بن عبد العزیز تنوخی ہین وہ روایت کرتے ہین مکحول سے وہ محمود سے وہ ابو نعیم سے کہ بیشک اونھون نے عبادہ بن صامت سے سنا وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہین فرمایا حضرت صلعم نے کیا تم لوگ نماز مین میرے ساتھ پڑھتے ہو ہمنے کہا ہان آپنے فرمایا مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ۔ لیجیے جناب یہ روایت مستدرک کی موجود ہے اور اسکے راوی بھی سب ثقہ ہین اور آپکو بھی تسلیم ہے الحمد للہ کہ حسب قول آپکے مدعا ہمارا ثابت ہوا وللہ الحمد۔ اب اسکے بعد جناب مولف تحقیق القراۃ نے ادلہ منع قراۃ فاتحہ خلف امام کو ذکر کیا ہے انکا جواب بھی ہم بحول اللہ وقوتہ لکھتے ہین ناظرین یاد رکھین ان ادلہ پر مفصل بحث جو اس

البرہان الجلی بجواب الدلیل القوی کے صـ۲۲ مین اسکا یون جواب دیا گیا ہے یہ فقط آپکا حسن ظن اور گمان
ہے کہ امام اعظم رح کو شاید وہ حدیث ضعیف دوسرے واسطہ قوی سے پہونچی ہو یہ حسن ظن آپکا آپکے مخالف
پر کچھہ حجت نہین ان احتمالون سے شرع مین کام نہین چلتا ہان اگر دوسرا قوی طریق اس حدیث
ضعیف کا جسپر امام اعظم رح نے عمل کیا ہے آپ امام صاحب سے تا رسول اللہ صلعم بسند متصل پیش
کرین تو بیشک یہ حدیث قابل حجت شمار کیجاویگی اور آپکا قول (چونکہ محدثین امام اعظم سے موخر
ہوئے ہین اسلئے ہوسکتا ہے الخ) راست ہوگا والا ہر کس اپنے معتقد علیہ کی نسبت یہی قول
پیش کرسکتا ہے مثلاً کوئی مالکی کہہ سکتا ہے کہ شاید امام مالک کو ارسال یدین کی حدیث طریق
قوی سے ملی ہو جو اور ائمہ کو نہ ملی ہو یا واسطہ ضعیف سے ملی ہو علی ہذا القیاس ہر فرقہ ضالہ بھی
اس آپکے قاعدہ سے اپنے مذہب کو بخوبی ثابت کرسکتا ہے مثلاً کوئی رافضی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے بزرگونکو
جو زمانہ علی رض مین تھے حضرت علی رض کی خلافت بلا واسطہ کی حدیث صحیح قوی طریق سے پہونچی
ہوگی جو سنیونکے ائمہ کو نہ پہونچی جو آپ جواب اسکا دینگے وہی ہمارا جواب تصور فرمائے ۔
اور جو آپنے یہ لکھا ہے کہ جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے کوئی رسالہ منع قراۃ فاتحہ
خلف امام مین لکھا تھا یہ آپ کا سراسر کذب و افترا ہے کبھی جناب میانصاحب سے یہ بات سننے
مین نہ آئی اگر بالفرض جناب ممدوح نے کوئی رسالہ پہلے ایسا لکھا بھی ہو تو اوسوقت آپکی وہی تحقیق
ہوگی پھر جب حدیث کا مشغلہ آپ کو زائد ہوا اور آپکی تحقیق بڑہی تو آپنے پہلے قول سے رجوع فرمایا
جیسے اور ائمہ نے کیا ہے امام ابوحنیفہ نے ہزارون مسئلون مین رجوع کیا ہے دیکہو کتب فقہ **قولہ**
دوسرا دہوکا بعض لوگ اس زمانہ کے نئے عالم یہ دیتے ہین کہ جسقدر احادیث صحیح ہین وہ صحاح ستہ
مین منحصر ہین اور دارمدار دین کا انھین صحاح ستہ پر ہے الخ **اقول** کسی اہل حدیث کا یہ
عقیدہ نہین ہے کہ جسقدر احادیث صحیحہ ہین وہ صحاح ستہ مین منحصر ہین اور باقی کتب مین کل احادیث
ضعیفہ ہین یہ آپکا اہل حدیث پر افترا و بہتان ہے ۔ البتہ کل اہل حدیث کا اسپر اتفاق ہے کہ
صحیحین کے ماسوا اور جتنی کتب احادیث کی ہین سب مین ہر طرح کی احادیث موجود ہین صحیح حسن ضعیف

غلط ہے اتفاق تو درکنار کسی ایک نفس نے بھی اہل حدیث سے آج تک یہ نہین کہا کہ موطا امام محمد کی
صحت روات مین صحاح ستہ سے مقدم ہے مولف تحقیق کی یہ محض خانہ سازبات ہے اگر آپ سچے
ہین تو کسی محدث کا قول پیش کیجیے بھلا کیسے کوئی کہہ سکتا ہے حالانکہ موطا امام محمد مین بہت
راوی ضعیف وضاع موجود ہین آپ مین چند مثالین اسکی پیش کرتا ہون۔ موطا امام محمد
مطبوعہ مطبع مصطفائی صد ۳ باب اغتسال یوم جمعہ مین ہے۔ قال محمد اخبرنا محمد بن ابان
بن صالح عن حماد عن ابراهیم النخعی قال سالته عن غسل یوم الجمعة الحدیث اس حدیث
کی سند مین ابان بن صالح ہے اور وہ باتفاق ضعیف ہے اور باب قراۃ فی الصلوٰۃ خلف
الامام صد ۹۶ مین ہے قال محمد حدثنا الشیخ ابو علی قال حدثنا محمود بن محمد المروزی
قال حدثنا سهل بن عباس الترمذی قال اخبرنا اسمعیل بن علیة عن ایوب عن ابی
الزبیر عن جابر بن عبد الله الحدیث اس مین سہل بن عباس ترمذی باتفاق متروک
ہے اور محمود بن محمد مروزی جو الشیخ .... روایت کرتے ہین وہ مجہول ہین ایسے ہی
شیخ ابو علی بھی مجہول ہین اور باب صلوٰۃ القاعد صد ۱۱۳ مین ہے قال محمد حدثنا بشر حدثنا
احمد اخبرنا اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی عن جابر بن یزید الجعفی الخ
اس مین جابر بن یزید جعفی ہین جو جمہور محدثین کے نزدیک متروک ہین اور امام ابو حنیفہ
نے بھی .... جابر کو کاذب کہا ہے اور صد ۱۴۱ مین ہے وقد روی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال ما راٰه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه المسلمون
قبیحا فهو عند الله قبیح۔ ترجمہ اور بیشک نبی صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ جسکو مومنین نے
اچھا سمجھا وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسکو مسلمین نے برا جانا وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور
اسکی سند مرفوع مین سلیمان بن عمر نخعی ہے وہ کذاب وضاع ہے اسیطرح سے موطا
امام محمد مین صدہا راوی اسی قسم کے سخت ضعیف ہین اور نیز اس کتاب مین موضوع روایات
ہین جیسا کہ ماہر پر پوشیدہ نہین بھلا ایسی کتاب کے ایسے راوی جنکا حال اوپر بیان ہوا کیسے باتفاق
صحاح ستہ کے روات سے صحت مین مقدم ہوسکتے ہین۔ جبکہ پہلے دعوی کے جواب سے فراغت حاصل ہوئی

الدلیل القوی مین ہی مگر اسقدر جواب یہان پر بھی لکھا جاتا ہے کہ مسکت مخالفین ہو اور ناظرین منصفین اوس سے فائدہ اوٹھا کر حق بات معلوم کر سکین۔ جواب دلائل منع قرأۃ فاتحہ خلف امام جنکو مؤلف تحقیق القرأۃ نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے۔

قولہ ہرچند اس مسئلہ قرأۃ خلف امام اجتہادیہ مختلف فیہ مین بحکم آیت فان تنازعتم الایۃ کے یہ کہنا کہ صرف قرآن اور حدیث سے صراحۃ ثبوت ہو غلط ہے اس جگہہ مناسب تھا کہ کتب فقہ سے لکھا جاتا الخ۔ **اقول** حضرات منصفین خیال فرماوین کہ مؤلف تحقیق نے جو حق بات تھی اوسکو ظاہر کر دیا ہے کہ قرآن اور حدیث سے منع قرأۃ فاتحہ مین صراحۃ ثبوت نہین ہے شاباش جزاک اللہ۔ کاشکے آپ کتب فقہ سے ہی اسکا جواب لکھہ دیتے تو کیا خوب ہوتا کیونکہ جب قرآن اور حدیث سے صراحۃ ثبوت غلط تھے پھر اون ادلہ کو جو آپ نے لکھا ہے اسکی کچھہ ضرورت نہ تھی

قولہ سو ہمارے مدعی تو یہ دعوی کرکے ایک حدیث صحیح صریح الدلالۃ بھی نہ لکھہ سکے۔ **اقول** حصہ اول اس رسالہ مین احادیث قرأۃ فاتحہ خلف امام کی صحت بخوبی ثابت کی گئی جو اعتراض آپ نے انپر کئے تھے وہ اچھی طرح سے ہباءً منثورا ہو گئے اور ابھی ایک روایت مستدرک کی بھی ہدیہ ناظرین ہوئی اسکو غور سے ملاحظہ فرما کر حق کی طرف رجوع فرمائیے۔

قولہ لیجئے ہم صحاح ستہ سے ہی لکھین گے مگر موطا امام محمد کو مقدم اس لئے سمجھین گے کہ وہ باتفاق صحاح ستہ سے صحت رواۃ اور زمانہ تالیف اور فضیلت مولف مین مقدم ہے۔ **اقول** اسجگہہ مؤلف نے تین دعوے کئے ہین اول یہ کہ موطا امام محمد باتفاق صحت رواۃ مین صحاح ستہ سے مقدم ہے۔ دوم زمانہ تالیف مین صحاح ستہ سے مقدم ہے سوم فضیلت امام محمد کی مؤلفین صحاح ستہ سے بڑھی ہوئی ہے۔ جناب مؤلف نے یہ دعوی تو کئے مگر انپر کوئی برہان نہ قائم کی ان تینون دعوونکو بغیر بینہ کے چھوڑ دیا اب ہم ان تینون دعوون کو دیکھتے ہین کہ نفس الامر مین یہ کس پایہ کے ہین۔ اول دعوی آپکا محض

مؤلف رسالہ تحقیق بھی ہین) کی بہی بڑی بھاری دلیل ہے اسکو اولٹ پھیر کرکے مقلدین حنفیہ
پیش کیا کرتے ہین اس لئے اسکا ایسا جواب شافی وافی دیا جاتا ہے کہ ہر اہل بصیرت ملاحظہ فرماکر
مان جاوین اور لب نہ ہلاوین بحول اللہ وقوتہ **جواب اول** مسلمات خصم سے ہے منار اور
اوسکی شرح نور الانوار جو اصول حنفی مین نہایت عمدہ اور معتبر کتاب ہے اوسکے صہ۱۹۳ و صہ۱۹۴ امین ہے
وحکمھا بین الاٰیتین المصیر الی السنۃ لان الاٰیتین اذا تعارضتا تساقطتا فلابد
للعمل من المصیر الی ما بعدہ وھو السنۃ ولا یمکن المصیر الی الاٰیۃ الثالثۃ لانہ یفضی
الی الترجیح بکثرۃ الادلۃ وذلک لایجوز ومثالہ قولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن
مع قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا فان الاول بعمومہ یوجب القراۃ
علی المقتدی والثانی بخصوصہ ینفیہ وقد وردا فی الصلوۃ جمیعا فتساقطا فیصار
الی حدیث بعدہ **ترجمہ** حکم تعارض کا درمیان دو آیتون کے یہ ہے کہ سنت کی طرف رجوع
کیا جاوے کیونکہ جب دو آیتون مین تعارض ہوا تو عمل سے ساقط ہو جاوین گی پس عمل کے لئے
ضروری ہوا کہ اوسکے مابعد کی طرف جو سنت ہے رجوع کیا جاوے اور تیسری آیت کی طرف
رجوع ممکن نہین کیونکہ اس سے کثرت ادلہ سے ترجیح لازم آتی ہے اور یہ (یعنی ترجیح کثرت
ادلہ سے) جائز نہین مثال تعارض دو آیتون کی قول اللہ تعالےٰ کا (فاقرءوا ما تیسر من
القرآن یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن سے) ساتھ قول اللہ تعالیٰ (اذا قرئ القرآن فاستمعوا
لہ وانصتوا یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپکے رہو) کے ہے بیشک پہلی آیت کے عموم سے
مقتدی پر قراۃ واجب ٹھہرتی ہے اور دوسری اپنی خصوصیت سے نفی کرتی ہے
اور دونون نماز مین وارد ہوئی ہین پس دونون عمل سے ساقط ہوئین اور رجوع
کیا جاویگا سنت کی طرف جو بعد اسکے ہے۔ ترجمہ اسکا بلفظہ نہین کیا گیا بلکہ محاورہ کا
لحاظ کیا گیا ہے۔ عبارت نور الانوار سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ساقط العمل ہے لہذا اس
آیت سے استدلال صحیح نہ ٹھہرا۔ جو کچھ صاحب نور الانوار نے کہا واقعی ٹھیک ہے

تو اب دوسرے دعوی کی طرف توجہ کی جاتی ہے دوسرا دعوی مسلم ہے لیکن کسی کتاب کو زمانہ تالیف مقدم ہونے سے فضیلت اوسکی دوسری کتاب پر بوجہ تقدم زمانی کے لازم نہین آتی خصوصا ایسی کتاب جسمین روات مجروحہ واضعین اخبار موجود ہون - دیکھو مسند و مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق صحاح ستہ سے باعتبار زمانہ تالیف مقدم ہین لیکن اسوجہ خاص سے کسی نے انکو صحاح ستہ سے صحت مین مقدم نہین سمجھا من یدعی خلاف ذلک فعلیہ الاثبات بالبرھان تیسرا دعوی آپکا مسلم نہین ہے کیونکہ مولفین صحاح ستہ کی توثیق مین آج تک کسی نے کلام نہین کیا بخلاف امام محمد کے کہ جمہور محدثین کے نزدیک روایت حدیث مین ضعیف ہین امام ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین میزان صفحہ ۳۶۴ جلد دوم مین ہے محمد بن الحسن الشیبانی ابو عبد اللہ احد الفقہاء لینہ النسائی وغیرہ من قبل حفظہ الخ یعنی آپکو نسائی وغیرہ محدثین نے حافظہ خراب ہونیکے باعث سے لین کہا ہے اور جو صاحب زیادہ مفصل حال امام محمد صاحب کا دیکھنا چاہین تو لسان المیزان حافظ ابن حجر مین ملاحظہ فرمادین کہ امام محمد نے قاضی شریک کے اجلاس مین گواہی دی اور قاضی شریک نے آپکی گواہی جائز نہ سمجھی حافظ ابن حجر لسان المیزان مین فرماتے ہین ونقل ابن عدی من اسحاق بن راھویہ سمعت یحیی بن آدم یقول کان شریک لایجیز شہادۃ المرجیۃ فشھد عندہ محمد بن الحسن فردشہادتہ فقیل لہ فی ذلک فقال انا لا اجیز شہادۃ من یقول الصلوۃ لیست من الایمان - اس عبارت سے مؤلف موطا امام محمد کا حال بخوبی معلوم ہوگیا اور تینون دعوون مؤلف کا جواب ختم ہوا جس سے ناظرین منصفین بخوبی معلوم کرلینگے کہ موطا امام محمد کو صحاح ستہ پر کسیطرح سے فضیلت نہین ہے نہ صحت روات مین نہ تفضیل مؤلف مین **قولہ** اول قرآن مجید قال اللہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنی جسوقت پڑھا جاوے قرآن سنو اوسکو اور چپکے رہو تاکہ رحم کئے جاؤ ہرچند حکم قرآن عام ہوتا ہے شان نزول کی تحقیق کی حاجت نہین **اقول** ہمارے مخالفین جنھین سے

مشرق اور مغرب کے ہے اے اللہ مجھکو گناہون سے پاک کر جیسے کہ کپڑا سفید میل سے پاک
کیا جاتا ہے اے اللہ دھووے میرے گناہ پانی اور برف اور اولے سے یہ حدیث متفق علیہ ہے
یعنی بخاری اور مسلم مین یہ حدیث موجود ہے۔ مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی ص۷۷ مین اسیطرح
ہے۔ اس حدیث مین حضرت ابو ہریرہ رضہ آنحضرت صلعم کا چپکا رہنا درمیان تکبیر اور قرأۃ
کے بھی کہتے ہین اور پھر اس چپکے رہنے کی حالت مین آپکا پڑھنا بھی پوچھتے ہین پس اس حدیث
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سکوت آہستہ پڑھنے کے منافی نہین۔ اور حضرت صلعم کی بھی جو
افصح الفصحاء تھے تقریر پائی گئی کیونکہ حضرت صلعم نے ابو ہریرہ کے اس سوال وجواب کو غلط
نہین بتایا بلکہ جواب دیا کہ مین اس سکوت مین یہ دعا پڑھتا ہون۔ اللھم باعد الخ۔
اور مجمع البحار مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۱۲۸ مین ہے قرأ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما
امر اي جهر وسكت فيما امر اي اسر۔ **ترجمہ** نبی صلعم نے جسمین حکم کئے گئے تھے پڑھا یعنی
جہر سے اور چپکے رہے اوسمین جسمین حکم کئے گئے تھے یعنی آہستہ پڑھا۔ اس عبارت مجمع سے
معلوم ہوا کہ سکوت کا اطلاق آہستہ پڑھنے پر آتا ہے اور مؤید اسکے وہ روایات ہین
جنمین وارد ہوا ہے کہ یہ آیت رفع الصوت بالقرأۃ خلف رسول اللہ صلعم کے
بارے مین نازل ہوئی ہے جیسے کہ اونکا بیان انشاء اللہ آگے آئیگا۔ **جواب ثالث**
صحابہ تابعین وائمہ اربعہ کے نزدیک تخصیص عموم قرآن کی خبر واحد سے جائز ہے امام ابن حاجب
مختصر الاصول اور محقق عضد اوسکے شرح مین فرماتے ہین ان تخصیص عام القرآن بالمتواتر جائز
اتفاقا واما الخبر الواحد فقال بجوازه الائمة الاربعة اھ **ترجمہ** تخصیص عام قرآن کی خبر
متواتر سے اتفاقا جائز ہے اور خبر واحد سے آئمہ اربعہ (یعنی امام ابو حنیفہ شافعی مالک احمد)
نے کہا ہے کہ تخصیص کتاب اللہ کی جائز ہے ایسے ہی امام رازی نے محصول مین ائمہ اربعہ کا مذہب جواز
تخصیص عام قرآن کی نسبت ذکر کیا ہے اس مسئلہ مین فقط عیسی بن ابان وکرخی کا خلاف ہے مقلدین حنفیہ مقلد
امام ابو حنیفہ کے ہین نہ عیسی بن ابان وغیرہ کے تو بس اب بقول ائمہ اربعہ اس عموم قرآنی سے یعنے

کیونکہ جیسے اس آیت (فاذا قرئ القرآن الخ) سے ممانعت قرأۃ مقتدی کی معلوم ہوتی ہے ایسے ہی آیت (فاقرؤا ما تیسر) سے فرضیت قرأۃ امام مقتدی دونون کی معلوم ہوتی ہے اور اسکو آپکے خاتم المحدثین مولانا احمد علی صاحب مرحوم نے بھی الدلیل القوی مین تسلیم کیا ہے جبکہ دونون آیتون مین تعارض ٹھہرا تو اب رجوع کیا جاوے گا حدیث کی طرف وہ حدیث عبادہ بن صامت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میرے پیچھے سواے سورہ فاتحہ کے کچھہ مت پڑھو کیونکہ جو سورۃ فاتحہ نہین پڑھتا اوسکی نماز نہین ہوتی اور حدیث قرأۃ الامام لہ قرأۃ کی طرف رجوع صحیح نہین ہے کیونکہ اول تو اس معنی مین یہ حدیث نص نہین دوم باتفاق محدثین کے ضعیف ہے جیسے عنقریب اسکی بحث آویگی۔ **جواب ثانی** اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ یہ آیت معارض کسی آیت کے نہین تو اسپر بھی گذارش یہ ہے کہ اس آیت سے ممانعت جہر سے قرأۃ کرنیکی خلف امام معلوم ہوتی ہے نہ آہستہ پڑھنے کی کیونکہ (فانصتوا) کے معنی سکوت کے ہین اور سکوت کے معنی حقیقۃ خاموش رہنے کے نہین ہین بلکہ آہستہ پڑھنے پر بھی سکوت کا اطلاق شرع مین وارد ہوا ہے حدیث متفق علیہ مین ہے ۔

عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم یسکت بین التکبیر و بین القرأۃ اسکاتۃ فقلت بابی انت و امی یا رسول اللہ اسکاتک بین التکبیر و بین القرأۃ ما تقول قال اقول اللھم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق و المغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد متفق علیہ ۔ کذا فی المشکوۃ ص

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ حضرت صلعم درمیان تکبیر اور قرأۃ کے چپکے رہتے ہین نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہون اے رسول اللہ آپ درمیان تکبیر اور قرأۃ کے چپکے رہنے مین کیا فرماتے ہین آپ نے فرمایا مین یہ دعا چپکے رہنے مین پڑھتا ہون اے اللہ میرے درمیان اور میرے گناہونکے درمیان اتنی دوری کردے جسقدر درمیان

فاتحہ خلف امام کا دیا جاویگا جواب خامس ایک آدمی ایسے وقت مین آکر نماز مین شامل ہونا چاہتا ہے کہ امام نے قراۃ کو جہر سے شروع کردیا ہے تو اب یہ شخص امام کے ساتھ شامل ہو یا نہو اگر آپ کہین کہ شامل نہو تو اس قول مین آپ جمیع سلف وخلف کے مخالف ہونگے اگر کہین کہ شامل ہو جاوے تو یہ شخص لامحالہ اللہ اکبر تو ضرور کہکر شامل ہوگا جب اللہ اکبر اس شخص نے کہا تو استماع قرآن اوتنی دیر فوت ہوا اور آیت اذا قرئ القرآن پر عمل نرہا جو جواب آپ اس کا عنایت فرمادینگے وہی جواب ہماری جانب سے قراۃ فاتحہ خلف امام کا پیش ہوگا ۔ جواب سادس کوئی شخص صاحب ترتیب ہے وہ وقت مغرب کے ایسے وقت مسجد مین پہونچا کہ امام نے قراۃ جہر سے شروع کردی ہے وہ نماز مین شامل ہونا چاہتا تھا کہ اوسکو یاد آگیا کہ مین نے سہواً عصر کی نماز نہین پڑہی اب اس شخص کی نسبت آپ کیا فتویٰ دیتے ہین ظاہر ہے کہ آپ اپنے مذہب کے موافق یہی کہینگے کہ یہ شخص پہلے عصر کی نماز پڑھلے اور پھر جماعت مین شامل ہو تو جب اوس نے علحدہ نماز شروع کردی تو عمل اذا قرئ القرآن کا فوت ہوا جس دلیل سے آپ اس صاحب ترتیب کی نماز کو مخصوص کرینگے اوسی قاعدہ اور اوسی دلیل سے ہم بھی قراۃ فاتحہ خلف امام کی تخصیص کرینگے ۔ باقی اجوبہ بطور قواعد اصولیہ کے جواب الدلیل القوی مین دیکھنے چاہئین ۔ جبکہ اصل جواب آیت اذا قرئ القرآن سے فراغت حاصل ہوئی تو اب اقوال معترض کی طرف توجہ کی جاتی ہے ۔

قولہ مگر تاہم ثبوت لیجئے کہ یہ خاص نماز کے بارہ مین نازل ہوئی ہے حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے چچازاد بھائی صحابی جلیل القدر عالم فاضل اپنی تفسیر مین فرماتے ہین الی قولہ تفسیر ابن عباس مطبوعہ فتح الکریم بمبئی صہ ۱۴۹ **اقول** آپنے جو دعوی کیا ہے کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہے مین کہتا ہون اسپر کوئی دلیل قوی نہین پائی جاتی ہے ۔ تفسیر ابن عباس رضہ (جسکا آپ نے حوالہ دیا ہے) وہ طریق سے کلبی کے مروی ہے اور کلبی جمیع اہل

اذا قرئ القرآن الخ کی بھی تخصیص حدیث عبادہ بن صامت سے درست ہوئی وللہ الحمد

فائدہ بعض مقلدین متاخرین جو کہتے ہین کہ تخصیص عام قرآن کی خبر واحد سے درست نہین ہے یہ اونکا زبانی دعوی ہے ورنہ بہت سے مواضع مین حنفیہ نے عام کتاب اللہ کی تخصیص خبر واحد سے کی ہے۔ چند مثالین اوسکی اس جگہہ مرقوم ہوتی ہین۔

مثال اول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم اس آیت مین (کم) اور (اولاد) عام ہے اسکی تخصیص نحن معاشر الانبیاء لا نورث سے کی گئی ہے (دوم) اس آیت مین لفظ اولاد عام ہے جو شامل ہی مسلم و کافر کو اسکی تخصیص حدیث لا یرث الکافر المسلم سے کی گئی ہے **سوم** اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واحل لکم ما وراء ذلکم یعنی ماسوا ء اون عورتون کے جنکا مذکور ہوا باقی سب حلال ہین اسکی تخصیص خبر واحد لا تنکح العمۃ علی الخالۃ سے کی گئی **چہارم** یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان ہوجاے تو نماز کیطرف دوڑو اس آیت کی تخصیص مجرد قول حضرت علی رض (لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع یعنی جمعہ عید کی نماز نہین ہوتی مگر شہر جامع مین) سے کی گئی اور بھی بہت سی مثالین ہین جنکا مفصل ذکر الدلیل القوی کے جواب مین ہے۔ جیسے ان آیتون کی تخصیص آپ لوگون نے کی ہے ایسے ہی اس آیت اذا قرئ القرآن کی بھی تخصیص خبر واحد سے کی گئی۔

جواب رابع درمختار اور اوسکے حاشیہ رد المحتار مطبوعہ مجتبائی جلد اول صفحہ ۳۲۸ مین لکھا ہے کہ اگر امام آہستہ قراۃ کرتا ہو یعنی صلاۃ ظہر اور عصر مین اگر مقتدی اگر مجاوے تو ثنا یعنی سبحانک اللہم الخ کو امام کے پیچھے پڑھ لے اور بعض علماء حنفیہ کے نزدیک ہر نماز مین خواہ جہری ہو یا سری ثناء کا پڑھنا جائز ہے تو خود حنفیہ نے عموم اس آیت کی تخصیص حدیث ثناء سے کرلی ایسے ہی اہل حدیث نے حدیث عبادہ رض سے اس عموم اذا قرئ القرآن کی تخصیص کرلی جو جواب آپ لوگ ثناء پڑھنے کا دیوینگے وہی جواب ہماری طرف سے قراۃ سورہ

قد یخطی - ترجمہ علی بن ابی طلحہ سالم مولی بنی عباس کے حمص مین سکونت اختیار کی انکی روایت
ابن عباس سے مرسل ہے اور ابن عباس کو دیکھا نہین طبقہ چھٹے کے سچے ہین کبھی غلطی کرتے ہین
اور بھی کتب اسماء الرجال مین ایسا ہی ہے جبکہ علی بن ابی طلحہ نے زمانہ ابن عباس کا نہ پایا
تو یہ روایت منقطع ٹھہری استدلال اس سے ساقط ہوا - **قولہ** اخرج عبد بن حمید والبیہقی
فی القرأۃ عن ابی العالیۃ ان النبی صلعم کان اذا صلی باصحابہ فقرأ قرأ اصحابہ **اقول**
اس روایت کی آپنے سند نہین لکھی اگر آپ سند لکھتے تو حال اس روایت کا معلوم ہوتا علاوہ اسکے
ابی العالیہ تابعی ہین انھون نے زمانہ رسول اللہ صلعم کا نہین پایا تقریب التہذیب مین حافظ ابن حجر
فرماتے ہین رفیع بالتصغیر ابن مہران ابو العالیۃ الریاحی بکسر الراء والتحتیۃ کثیر الارسال
من الثانیۃ الخ اور طبقہ ثانیہ کے وہ لوگ ہین جنکو آنحضرت صلعم سے صحبت نہین ہے - یہ
روایت مرسل ٹھہری اور مرسل جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف قابل احتجاج کے نہین ہے - لہذا
احتجاج اس سے ساقط ہوا **قولہ** روی ابی بن کعب لما نزلت ہذہ الآیۃ ترکوا القرأۃ
خلف الامام ذکرہ صاحب الکافی فی شرح الوافی دلیل القوی **اقول** کافی اور اوسکی شرح
وافی فقہ کی کتابین ہین جنمین اس اثر کی کوئی سند نہین ہے لہذا بغیر سند کے یہ اثر قابل
قبول نہین ہے اکثر کتب فقہ مین روایات موضوعہ واہیات موجود ہین دیکھو درایہ تخریج
ہدایہ **قولہ** اخرج البیہقی عن الامام احمد اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ فی الصلوٰۃ
اقول اولاً آپ نے سند امام احمد تک نہ لکھی تاکہ دیکھا جاوے کہ سند کے راوی کس پایہ کے
ہین ثانیاً ہر اہل علم بخوبی جانتا ہے کہ اس آیت کے شان نزول مین سلف و خلف مین اختلاف ہے ابو ہریرہ
وغیرہ فرماتے ہین کہ ممانعت کلام نماز مین یہ آیت نازل ہوئی ہے ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ ترک جہر خلف امام مین
یہ آیت نازل ہوئی ہے - کلبی وغیرہ یہ کہتے ہین کہ جنت و نار کا جب ذکر آجاتا تو صحابہ اپنی آواز بلند کرتے تھے
اوسکی ممانعت مین یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ یہ قول حسن بصری و زہری و نخعی کا ہے اور سعید بن جبیر و مجاہد کا
قول ہے کہ یہ آیت خطبہ مین نازل ہوئی ہے دیکھو معالم التنزیل و تفسیر در منثور و ابن کثیر - جبکہ سلف

نقل کے نزدیک کذاب وضاع ہے - تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی صفحہ ۲۲۳
مین ہے محمد بن السائب بن بشر الکلبی ابو النضر الکوفی النسابۃ المفسر متہم بالکذب
ورمی بالرفض - اور حافظ ذہبی نے بہت بسط سے ترجمہ کلبی کا لکھا ہے بطور خلاصہ کے
اس جگہہ لکھا جاتا ہے میزان الاعتدال جلد دوم مین ہے وقال احمد بن زہیر قلت
لاحمد بن حنبل یحل النظر فی تفسیر الکلبی قال لا وعباس عن ابن معین قال الکلبی لیس
بثقۃ وقال الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی وجماعۃ متروک الی ان قال
یروی عن ابی صالح عن ابن عباس التفسیر وابو صالح لم یر ابن عباس ولا سمع
الکلبی من ابی صالح الا الحرف بعد الحرف - ترجمہ احمد بن زہیر نے کہا ہے امام احمد سے
پوچھا کہ کلبی کی تفسیر مین نظر کرنا حلال ہے کہا نہین اور عباس ابن معین سے روایت کرتے
ہین کہ کلبی ثقہ نہین ہے اور جوزجانی وغیرہ نے کہا ہے کہ کلبی بڑا جھوٹھا ہے اور دارقطنی اور
ایک جماعت نے کلبی کو متروک الحدیث بتایا ہے یہانتک میزان مین ہے کہ کلبی ابی صالح سے
روایت کرتا ہے اور وہ ابن عباس سے تفسیر کو حالانکہ ابو صالح نے ابن عباس کو دیکھا
تک نہین اور نہ کلبی نے ابو صالح سے سنا مگر چند جملہ - جبکہ راوی اس تفسیر ابن عباس کا
(جسکا آپ نے حوالہ دیا ہے) کذاب ٹھہرا تو احتجاج اس سے ساقط ہوا **قولہ** تفسیر عماد بن کثیر
مین ہے قال علی بن طلحۃ عن ابن عباس واذا قرئ القرآن الی قولہ فی الصلوۃ
المفروضۃ **اقول** تفسیر عماد بن کثیر مین یہ عبارت یون نہین ہے بلکہ اوسمین یون ہے
قال علی بن ابی طلحۃ دیکھو تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۳ مولف رسالہ تحقیق مقلد ظل الغمام
کے ہین چونکہ صاحب ظل الغمام سے غلطی ہوئی یا انہون نے دیدہ ودانستہ یہ تحریف کی تو صاحب
تحقیق نے بھی اونکی تقلید سے یہ غلطی کی اب اوسکا جواب سنئے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن
عباس کو دیکھا نہین تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی صفحہ ۱۸۴ مین ہے علی بن ابی طلحۃ
سالم مولی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ صدوق

ہمنے مانا کہ اس آیت کا شان نزول نماز مین ہے اور خاص قراۃ مین مگر دوسری روایتین
جو خاص اس بارہ مین ہین اونسے اس ابہام کی تفسیر بخوبی ہوتی ہے جلال الدین سیوطی تفسیر
درمنثور مین فرماتے ہین واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ و
البیہقی فی کتاب القراۃ فی الصلوۃ وابن عساکر عن ابی ھریرۃ فی قولہ واذا قرئ
القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال نزلت فی رفع الصوت وھم خلف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی الصلوۃ۔ ترجمہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ
اور بیہقی نے کتاب قراۃ نماز مین اور ابن عساکر نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت
اذا قرئ القرآن فاستمعوا الخ حضرت صلعم کے پیچھے نماز مین بلند آواز کرنے مین نازل ہوئی ہے
اور نیز جلال الدین سیوطی اسباب النزول مین فرماتے ہین واذا قرئ القرآن فاستمعوا
لہ وانصتوا فی رفع الصوت فی الصلوۃ خلف النبی صلعم۔ ترجمہ آیت اذا قرئ القرآن
الخ حضرت صلعم کے پیچھے بلند آواز کرنے مین نازل ہوئی ہے۔ عبارت تفسیر درمنثور اور
اسباب النزول سے معلوم ہوا کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے پیچھے زور سے قراۃ کیا کرتے تھے اسکی
ممانعت مین یہ آیت نازل ہوئی نہ مطلق قراۃ کے بارے مین اور نیز معنی انصات سے بھی یہی معلوم
ہوتا ہے چنانچہ بحث اسکی اوپر گذری حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہم نے مخاطب کے سب اقوال
کو تسلیم کرکے بھی ثابت کردیا کہ نفس قراۃ کی ممانعت مین یہ آیت نہین اوتری بلکہ رفع
الصوت خلف رسول اللہ صلعم نماز مین یہ آیت اوتری ہے تو اب قول صاحب معالم وغیرہ
کا کچھ ہمارے مضر نہوا والحمد للہ۔ **قولہ** لیجئے امام نسائی صحاح ستہ والے اپنی سنن
نسائی مین لکھتے ہین الخ **اقول** امام نسائی نے جو حدیث اس بارہ مین نقل کی ہے
اوسکو اس آیت سے کچھہ علاقہ نہین ہے اور نہ اس حدیث مین اس آیت کی تفسیر
بحث ہے رہی نفس حدیث سو اسکا جواب انشاء اللہ تعالی آگے آئیگا **قولہ** دوم احادیث
اور ان احادیث مین جو کچھہ غیر مقلدین کو کلام ہے وہ بھی لکھدیا تاکہ اسکے دھوکہ مین

وخلف کا اس آیت کے شان نزول مین اختلاف ہے تو بھلا کیسے کوئی عاقل باور کر سکتا ہے کہ امام احمد کو اسکی اطلاع نہ ہو یہ محض امام احمد پر افترا ہے ۔ امام احمد سلہ کے اس قول کی صحیح سند ہو تو لائیے کسی حاشیہ کے حوالے سے کام نہین چلتا **قولہ** واخرج عن مجاھد قال کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یقرا فی الصلوٰۃ الخ **اقول** حافظ ابن حجر درایہ تخریج ہدایہ مین بعد اس روایت مجاہد کے فرماتے ہین وھذا مرسل یعنی یہ روایت مرسل ہے کیونکہ مجاہد نے زمانہ آنحضرت صلعم کا نہین پایا اور مرسل جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے لہذا احتجاج اس سے ساقط ہوا **قولہ** واخرج ابن مردویہ فی تفسیرہ بسندہ عن معاویۃ بن قرۃ قال سألت بعض اشیاخنا الخ **اقول** اسکی سند مین ہشام بن زیاد ابو المقدام واقع ہے اور وہ متروک ہے دیکھو تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی صـــ ۲۶۶ اور سند اس اثر کی نصب الرایہ مین موجود ہے جبکہ سند مین اسکے راوی متروک الحدیث ٹھہرا تو احتجاج اس سے ساقط ہوا **قولہ** امام بغوی شافعی المذہب ہو کر دیکھو معالم التنزیل مین کیا فیصلہ لکھتے ہین الی قولہ وھو انہا فی القراۃ فی الصلوٰۃ **اقول** امام بغوی کو جو آپ نے شافعی المذہب لکھا ہے اسپر کیا دلیل ہے کہین انھون نے اپنے آپ کو شافعی لکھا ہو تو انکا کلام پیش کیجیے وہ تو اہل حدیث تھے انکو شافعی حنفی سے کیا غرض معالم مین انھون نے اس آیت کے شان نزول مین چند اقوال نقل فرمائے ہین اور پہلے قول کو اولیٰ فرمایا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ معالم مین پہلا قول انھون نے کیا نقل فرمایا ہے معالم مطبوعہ بمبئی صـــ ۳ مین ہے فذھب جماعۃ الی انہا فی القراۃ فی الصلوٰۃ ۔ یعنی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت قراۃ نماز مین نازل ہوئی ہے اور پھر اسی قول کو صاحب معالم نے اولیٰ فرمایا ہے آب مین اسکا جواب گذارش کرتا ہون اولاً یہ قول صاحب معالم کا بغیر دلیل قوی کے ہے کیونکہ اس آیت کے مکیہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ قراۃ صلوٰۃ مین نازل ہوئی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ممانعت کلام مین جو نماز مین لوگ کیا کرتے تھے نازل ہوئی ہو جیسا کہ ابو ہریرہؓ وغیرہ نے فرمایا ہے ثانیاً اب ہم کل اقوال سابقہ کو تسلیم کر کے جواب دیتے ہین اچھا

سلہ علاوہ اسکے امام احمد خود قراۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہین دیکھو ترمذی ۱۲ منہ

نہین ہے نہ فاتحہ نہ غیر فاتحہ نہ نماز جہری مین نہ سری مین بسبب اوس حدیث کے جسکو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور وہ حضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسکے لئے امام ہو بس قرأۃ امام کی اوسکی قرأۃ ہے لیکن اسکی سند مین ضعف ہے امام مالک نے اسکو وہب بن کیسان سے روایت کیا ہے وہ جابر سے روایت کرتے ہین کہ یہ جابر کا کلام ہے اور یہ حدیث بہت سے طریق سے روایت کی گئی ہے لیکن نبی صلعم سے کوئی طریقہ صحیح نہین ہوا دو شاہد عدل حفاظ حدیث کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ اس حدیث کے کل طریق ضعیف ہین کوئی طریق بھی صحیح نہین ہے یہ آپکا کہنا کہ اسکے بعض طرق صحیح ہین دعوی بلا دلیل قابل سماعت نہین ہے اگر اس روایت کو تسلیم بھی کرلین تو بھی یہ روایت حدیث عبادہ کے مخالف نہین ہے کیونکہ یہ حدیث عام ہے جو شامل ہے قرأۃ فاتحہ وغیر فاتحہ کو اور حدیث عبادہ کی خاص ہے تو اس حدیث کی عمومیت حدیث عبادہ سے مخصوص کی جاویگی للجمع بین الادلۃ نیز بعض لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ یہ حدیث مؤید اہلحدیث کے ہے یعنی حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ قرأۃ امام کی امام کے لئے قرأۃ ہے (لہ) کا مرجع امام ہی نہ مقتدی آنحضرت صلعم نے مقتدیونکو تاکیداً ارشاد فرمایا کہ دیکھو امام کی قرأۃ پر اعتماد کرکے تم قرأۃ کو ترک مت کردینا کیونکہ امام کی قرأۃ تو امام کے لئے ہے نہ تمہارے لئے۔ واللہ اعلم بالصواب

قولہ اگرچہ اس حدیث کے بعض طریق مین محدثین کو کلام ہے لیکن جو اسکی صحیح اسنادین ہین وہ اوسکی مؤید ہین **اقول** ابھی ابھی دو بڑے امام اہلحدیث کے کلام سے مصرح معلوم ہوچکا کہ اس حدیث کا کوئی طریق صحیح نہین آپکے پاس ہو تو پیش کیجئے **قولہ** موطا مین امام محمد ابو حنیفہ سے مرفوعاً جو روایت کرتے ہین تو امام صاحب اور حضرت جابر صحابی کے درمیان مین دو راوی اور ہین ایک عبد اللہ بن شداد دوسرے ابو الحسن موسی ابن ابی عایشہ سو وہ دونون ثقہ کاملین سے ہین **اقول** حافظ ابن حجر درایہ تخریج ہدایہ مین اس حدیث کی نسبت یہ فرماتے ہین۔

وقال محمد بن الحسن فی الآثار اخبرنا ابو حنیفۃ

نہ کوئی آوے اور جواب الجواب لکہنے کی حاجت نہ ہو۔ **اقول** جن احادیث کو
آپ نے نقل کیا ہے وہ یا تو ضعیفہ ہین یا موضوعہ اور جو صحیحہ ہین اونکو آپکے مقصود سے کچہ
لگاؤ نہین ہے تفصیل اسکی عنقریب آپکو معلوم ہوجاویگی آن احادیث مین جو اہلحدیث کو کلام ہے
افسوس کہ آپ نے وہ پورا پورا نقل نہین کیا ہے اگر آپ وہ کلام پورا پورا نقل کردیتے تو آپ
سے جواب ہرگز نہ ہوسکتا — دیکہو اب ہم پورا پورا کلام لکہے دیتے ہین اگر کچہہ حوصلہ ہے تو
جواب دیجئے **قولہ** پہلی حدیث حضرت جابر انصاری کی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے
جس نے نماز پڑہی پیچہے امام کے پس قرأۃ امام کی واسطے اوس شخص کے قرأۃ ہے الی قولہ تو بہی
ایک رسالہ ہوتا ہے **اقول** پہلی حدیث جسکو آپ نے ذکر کیا ہے کل طرق سے ضعیف ہے
کوئی طریقہ صحیح اسکا نہین ہے حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر مین فرماتے ہین تلخیص الحبیر مطبوعہ مطبع انصاری ص ۸۷
مین ہے حدیث جابر ولہ طرق عن جماعۃ من الصحابۃ وکلہا معلولۃ — **ترجمہ** حدیث
من کان لہ امام الخ یعنی جسکا امام ہو پس قرأۃ امام کی اوسکی قرأۃ ہے یہ حدیث جابر کی مشہور
ہے اور ایک جماعت صحابہ سے اسکی اور بہی طرق ہین اور کل طرق اس حدیث کے ضعیف ہین اور حافظ
عماد بن کثیر (جنکا قول ابہی ہمارے مخاطب صاحب نے تفسیر آیت اذا قرئ القرآن مین نقل کیا ہے) اپنی
تفسیر مین فرماتے ہین ابن کثیر مطبوعہ مصر ص۲۸۱ مین ہے والثانی لا تجب علی المأموم قرأۃ بالکلیۃ
لا الفاتحۃ ولا غیرہا اصلا فی صلوۃ الجہریۃ ولا فی صلوۃ السریۃ لما رواہ الامام احمد
بن حنبل فی مسندہ عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال من
کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ ولکن فی اسنادہ ضعف ورواہ مالک عن
وہب بن کیسان عن جابر من کلامہ وقد روی ہذا الحدیث من طرق ولا یصح
شی منہا عن النبی صلعم واللہ اعلم — **ترجمہ** دوسرا قول یہ ہے کہ مقتدی پر بالکلیہ قرأۃ واجب

حدیث من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ [illegible]

واجتماع هولاء الحفاظ على تضعيفها مقدم على تصحيح مسلم لها لاسيما ولم يروها
مسندة في صحيحه واللہ اعلم۔ ترجمہ تو جان کہ یہ زیادتی وہ قول اوسکا (اذا قرا
فانصتوا جب امام پڑھے تو تم چپکے رہو) اوس قبیل سے ہے کہ حفاظ حدیث نے اسکی صحت
مین اختلاف کیا ہے بیہقی نے سنن کبریٰ مین ابوداؤد سجستانی سے روایت کیا ہے کہ یہ لفظ
(اذا قرا فانصتوا) محفوظ نہین ہے اسیطرح سے یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی اور
دارقطنی اور حافظ ابو علی نیساپوری شیخ حاکم ابو عبداللہ سے روایت کیا ہے بیہقی نے
کہا ابو علی حافظ نے فرمایا کہ یہ لفظ (اذا قرأ فانصتوا) کا غیر محفوظ ہے سلیمان تیمی نے
جمیع اصحاب قتادہ کا اسمین خلاف کیا ہے۔ ان حفاظ کا مجتمع ہونا اس زیادتی کی تضعیف
پر مسلم کی تصحیح پر مقدم ہے خصوصاً جبکہ اسکو اپنی کتاب صحیح مین مسلم نے بطور مرفوع
کے نہین ذکر کیا۔ امام بخاری رسالہ جزء القراۃ مین فرماتے ہین وروی سلیمان التیمی
عن قتادة عن یونس بن جبیر عن حطان عن ابی موسی فی حدیثه الطویل عن النبی
صلعم اذا قرا فانصتوا ولم یذکر سلیمان فی هذه الزیادة سماعا من قتادة
ولا قتادة من یونس بن جبیر وروی هشام وسعید وهمام وابو عوانة
وابان بن یزید وعبیدة عن قتادة ولم یذکروا اذا قرأ فانصتوا ۔
ترجمہ ۔ سلیمان تیمی نے قتادہ سے روایت کیا ہے وہ یونس بن جبیر سے روایت
کرتے ہین وہ حطان سے وہ ابو موسیٰ سے وہ نبی صلعم سے لنبی حدیث مین کہ جب امام پڑھے
چپکے رہو سلیمان نے اس زیادتی مین اپنا سماع قتادہ سے نہین ذکر کیا اور نہ قتادہ نے
یونس بن جبیر سے ہشام اور سعید اور ہمام اور ابو عوانہ اور ابان بن یزید اور عبیدہ نے
قتادہ سے روایت کیا ہے اونھون نے اس زیادتی (جب امام پڑھے تو تم چپکے رہو) کو نہین ذکر
کیا امام بیہقی اپنی کتاب معرفہ مین بعد ذکر کرنے حدیث ابو موسیٰ وابوہریرہ کے فرماتے ہین ۔
وقد اجمع الحفاظ على خطاء هذه اللفظة فی الحدیث ابو داؤد وابو حاتم وابن معین

ثنا موسی بن ابی عایشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بہ قال الدارقطنی
وابن عدی لم یسندہ غیر ابی حنیفۃ وتابعہ الحسن بن عمارۃ وھما ضعیفان و
رواہ الثوری وشعبۃ وتمام العشرۃ عن موسی عن عبد اللہ بن شداد
مرسلاً وکذا قال ابن المبارک عن ابی حنیفۃ مرسلاً ۔ اس عبارت کا ترجمہ کسی
سے کرا لیجیے گا اور یہ عبارت درایہ مطبوعہ مطبع فاروقی صـ۹۳ مین موجود ہے اور نیز اس
جگہہ ابو حنیفہ پر جو حاشیہ ہے اوسکو بھی دیکھہ لیجئےگا اور امام محمد نزدیک جمہور محدثین کے
ضعیف ہین کچھہ حال انکا پہلے لکھا گیا ہے اور باقی انکا ترجمہ لسان المیزان حافظ ابن
حجر یا ہمارے رسالہ الشیح والری ہین ملاحظہ کر لیجیے ۔ **قولہ** دوسری حدیث صحیح مسلم مین
ابو موسی اشعری کی قال ان رسول اللہ صلعم خطبنا فبین لنا سنتنا الی ان
قال فاذا قرا فانصتوا وقال مسلم ہو عندی صحیح الی قولہ جب امام قرآن پڑھے تو
چپکے رہو اور کہا مسلم نے یہ صحیح ہے ۔ **اقول** ناظرین خیال فرماوین کہ مولف رسالہ
تحقیق نے کتنی بڑی تحریف کی امام مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث کی نسبت لکہا ہے کہ وہ میرے
نزدیک صحیح ہے ہمارے مخاطب صاحب نے بیجا لاکے سے ابو موسی کی حدیث کے صحت مین
اس کلام کو نقل فرمایا ہے اسقدر کلام تو آپکی تحریف کے متعلق تہا اب اصل جواب سنئے
جواب اول امام نووی اوسی حدیث کی شرح مین جسکو آپ نے نقل کیا ہے فرماتے
ہین مسلم مع نووی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صـ۱۷۴ جلد اول مین ہے واعلم ان ھذہ الزیادۃ
وھی قولہ اذا قرا فانصتوا مما اختلف الحفاظ فی صحتہ فروی البیہقی فی السنن
الکبیر عن ابی داؤد السجستانی ان ھذہ اللفظۃ لیست بمحفوظۃ وکذلک رواہ
عن یحیی بن معین وابی حاتم الرازی والدارقطنی والحافظ ابی علی
النیسابوری شیخ الحاکم ابی عبد اللہ قال البیہقی قال ابو علی الحافظ ھذہ
اللفظۃ غیر محفوظۃ قد خالف سلیمان التیمی فیہا جمیع اصحاب قتادۃ

اور سنن ابن ماجہ اور سنن ابو داؤد مین آئی ہے **اقول** اس حدیث مین سلیمان بن حیان
ابو خالد الاحمر واقع ہین اونکے حق مین تقریب التہذیب مین لکھا ہے تقریب مطبوعہ مطبع فاروقی
صـ۹۹ مین ہے سلیمان بن حیان الازدی ابو خالد الاحمر الکوفی صدوق یخطئ امام ذہبی
میزان الاعتدال مین فرماتے ہین سلیمان بن حیان ابو خالد الاحمر الکوفی صاحب حدیث
وحفظ روی عباس عن ابن معین صدوق لیس بحجة وقال علی بن المدینی ثقة وقال
ابو حاتم صدوق روی عن لیث وحجاج بن ارطاة وعنه احمد وابو کریب وخلق وقال
ابن عدی فی کامله بعد ان ساق له احادیث خولف فیها کما قال یحیی صدوق لیس
بحجة وانما اتی من سوء حفظه۔ ترجمہ سلیمان بن حیان ابو خالد احمر کوفہ کے رہنے والے
صاحب حدیث اور حفظ ہین عباس نے ابن معین سے روایت کی کہ وہ صدوق ہین لیکن
لائق حجت کے نہین ہین علی بن مدینی نے کہا وہ ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا کہ صدوق ہین لیث
اور حجاج بن ارطاۃ سے روایت کرتے ہین اور انسے احمد اور ابو کریب اور ایک خلقت نے
روایت کی ہے ابن عدی نے اپنے کامل مین بعد بیان کرنے انکی حال کے کہا ہے
کہ انکے لیے ایسی حدیثین ہین جنمین اختلاف کیا گیا ہے جیسا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ وہ سچے
ہین لیکن حجت کے لائق نہین ہین اور وہ جو لاتے ہین باعث برے ہونے حافظہ کے لاتے
ہین امام بخاری اپنے رسالہ جزء القراۃ مین بعد بیان کرنے حدیث ابو خالد کے فرماتے
ہین ولا یعرف هذا من صحیح حدیث ابی خالد الاحمر قال احمد اراه کان
یدلس۔

ترجمہ یہ حدیث ابو خالد کی صحیح حدیثون سے نہین معلوم ہوتی امام احمد نے
کہا کہ مین ابو خالد کو گمان کرتا ہون کہ وہ تدلیس کرتا ہے۔ اقوال آئمہ جرح و
تعدیل سے چند امر معلوم ہوئے اول یہ کہ ابو خالد روایت مین خطا کرتے ہین دوم لائق حجت
نہین ہین سوم حافظہ انکا اچھا نہین چہارم انکی احادیث مین اختلاف کیا گیا ہے پنجم تدلیس کرتے ہین ششم

والحاکم والدارقطنی قالوا انہا لیست بمحفوظۃ ترجمہ حفاظ حدیث نے اس لفظ (اذا قرأ فانصتوا) کے خطا پر اجماع کیا ہے وہ حفاظ یہ ہین ابو داؤد ابو حاتم ابن معین حاکم دارقطنی اور ان حفاظ نے کہا کہ یہ لفظ محفوظ نہین ہے۔ ان حفاظ حدیث کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ اذا قرأ فانصتوا کا وہم سلیمان تیمی کا ہے لہذا اس لفظ سے حجت ساقط ہے۔

جواب دوم اگر ہم اس لفظ کی صحت کو بھی تسلیم کر لین تو اسپر بھی گذارش ہے کہ لفظ انصات کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے کہ انصات کے معنی حقیقی بالکلیہ سکوت کے نہین ہین بلکہ آہستہ پڑھنے پر بھی سکوت کا اطلاق آتا ہے تو اب معنی یہ ہوئے کہ آہستہ پڑھو تحقیق لغت و شواہد اسکے بحث جواب آیت مین معائنہ فرماوین۔

جواب سوم اذا قرأ فانصتوا عام ہے فاتحہ اور غیر فاتحہ کو لہذا حدیث عبادہ سے تخصیص اسکی کیجاویگی یعنی سورہ فاتحہ پڑھو اور باقی مین چپکے رہو سنو۔ قولہ واضح ہو یہ حدیث ایسی ہے جسمین اول سے لیکر آخر تک سب نماز کے ارکان آنحضرت نے سکھائے ہین اگر فاتحہ خلف الامام فرض ہوتی تو ضرور تعلیم فرماتے الخ اقول ارکان سے آپکی کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ جو کچھ اس حدیث مین بیان ہوئے سب ہی ارکان ہین تو یہ صریح غلط ہے حدیث مین فقولوا ربنا لک الحمد بھی موجود ہے یعنی حضرت صلعم نے ہمکو سنن نماز کی تعلیم فرمائی اور نیز اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اللہم ربنا لک الحمد کہو کیا آمین کا کہنا اور ربنا لک الحمد کا کہنا اسکو آپ ارکان نماز فرمائیگا اگر آپ کہین بھی تو آپکے مذہب کی کتب آپکی تکذیب کرنیکو موجود ہین اور اگر آپکی یہ مراد ہے کہ کل فرائض نماز کی تعلیم حضرت نے فرمائی کوئی فرض باقی نہین چھوڑا تو مین آپ سے پوچھتا ہون کہ قعدہ اخیرہ خروج از نماز بصنع مصلی جو آپکے یہان فرض ہین انکی تعلیم اس حدیث مین کہان ہے جو جواب ان فرائض کا آپ دینگے وہی ہماری طرف سے جواب فاتحہ خلف امام کا دیا جاویگا۔ قولہ تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ کی اسکے مطابق جو ابھی آچکی ہے الی قولہ یہ حدیث سنن نسائی

ان الزهری حدث عن ابن اکیمة عن ابی هریرة ان النبی صلعم قال مالی انازع القرآن فانتهی الناس الحدیث قلنا هذا حدیث رواه مجهول لم یرو عنه غیره —

ترجمہ جو لوگ حالت جہری مین قرأۃ خلف امام کو جائز نہین جانتے اگر کہین کہ زہری نے ابن اکیمہ سے حدیث بیان کی اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجھ کیا ہوا ہے کہ مین قرآن مین جھگڑا کیا جاتا ہون پس لوگ چپکے رہے اخر حدیث تک ہم کہتے ہین کہ اس حدیث کو ایک مجہول آدمی نے روایت کیا ہے اور اوس سے سواے زہری کے دوسرے نے روایت نہین کیا اقوال ائمہ جرح سے معلوم ہوا کہ ابن اکیمہ مجہول ہے اوس سے سوای زہری کے اور کسی نے روایت نہین کی اور کتب اصول حدیث مثل مقدمہ ابن صلاح وفتح المغیث وغیرہ مین مصرح ہے کہ مجہول وہ ہے جس سے ایک آدمی نے روایت کی ہو اور مجہول کی حدیث قابل حجت کے نہین ہے یہی وجہ ہے کہ

امام نووی نے بعد ذکر کرنے اس حدیث کے فرمایا ہے انکر الائمة علی تحسینه واتفقوا علی ضعف هذا الحدیث لان ابن اکیمة مجهول یعنی ترمذی کے اس حدیث کے حسن کہنے پر ائمہ حدیث نے انکار کیا ہے اور اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے کیونکہ ابن اکیمہ اسمین مجہول ہے کلام نووی سے معلوم ہوا کہ ائمہ حدیث کا اسکے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے جب یہ حدیث ضعیف ٹھہری تو احتجاج آپکا اس سے ساقط ہوا —

وجہ دوم محدثین نے اتفاق کیا ہے کہ فانتہی الناس کا جملہ حدیث مین مدرج ہے حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر مین فرماتے ہین تلخیص مطبوعہ مطبع انصاری ص ۸۶ مین ہے وقوله فانتهی الناس الی آخره مدرج فی الخبر من کلام الزهری بینه الخطیب واتفق علیه البخاری فی التاریخ وابو داؤد ویعقوب بن سفیان والذهلی والخطابی وغیرهم

ترجمہ قول اوسکا (فانتہی الناس یعنی لوگ چپکے ہوئے آخر تک کلام زہری سے حدیث مین مدرج ہے اسکو خطیب نے بیان کیا ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ مین اسپر اتفاق کیا ہے اور ابو داؤد اور یعقوب بن سفیان اور ذہلی اور خطابی وغیرہم نے بھی اسپر

مین اوس قول کو فراموش کر گئے ع این کار از تو آید مردان چنین کنند۔ جواب اسکا مفصل
حدیث اول کے جواب مین گذرا ملاحظہ فرمایئے اگر کوئی نئی روایت ہوتی تو اوسکا علحدہ جواب
دیا جاتا **قولہ** پانچوین حدیث حضرت ابوہریرہ کی ان رسول اللہ صلعم انصرف من صلوٰۃ جہر
فیہا بالقرأۃ فقال ھل قرا معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول
مالی انازع القران قال فانتھی الناس عن القرأۃ فیما جہر فیہ رسول اللہ صلعم بالقرأۃ
من الصلوٰۃ حین سمعوا ذالک یہ حدیث موطا اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور
ابن ماجہ مین آئی ہے اور ترمذی مین ہے وفی الباب عن ابن مسعود وعمران بن حصین
وجابر بن عبد اللہ وقال ابو عیسی ھذا حدیث حسن الی قولہ فقط **اقول** اس حدیث
کا جواب چار وجہ سے دیا جاتا ہے **وجہ اول** اس حدیث مین ایک راوی عمارہ بن اکیمہ ہین
میزان الاعتدال مین انکی نسبت یہ لکھا ہے عمارۃ بن اکیمۃ اللیثی ثم الجندعی وقیل عمار وقیل
عمرو وقیل عامر سمع اباھریرۃ ما روی عنہ سوی الزھری قال الذھلی المحفوظ عندنا انہ
عمار وھو جد شیخ مالک عمرو ابن مسلم اللیثی قال ابو حاتم صحیح الحدیث وقال ابن سعد
منھم من لا یحتج بہ ویقول شیخ مجہول دیکھو میزان جلد دوم صفحہ ۲۲ حاصل ترجمہ میزان کا یہ ہے
کہ عمارہ کے نام مین اختلاف ہے بعضون نے عمار کہا بعضون نے عمرو بعضون نے عامر ابوہریرہ سے
سے سنا اونسے سوائے زہری کے دوسرے نے روایت نہین کی ابو حاتم نے انکو صحیح الحدیث
کہا ابن سعد نے کہا کہ بعض محدثین اس سے حجت نہین پکڑتے اور کہتے ہین کہ یہ ایک شیخ مجہول ہین
حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب مین فرماتے ہین ان ابا بکر البزار قال ابن اکیمۃ لیس مشہور
بالنقل ولم یحدث عنہ الا الزھری وقال الحمیدی ھو رجل مجہول وکذا قال البیھقی۔ ترجمہ
ابوبکر بزار نے کہا کہ ابن اکیمہ نقل حدیث مین مشہور نہین ہین اور کسی نے انسے روایت نہین کی مگر زہری نے
اور حمیدی نے کہا کہ وہ ایک آدمی مجہول ہے اور ایسے ہی بیہقی نے بھی فرمایا ہے اور حازمی اپنی کتاب
ناسخ منسوخ مین فرماتے ہین قال قائل ممن یری ان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر بہ

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ یہ جملہ کلام زہری کا ہے جبکہ یہ کلام زہری کا
ٹھہرا تو احتجاج اس سے ساقط ہوا۔ آباقی دو وجہ وہی ہین جو حدیث سوم کے جواب مین
مذکور ہوئین **قولہ** غیر مقلد اس جگہہ ایک دہوکا دیتے ہین کہ قال فانتہی الناس جو کتابین
لکہا ہے یہ قول زہری کا ہے حدیث کا ٹکڑا نہین ہے الی قولہ اور موئید ہمارے دعوی کے ہے۔
اقول غیر مقلد دہوکا نہین دیتے بلکہ آئمہ حدیث مثل بخاری وابو داؤد و ترمذی
وغیرہم کا اسپر اتفاق بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ کلام زہری کا ہے چنانچہ عبارات اونکی
اوپر مذکور ہوئین اور زہری کے ثقاہت اور جلالت سے کسیکو انکار نہین معلوم ہوتا ہے کہ
آپ نے کسی کتاب اصول حدیث کا مطالعہ نہین کیا حدیث مدرج کی تعریف ذرا کتب
اصول حدیث مین ملاحظہ فرمالیجے کہ کسی راوی کی ثقاہت وجلالت کو یہ مانع نہین ہے
کہ وہ اپنا کلام بطور تفسیر یا کسیوجہ سے بعد حدیث کے ذکر کرے چہ جائیکہ اوس نے تصریح
کردی ہو کما مر من قول الترمذی فتذکر۔ **قولہ** **ودیم** ہمارا استدلال ہل قرأ معی
احد منکم اور مالی انازع القرآن سے اور زیادہ ہے الخ **اقول** اولاً معلوم
ہوچکا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے حجت اور استدلال صحیح نہین ثانیاً منازعت اوسی
صورت مین منصور ہے جبکہ مقتدی جہر سے قرۃ امام کے پیچہے کرے اور جبکہ مقتدی آہستہ
اس طرح سے پڑہے کہ امام نہ سن سکے تو منازعت باقی نرہیگی اور ہم بھی یہ کہتے ہین کہ مقتدیون
کو امام کے پیچہے آہستہ قراۃ کرنی چاہیے نہ جہر سے فی الجملہ بعد تسلیم اس حدیث کے بھی کچہہ
محذور نہین ہے کیونکہ منازعت کو ہم بھی منع کرتے ہین۔ **قولہ** **چہٹی حدیث** موطا اور
جامع ترمذی مین عن ابی نعیم انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم
یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام الی قولہ یہ حدیث ترمذی
مین موقوفاً مروی ہے مگر اور حدیث کی بعض کتب مین مثل طحاوی وغیرہ مرفوع بھی ہے
الخ **اقول** حافظ زیلعی حنفی نصب الرایہ مین فرماتے ہین چنانچہ نصب الرایہ صفحہ ۲۳۴

کیا ہے امام ترمذی اپنی جامع مین بعد تخریج حدیث مذکور کے فرماتے ہین ترمذی مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۳ مین ہے وروی بعض اصحاب الزہری ہذا الحدیث وذکروا ہذا الحرف قال قال الزہری فانتہی الناس عن القراۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلعم
ولیس فی ہذا الحدیث ما یدخل علی من رای القرأۃ خلف الامام لان ابا ہریرۃ ہو الذی روی عن النبی صلعم ہذا الحدیث وروی ابو ہریرۃ عن النبی صلعم انہ قال من صلی صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج غیر تمام فقال لہ حامل الحدیث انی اکون احیانا وراء الامام قال اقرأ بہا فی نفسک وروی عثمان النہدی عن ابی ہریرۃ قال امرنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انادی ان لا صلوۃ الا بقرأۃ فاتحۃ الکتاب **ترجمہ** بعض اصحاب زہری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حرف یعنی (فانتہی الناس الخ) کو یون بیان کیا ہے کہ کہا راوی نے کہا زہری نے پس باز رہے لوگ قرأۃ سے جسوقت سنا یہ رسول اللہ صلعم سے اور جو لوگ قرأۃ فاتحہ خلف امام کے قائل ہین اس حدیث سے اونپر کچہہ اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ ابو ہریرہ نے ہی اس حدیث کو حضرت صلعم سے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ نے نبی صلعم سے یہہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑہی اور اوسمین سورہ فاتحہ نہ پڑہی تو نماز اوسکی ناقص ہے تمام نہین ہے راوی حدیث نے ابو ہریرہ سے دریافت کیا کہ بعض وقت مین امام کے پیچھے ہوتا ہون ابو ہریرہ نے اوسکو حکم کیا کہ تو چپکے پڑہ لیا کر اور عثمان نہدی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا مجھکو حضرت صلعم نے حکم دیا کہ مین منادی کردون کہ نہین نماز ہوتی مگر سورۃ فاتحہ سے — اس کلام ترمذی کو ہماری مخاطب صاحب نے اپنی دیانت سے ترک کر دیا مقصود امام ترمذی کا یہ ہے کہ اس حدیث ابو ہریرہ سے اگر ممانعت قرأۃ فاتحہ خلف امام ہوتی تو ابو ہریرہ حامل حدیث کو کیون امر قرأۃ فاتحہ خلف امام کا کرتے — اور امام ابوداؤد نے بھی بعد تخریج حدیث مذکور کے فرمایا ہے کہ انتہی الناس کلام زہری کا ہے ایسے ہی امام بخاری نے رسالہ جزء القرأۃ مین بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ یہ کلام زہری کا ہے عبارتین انکی بجہت خوف اطالت رسالہ نہ لکھی گئین

قرأة ہے حضرت صلعم نے فرمایا ہان (یعنی ہر نماز مین قرأة ہے) ایک آدمی نے انصار سے کہا کہ بیشک قرأة واجب ہوگئی ۔ ابودرداؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور مین اونکو زیادہ قریب تھا پس ابودرداؓ نے فرمایا کہ مین گمان نہین کرتا الخ کو کہ کسی قوم کا امام ہو مگر اونکو کفایت کریگا حدیث مرفوع جسکو ابودرداؓ نے حضرتؐ سے نقل فرمایا اوسمین صاف ظاہر ہے کہ ہر نماز مین گو وہ نماز امام کی ہو یا مقتدی کی قرأة واجب ہے تو ابودرداؓ صحابی کے قول کو بھی ایسے معنی کرنے لائق ہین جو مخالف حدیث کے نہ ہون بنابران معنی قول ابودرداؓ کے یہ ہوے کہ امام قوم کو ماسواے سورہ فاتحہ کے باقی قرأة مین کفایت کرتا ہے ۔اور اگر یہ معنی نہ کئے جاوین تو ابودرداؓ کا یہ گمان ہے مقابلہ مین حدیث کے حجت نہین ہے **قولہ** اوپر یہ بات ثابت ہوچکی کہ جس حدیث مین اجتہاد صحابی کو دخل نہ ہو وہ حدیث موقوفاً صحابی کی حکم مین مرفوع کے ہے الخ **اقول** جو صاحب بصیرت اس حدیث کو ملاحظہ فرمائیگا معلوم کرلیگا کہ ابودرداؓ نے پہلے حدیث مرفوع کو بیان فرمایا پھر اپنا محض گمان اور اجتہاد بیان کیا ہے لفظ (ارى) مؤید اس معنی کے ہے اور اکثر صحابہ قرأة فاتحہ خلف امام کے قائل تھے اسکی تفصیل آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی فانتظر **قولہ** اور پھر جناب مولوی احمد علی صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ اصول مین لکھا ہے حکم المعارضة بین السنتین المصیر الی اقوال الصحابة یعنی اگر دو حدیثین آپس مین مختلف ہون تو حکم اوسکا یہ ہے کہ رجوع کیا جاوے طرف اقوال صحابہ کے خاصکر قول فقہاء صحابہ مثل خلفاء اربعہ و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس الی قولہ پس اسجگہہ اقوال صحابہ جو حکم مین احادیث مرفوعہ کے ہین نقل کرنا ضروری ہے **اقول** یہان پر تو بحث قرآن و حدیث سے مناسب مقام یہ تھا کہ مولانا اصول حدیث کی طرف توجہ کرتے نہ اصول فقہ کی طرف بہرحال اب جواب ملاحظہ فرمائیے اصول فقہ سے جو مولانا مرحوم نے قاعدہ نقل کیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دو حدیثون مین تعارض ہو تو اوسوقت اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا جائیگا یہان پر سرے سے تعارض ہی نہین کیونکہ کوئی حدیث صحیح ممانعت قرأة خلف امام مین نہین ہے جو صلاحیت تعارض کی رکھتی ہو اور تعارض کے واسطے مساوات ضروری ہے

روایت ہے وہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلعم (۸۴) سے پوچھے گئے کیا ہر نماز مین ۴

مین ہے کل صلوٰۃ لا یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام
قال الدارقطنی یحیی بن سلام ضعیف والصواب موقوف ثم اخرجہ کذلک۔ یعنی ہر
نماز جسمین سورہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے ناقص ہے مگر یہ کہ آدمی امام کے پیچہے ہو دارقطنی نے
فرمایا کہ اسمین ایک راوی یحیی بن سلام ہے اور وہ ضعیف ہے اور صواب یہ ہے کہ یہ حدیث
موقوف ہے طحاوی وغیرہ مین بہی یحیی بن سلام ہے اور اوسی نے اس روایت کو مرفوع
کیا ہے یہ روایت موقوف ہے اور موقوف جبکہ معارض ہو مرفوع کے تو لائق حجت نہین
دیکہو اپنا اصول اور باقی تفصیل اسکی آئندہ آئیگی **قولہ** جناب مولانا احمد علی رح دلیل
القوی مین طحاوی اور شیخ عبدالحق کا قول نقل کرکے فرماتے ہین کہ حاصل ان دونون
عبارتون کا یہ ہے کہ اگر صحابی خبر دے کسی فعل ثواب یا عقاب یا بیان اوسکا مخالف اجتہاد
کے الی قولہ نہایت خلل پیدا ہوتا ہے **اقول** یہ قاعدہ بیشک مسلمہ ہے کہ جب صحابی ایسے
فعل کی خبر دے جو متعلق ثواب یا عقاب یا خلاف عقل ہو تو وہ خبر اوسکی حکم مین رفع کے ہوتی ہے
لیکن مسئلہ قرأۃ فاتحہ خلف امام مین اجتہاد و عقل کو دخل ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حضرت
جابر رض نے عموم آیت یا حدیث قرأۃ الامام لہ قرأۃ سے یہ اجتہاد کیا ہو اور حدیث عبادہ
کی جو اس مسئلہ مین نص ہے اونکو نہ پہونچی ہو لہذا یہ اثر جابر کا حکم مین مرفوع کے
نہین ہوسکتا اور نیز یہ اثر مخالف اوس اثر جابر کے ہے جو حصہ اول مین بواسطہ
ابن ماجہ گذر چکا کہ جابر رض فرماتے ہین کہ ہم لوگ ظہر عصر مین امام کے پیچہے پڑہتے تھے اور یہ
قاعدہ آپکے اصول کا ہے کہ راوی جب خلاف مروی کے عمل کرے تو وہ روایت اوسکی ساقط
العمل ہوجاتی ہے تو آپ کو اس قاعدہ سے بہی یہ اثر جابر رض کا ساقط العمل ہوا آگے یہ کہ صحابہ کو اس مسئلہ مین
اختلاف تہا یا نہ تہا اسکی تفصیل آئندہ آئیگی انشاء اللہ تعالی۔ **قولہ ساتوین حدیث** ابی درداء
کی سنن نسائی مین مروی کثیر بن مرۃ عن ابی الدرداء سمعتہ یقول سئل رسول اللہ
صلعم افی کل صلوٰۃ قرأۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت ہذہ فالتفت الی وکنت

جہر سے قرأۃ امام کے پیچھے نہ کرنی چاہیے دوم زید بن ثابت مطلق قرأۃ کی نفی نہین کرتے بلکہ
امام کے ساتھ ساتھ قرأۃ کرنیکی نفی کرتے ہین چنانچہ لفظ مع القرأۃ اس پر دال ہی سوم قول زید
بن ثابت محمول ہی ماسوای فاتحہ کے لجمع بین الادلۃ چہارم جب حدیث قرأۃ فاتحہ خلف امام کی
ثابت ہوچکی تو قول زید بن ثابت کا اوسکے مقابلہ مین حجت نہین ہی **قولہ نوین حدیث** موطا
امام محمد مین ہی اخبرنا مالک قال حدثنا نافع عن ابن عمر انہ کان اذا سئل ہل یقرء
احد مع الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام حسبہ قرءۃ الامام وکان ابن عمر
لا یقرء مع الامام یعنی جب عبداللہ بن عمر سے کوئی پوچھتا تھا کہ کیا قرءۃ ہے امام کے ساتھ
تو وہ فرماتے تھے جب کوئی نماز پڑھے تمہارا ساتھ امام کے کافی ہے اوسکو قرءۃ امام کی الخ
اقول جواب اسکا چار وجہ سے ہے اول یہ کہ یہ اثر مخالف اوس اثر کے ہے جسکو امام بخاری
نے اپنے رسالہ جزء القرأۃ مین نقل کیا ہے امام بخاری اپنے رسالہ جزء القرءۃ مین فرماتے ہین
قال لنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن ابی الحسناء حدثنا ابو العالیۃ قال سالت ابن عمر
بمکۃ اقرأ فی الصلوۃ قال انی لاستحیی من رب ہذا البیت ان اصلی صلوۃ
لا اقرأ فیہا ولو بام الکتاب **ترجمہ** ـ ابو العالیہ کہتے ہین مین نے ابن عمر سے مکہ مین نماز مین
قرأۃ کرنے کا سوال کیا ابن عمر نے کہا مین رب اس بیت سے شرم کرتا ہون کہ کوئی نماز پڑہون
اور اوسمین قرأۃ نہ کرون اگرچہ سورہ فاتحہ ہی کیون نہ ہو ـ صلوۃً کا لفظ نکرہ ہی جو شامل ہے
نماز امام و مقتدی کو آسکے بعد دوسرا اثر ابن عمر کا ہے قال عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سعد
الدا نری اخبرنا ابو جعفر عن یحیی البکائی سئل ابن عمر عن القرأۃ خلف الامام فقال
ما کانو یرون باسا ان یقرأ بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ ـ **ترجمہ** یحیی بکائی سے روایت ہے
انہون نے کہا پوچھے گئے ابن عمر قرأۃ خلف امام سے کہا صحابہ سورہ فاتحہ کے آہستہ پڑہنے مین کچھ مضائقہ
نہین دیکھتے تھے ـ اس اثر سے جو امام بخاری نے نقل فرمایا ہی معلوم ہوا کہ ابن عمر نے خود فرمایا کہ صحابہ کے
نزدیک سورہ فاتحہ خلف امام پڑہنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی تو اثر موطا امام محمد کا جو آپ نے نقل کیا ہے

قول الصحابی حجۃ ما لم ینفہ شئ من السنۃ یعنی قول صحابی کا حجت ہے جب تک
اوسکو کوئی شئی سنت سے نہ نفی کرے اور ظاہر ہے کہ احادیث مرفوعہ و سنن صحیح مخالف
ہین اون آثار کے جنکو آپ نے نقل کیا ہے لہذا بحسب تحقیق محقق حنفیہ یہ کل آثار جنکو
آپ نے نقل کیا ہے احتجاج سے ساقط ہین۔ شیخ محمد طاہر حنفی صاحب مجمع البحار مجمع البحار
جلد ثانی مین فرماتے ہین و الموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او
منقطعا و ھو لیس بحجۃ۔ ترجمہ موقوف وہ ہے قول یا فعل صحابی کا مروی ہو خواہ متصل
ہو یا منقطع اور وہ حجت نہین ہے۔ قول صاحب مجمع البحار سے بھی معلوم ہوا کہ قول و فعل
صحابی کا حجت نہین تو اب جسقدر آپ نے اقوال و افعال صحابہ کے نقل کیے ہین وہ کل
ساقط عن الحجت ہین یہ تو آثار صحابہ منقولہ آپکا مجمل جواب ہے اور مفصل جواب ہر ہر اثر کا
دیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ کوئی قول یا فعل صحابی کا نص صریح اس بارہ مین نہین ہے کہ سورہ
فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑہی جاوے بلکہ سورہ فاتحہ خلف امام قرأۃ کرنے مین بہت سے آثار ہین
انشاء اللہ تعالی ضمیمہ رسالہ ہذا مین لکھی جاوینگے **قولہ آٹھوین حدیث** صحیح مسلم
اور سنن نسائی مین باب سجود القران مین عن عطاء بن یسار انہ سئل زید بن ثابت رضی
عن القرءۃ مع الامام فقال لا قرءۃ مع الامام فی شئی یعنی پوچھے گئے زید بن ثابت قرأۃ
خلف امام سے پس فرمایا انہون نے نہین قرأۃ ساتھ امام کے کسی شئی مین۔ **اقول**
جواب اس اثر کا چار وجہ سے ہے اول یہ کہ اس اثر مین نفی قرأۃ کی جو زید بن ثابت نے کی ہے
تو مراد اونکی یہ ہے کہ امام کے پیچھے جہر سے نہ پڑہا جاوے کیونکہ اکثر محاورہ عرب مین نفی قرأۃ
کی معنی مین نفی جہر کے آئی ہے مجمع البحار جلد ثانی صہ۱۲ مین ہے کان لا یقرء فی الظہر و العصر
ثم قال فی آخرہ وما کان ربک نسیا معناہ انہ لا یجہر بالقرأۃ فیہا۔ ترجمہ حضرت صلعم
ظہر اور عصر مین نہین پڑہتے تھے پھر ابن عباس نے آخر مین کہا نہین رب تیرا بھولنے والا معنی اسکے
یہ ہین کہ جہر سے قرأۃ اسمین نہین کرتے تھے۔ تو اب اسی طرح سے معنی قول زید بن ثابت کے یہ ہین کہ

موطا امام محمد مین سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ سے ہین قال وددت ان الذی یقرء خلف
الامام فی فیہ جمرۃ یعنی فرمایا سعد رض نے دوست رکھتا ہون مین تحقیق وہ شخص کہ پڑہتا ہے پیچھے امام کے
اوسکے موںھہ مین انگارے آگ کے ہون **اقول** اسکے جواب مین امام بخاری اپنے رسالہ جزء القرأۃ مین
فرماتے ہین وروی داؤد بن قیس عن ابن نجاد رجل من ولد سعد عن سعد وددت ان الذی
یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ وھذا مرسل وابن نجاد لم یعرف ولا سمی ولا یجوز لاحد ان
یقول فی فی القاری خلف الامام جمرۃ لان الجمرۃ من عذاب اللہ وقال النبی صلعم
لا تعذبوا بعذاب اللہ ولا ینبغی لاحد ان یتوھم ذلک علی سعد مع ارسالہ وضعفہ۔ ترجمہ
داؤد بن قیس نے ابن نجاد ایک آدمی اولاد سعد سے روایت کی اور وہ سعد سے روایت کرتے ہین سعد نے
کہا مین دوست رکھتا ہون کہ جو شخص امام کے پیچھے پڑہتا ہے اوسکے منہہ مین انگارے ہون یہ روایت
مرسل ہے اور ابن نجاد مجہول ہے نہ پہچانا گیا نہ نام رکھا گیا یہ کسیکو نہ چاہیے کہ کہے قاری خلف امام کے
مونہہ مین انگارے ہون کیونکہ انگارے اللہ کے عذاب سے ہین اور نبی صلعم نے فرمایا کہ مت عذاب
کرو اللہ کے عذاب سے کسیکو نہین لائق کہ اسکا سعد پر وہم کرے باوجود مرسل اور ضعیف ہونے
اسکے کے۔ یعنی سعدؓ نے یہ ہرگز نہین کہا کیونکہ یہ روایت مرسل ہے اور ابن نجاد مجہول ہے۔ حاصل
کلام کا یہ ہے کہ یہ روایت مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی لہذا حجت کے قابل نہین ہے **قولہ چودہوین**
حدیث موطا مین حضرت عمر بن الخطاب سے لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام حجر یعنی فرمایا حضرت
عمر رض نے کاشکے مونہہ مین اوس شخص کو کہ پڑھتا ہے پیچھے امام کے پتھر ہون۔

اقول یہ حضرت عمر پر محض افترا ہے حضرت عمر رض سے بطرق صحیحہ مروی ہے کہ آپ نے قرأۃ خلف امام
کا حکم فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ مین آثار حضرت عمر رض کے بیان ہونگے اور باعتبار سند کے
یہ اثر منقطع ہے محمد بن عجلان نے زمانہ حضرت عمرؓ کا نہین پایا اور نیز محمد بن عجلان سئی الحفظ ہے
دیکھو حاشیہ صفحہ ۹۵ تعلیق الممجد موطا امام محمد اور امام محمد کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے لہذا یہ اثر غیر ثابت قابل حجت
نہین ہے **قولہ پندرہوین حدیث** موطا مین ہے عن موسی بن سعد بن زید بن ثابت

محمول ہوگا ماسوائے سورہ فاتحہ پر باقی جواب وہی ہین جو قول مین زید بن ثابت کے دیئے گئے فتدبر
قولہ دسوین حدیث الی قولہ فرمایا ابن عمر نے جسے نماز پڑھی پیچھے امام کے الخ **اقول** جواب
اسکا بھی وہی ہے جو جواب حدیث نوین کا گذرا **قولہ** گیارہوین حدیث امام محمد کی موطا مین
عن ابن وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال انصت فان
فی الصلوٰۃ شغلا سیکفیک ذاک الامام یعنی عبد اللہ بن مسعود پوچھے گئے قرأۃ خلف امام سے کہا
انھون نے چپ رہ الخ **اقول** حضرت کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہین کہ راوی عبد اللہ
بن مسعود سے ابو وائل ہین یا ابن وائل حالانکہ راوی عبد اللہ بن مسعود سے ابی وائل ہین
دیکھو موطا جواب اسکا چار وجہ سے ہے اول یہ کہ امام بخاری کے رسالہ جزء القرأۃ مین ہے
حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا اسمعیل بن ابان ثنا شریک عن اشعث بن
ابی الشعثاء عن ابن ابی مریم سمعت ابن مسعود یقرأ خلف الامام - ترجمہ - ابن ابی مریم سے
روایت ہے کہ مین نے عبد اللہ بن مسعود کو سنا کہ وہ امام کے پیچھے قرأۃ کرتے تھے اس اثر سے
معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے قرأۃ کرتے تھے امام بخاری کی نقل مقدم ہے نقل امام محمد سے کیونکہ وہ
جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہین دوم معنی انصات کے حقیقی سکوت کے نہین بلکہ آہستہ پڑھنے پر بھی سکوت کا
اطلاق آتا ہے چنانچہ تحقیق اسکی بحث آیت مین گذری تو معنی اسکے یہ ہوئے کہ امام کے پیچھے آہستہ پڑھ مؤید
ان معنون کو روایت امام بخاری کی ہے جو مذکور ہوئی باقی دو جواب ہی ہین جو زید بن ثابت کے قول مین گذرے
قولہ بارہوین حدیث موطا امام محمد مین علقمہ بن قیس کی قال لان عض علی جمرۃ احب الی من ان
اقرء خلف الامام یعنی علقمہ بن قیس فرماتے ہین بیشک مونہہ مارنا انگارہ پر دوست ہے نزدیک میرے اوس سے
کہ پڑھے پیچھے امام کے **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ دو راوی اسمین ضعیف ہین اول امام محمد حال انکا
اوپر گذرا دوم بکیر بن عامر انکے حق مین تقریب مطبوعہ مطبع فاروقی صفحہ ۳۳ مین لکھا ہے بکیر بن عامر البجلی
ابو اسمعیل الکوفی ضعیف یعنی بکیر بن عامر ضعیف ہین جبکہ دو راوی اسمین ضعیف ہوئے تو یہ قول قابل حجت
نہ رہا دوم یہ محض علقمہ کا قول ہے اور علقمہ صحابی نہین بلکہ تابعی ہین اور تابعی کا قول کسیکے نزدیک حجت نہین دیکھو کتاب اصول **قولہ** تیرہوین حدیث

جو تھے آپ نے ذکر کئے اور جواب اونکا پالیا اور جو باقی ہین وہ بھی یا تو موضوع ہین یا
ضعیف یہ جو آپ نے عینی شرح بخاری کے واسطہ سے حدیث نقل کی ہے محض موضوع ہے
کتب محدثین مین اسکا نشان نہین اگر ہو تو مع سند کے پیش کیجیے **قولہ** اخرج ابن ابی شیبۃ
فی مصنفہ عن ابی لیلی عن علی من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ یعنی فرمایا علی رض
نے جس نے قرءۃ کی پیچھے امام کے وہ بھول گیا دین کو الخ **اقول** امام بخاری نے اپنے رسالہ
جزء القرأۃ مین اسکے جواب مین فرمایا ہے وروی علی بن صالح عن الاصبہانی عن المختار بن عبد اللہ
بن ابی لیلی عن علی من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ وھذا لا یصح لانہ
لا یعرف المختار ولا یدری انہ سمعہ من ابیہ ام لا وابوہ من علی ولا یحتج اھل الحدیث
بمثلہ یعنی جو حضرت علی سے روایت ہے کہ جسنے امام کے پیچھے پڑھا فطرت کے خلاف کیا صحیح نہین کیونکہ
اسمین راوی مختار مجہول ہے اور یہ بھی معلوم نہین کہ اوس نے اپنے باپ سے سنا ہے یا نہین
اور باپ اوسکے نے علی رض سے سنا ہے یا نہین ایسی روایتون سے اہل حدیث حجت نہین پکڑتے
زیلعی نصب الرایہ مین بعد بیان کرنے اس اثر کے لکھتے ہین واخرجہ الدارقطنی فی سننہ
من طرق وقال لا یصح اسنادہ وقال ابن حبان فی کتاب الضعفاء ھذا یرویہ عبد اللہ
بن ابی لیلی الانصاری عن علی وھو باطل ویکفی فی بطلانہ اجماع المسلمین علی خلافہ
واھل الکوفۃ انما اختاروا ترک القرءۃ خلف الامام فقط لا انھم لم یجیزوہ وابن
ابی لیلی ھذا رجل مجہول ـ **ترجمہ** اس اثر کو دارقطنی نے اپنی سنن مین چند طرق سے ذکر
کیا ہے اور کہا کہ اسکی سند صحیح نہین ہے اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین فرمایا ہے کہ اس اثر کو
عبد اللہ بن ابی لیلی انصاری حضرت علی رض سے روایت کرتے ہین اور یہ باطل ہے اور اسکے بطلان
پر اجماع مسلمانون کا کافی ہے اور اہل کوفہ نے ترک قرأۃ خلف امام کو اختیار کیا ہے نہ یہ کہ انہون نے
اوسکو جائز نہین جانا اور ابن ابی لیلی یہ آدمی مجہول ہے ـ حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ اثر باطل ہے
قولہ وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا وکیع عن حسین بن صالح عن عبد الملک عن ابی

یحدث عن جدہ انہ قال من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ یعنی فرمایا زید بن ثابت نے جس نے
قرأۃ پڑہی پیچہے امام کے پس نہین ہوتی نماز اوسکی **اقول** یہ اثر غیر ثابت ہے امام بخاری نے
رسالہ جزء القرأۃ مین فرمایا ہے قال البخاری وروی عمرو بن موسی بن سعد عن زید بن
ثابت قال من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ ولا یعرف لہذا الاسناد سماع بعضہم
من بعض ولا یصح مثلہ — **ترجمہ** امام بخاری فرماتے ہین کہ عمرو بن موسی بن سعد نے زید بن
ثابت سے روایت کیا ہے کہ جسنے امام کے پیچہے پڑہا اوسکی نماز نہین ہوئی اس اسناد کی راویونکا
سماع بعض سے بعض کا معلوم نہین ہوتا اور ایسی روایت صحیح نہین ہی اور حافظ ابن حجر
درایہ مین فرماتے ہین عن زید بن ثابت رفعہ من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ اخرجہ
ابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی من طریقہ واتہم فیہ احمد بن علی بن سلیمان —
یعنی اس اثر زید کو جو امام کے پیچہے پڑہے اوسکی نماز نہین ہوئی احمد بن علی بن سلیمان نے بنایا ہے
حافظ ابن عبد البر استذکار مین فرماتے ہین قول زید بن ثابت من قرأ خلف الامام فصلوتہ
تامۃ ولا اعادۃ علیہ یدل علی فساد ما روی عنہ — **ترجمہ** قول زید بن ثابت کا جس شخص
نے امام کے پیچہے پڑہا نماز اوسکی تام ہے اوسپر لوٹانا نہین ہے دلالت کرتا ہے فساد پر اوس قول کے جو
خلاف اوسکے اونسے مروی ہے — حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ اثر موضوع ہے **قولہ سولہوین**
حدیث موطا مین عن ابراہیم قال ان اول من قرء خلف الامام اتہم الخ **اقول** یہ
قول نہ قول صحابی ہے نہ قول تابعی بلکہ تبع تابعی کا ایسے واہی قولون سے حجت لانا ہمارے مخاطب
صاحب ہی کا کام ہے کیا حضرت عمر و علی و ابو ہریرہ و حذیفہ وغیرہم جنہون نے قرأۃ فاتحہ خلف
امام کا فتوی دیا اور پڑہا بدعتی تھے معاذ اللہ حنفیونکا یہ عقیدہ ہو تو کچہہ تعجب نہین اور توکیکا
نہین یہ لوگ جو کہین تہوڑا ہے **قولہ** اور سوای انکے اور بہت احادیث کی کتابون مین کثرت
سے اقوال صحابہ منع قرأۃ خلف امام مین وارد ہین چنانچہ قال العینی الی قولہ حضرت صلعم ابو بکر
اور عمر اور عثمان ہمیشہ منع کرتے تہے قرءۃ خلف امام سے — **اقول** اور آثار اول تو ہین نہین

لا یصح به الی ان قال وقد جمع مسند الابی حنیفۃ ۔ ترجمہ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی
بخارسی فقیہ مشہور اوستاذ سے ہین ابو عبد اللہ بن مندہ نے اس سے بہت روایت کی ہی
اور اسکے لئے بہت سی تصانیف ہین ابن جوزی نے کہا کہ ابو سعید رواس فرماتے ہین کہ عبد اللہ
بن محمد حدیث بنانے مین متہم ہین احمد سلیمانی نے کہا کہ یہ اس سند کو اس متن پر لگاتے تھے
اور اس متن کو اس سند پر اور یہ بھی ایک قسم کی وضع حدیث ہے حمزہ نے کہا مین ابو زرعہ
احمد بن حسن رازی سے عبد اللہ بن محمد کی نسبت سوال کیا پس اونھون نے کہا وہ ضعیف
ہے حاکم نے فرمایا یہ ثقات سے عجیب عجیب باتین لاتے ہین خطیب نے کہا کہ اسکے ساتھ حجت نہ پکڑی جاوے
یہانتک کہا کہ اسینے مسند ابو حنیفہ کو جمع کیا تھا حضرت من یہ حال مؤلف کشف الاسرار کا ہی دس صحابی کا
قول یہ انھین کی گھڑت ہے جبکہ ان صحابہ سے ممانعت قراءۃ فاتحہ خلف امام ثابت نہ ٹھہری تو اجماع سکوتی
کہان سے ہوا اور خود حنفیون نے اس اجماع کو رد کر دیا ہی حواشی ہدایہ کا ملاحظہ فرمائیے **قولہ** اکثر غیر مقلد
اس جگہہ یہ کہا کرتے ہین الخ **اقول** اہل حدیث بیشک ٹھیک کہتے ہین کوئی حدیث اس قسم کی نہین
جسمین نصاً ممانعت قراءۃ فاتحہ خلف امام کی پائی جاوے اگر ہو تو پیش کیجئے رہی آیت واثر جابر وزید
بن ثابت وغیرہ سو اونکا جواب پہلے گذرا ملاحظہ فرمائیے اور خلاصہ حصہ دل کا جو آپ نے لکھا ہی اوسکا
جواب بڑی دھوم دھام سے حصہ دل مین دیا گیا ہان تقریر مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کی جو آپ نے
آخر رسالہ مین لکھی ہی اوسکی نسبت کچھہ گذارش کرنا باقی ہے سو ملاحظہ فرمائیے **قولہ** اس جگہہ یہ مناسب تھا کہ
سارا قرآن پڑھا جایا کرتا **اقول** اللہ تعالے تو فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنی اللہ
تعالے کسی جی کو نہین تکلیف دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق تو پانچون نمازون مین پانچ
مرتبہ سارا قرآن پڑھنا یہ تکلیف مالایطاق نہین تو کیا ہی مولانا نے اچھا مناسب نکالا معاذ اللہ اللہ تعالے
نے مناسب کو چھوڑ کر غیر مناسب کام کیا کہ تھوڑے قرآن پڑھنے کی اجازت دی واہ کیا فہم عالی ہی **قولہ** اور جب
کوئی قوم یا جماعت دربار مین حاضر ہوتی ہے اور بالاتفاق سبکا مضمون ایکسا ہی ہوتا ہی تو وہ اپنا ایک وکیل مقرر
کرتے ہین تاکہ وہ عرضی جماعت کی طرف سے سناوے الی قولہ کل مذاہب کے نزدیک رکعت ہو جاتی ہے اگر سورہ فاتحہ

ابی سلیمان عن ابراھیم قال الذی یقرء خلف الامام فاسق الخ **اقول** اول تو اسکی سند مین
کلام ہے عبد الملک اور ابن ابی سلیمان ضعیف ہین دوم یہ مجرد قول ابراہیم کا ہے جو نہ صحابی
ہین نہ تابعی ایسے اقوال واہیہ لائق ذکر کے نہین ہین مگر شاباش ہے حنفیون کو
کہ حضرت عمر رضہ وحضرت علی رضہ وغیرہم بلکہ اکثر صحابہ کو جو قرأۃ فاتحہ خلف امام کے قائل وعامل ہین
فاسق بنا چھوڑا **قولہ** وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن جابر قال لا تقرء الخ **اقول** یہ اثر
بغیر سند ہے سند اسکی پیش کیجئے تاکہ اسکا جواب معقول دیا جاوے پھر مجرد قول صحابی مخالف حدیث کے
حجت نہین کما مر تفصیلہ **قولہ** واضح ہو یہ سب منع کرنے والے صحابہ اور تابعین جلیل القدر ہین الی قولہ
دلیل القوی دیکھ لو **اقول** حال ان آثار کا پہلے معلوم ہو چکا کہ اکثر انکے موضوعہ یا ضعیفہ ہین اور
جو کوئی ایک آدھ صحیح ہے تو وہ ترک قرأۃ خلف امام مین نص نہین ہے دلیل قوی کا رد مفصل طبع ہو چکا
ہے جسکا جواب آجتک کسی حنفی سے نہوا اور نہ انشاء اللہ تعالی ہو گا ایسے مردود رسالون کا حوالہ دینا
یہ آپکا ہی کام ہے **قولہ** یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین - منقول ہی منع کرنا قرأۃ خلف امام
مین اسّی ۸۰ صحابہ کبار سے مثل حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود الخ **اقول** یہ حضرت عینی کا باعث تعصب کے ہی
اسّی صحابہ پر افترا ہے - خاکسار کہتا ہے کس کتاب حدیث مین لکھا ہے کہ اسی صحابہ قرأۃ خلف امام کو
منع کرتے تھے اگر سند ہے تو لائیے یا کسی کتاب معتبر حدیث کا حوالہ دیجئے تعصب کی باتون سے کام نہین چلتا -
قولہ اور کہا ہے کتاب کشف الاسرار مین کہ سخت منع کرتے تھے قرأۃ خلف امام سے دس صحابہ کبار الی قولہ اجماع
سکوتی ہوا **اقول** کشف الاسرار کوئی کتاب حدیث کی نہین یہ ایک فقہ کی کتاب ہے اور مؤلف اسکا عبد اللہ بن
محمد بن یعقوب سبذمونی واضعین حدیث سے ہے میزان الاعتدال جلد ثانی ص ۶۰ مین ہے عبد اللہ بن محمد
بن یعقوب الحارثی البخاری الفقیہ عرف بالاستاذ اکثر عنہ ابو عبد اللہ بن مندہ ولہ تصانیف
قال ابن الجوزی قال ابو سعید الرواس یتھم بوضع الحدیث وقال احمد السلیمانی کان یضع ھذا الاسناد علی ھذا
المتن وھذا المتن علی ھذا الاسناد وھذا ضرب من الوضع وقال حمزۃ السہمی سالت ابا زرعۃ احمد بن الحسین
الرازی عنہ فقال ضعیف وقال الحاکم ھو صاحب عجائب عن الثقات قال الخطیب

وہ احادیث لکہی جاوین جنمین محمد بن اسحاق ونافع بن محمود نہین ۔ اور جنکو خاکسار نے مسانید وسنن ورسائل محدثین سے جمع کیاہی حدیث پہلی امام المحدثین امام بخاری اپنے رسالہ خلق الافعال مین فرماتے ہین حدثنی ھشام بن عمار ثنا صدقۃ بن خالد ثنا زید بن واقد عن حرام بن حکیم ومکحول عن محمود بن ربیعۃ الانصاری عن عبادۃ رض بن الصامت و کان علی ایلیا وابطاء عبادۃ عن صلوۃ الصبح فاقام ابو نعیم الصلوۃ وکان اول من اذن بیت المقدس فجئت مع عبادۃ حتی صف الناس وابو نعیم یجہر بالقرأۃ فقرء عبادۃ بام القرآن حتی فہمنا منہ فلما انصرف قلت لہ سمعتک تقرأ بام القرآن .. ..قال فقال نعم صلی بنا النبی صلعم بعض صلوۃ التی یجہر فیہا بام القرآن فقال لا یقرأن احد منکم اذا جہرت بالقرأۃ الا بام القرآن ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہی اور وہ (یعنی عبادہ) بیت المقدس پر تہی عبادہ بن صامت نے نماز صبح سے تاخیر کی ابو نعیم نے نماز قائم کردی پہلے انہین نے بیت المقدس مین اذان کہی تہی راوی کہتا ہے مین عبادہ بن صامت کو ساتہہ آیا یہانتک کہ لوگون نے صف قائم کر لی تہی اور ابو نعیم قرأۃ زور سے کرتے تہے عبادہ نے سورہ فاتحہ پڑہا یہانتک کہ ہم لوگون نے اوس سے معلوم کر لیا پس جبکہ عبادہ نماز سے فارغ ہوئے مینے کہا آپکو مین نے سنا کہ آپ سورہ فاتحہ پڑہتے تہے عبادہ نے کہا ہان ہمکو رسول اللہ صلعم نے بعض وہ نماز پڑہا لی جسمین جہر سے قرأۃ کی جاتی ہے پس آپ نے فرمایا جب مین زور سے پڑہون تو کوئی تمہارا میرے پیچہے نہ پڑہے مگر سورہ فاتحہ ۔ مین کہتا ہون کل راوی اسکے ثقہ ہین حدیث دوسری امام بخاری کر رسالہ جزء القرأۃ مین ہی حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ثنا شجاع بن الولید ثنا النضر قال ثنا عکرمۃ قال حدثنی عمرو بن سعد عن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم تقرؤن خلفی قالوا نعم انا نہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن ۔ ترجمہ روایت ہی شعیب کے دادی سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا تم لوگ میرے پیچہے پڑہتے ہو صحابہ نے

خلف امام فرض ہوتی تو ترک فرض سے رکوع مین ملنے والے کی نماز ہرگز نہوتی **اقول**
مین کہتا ہون خلاصہ کل تقریر مولانا کا یہ ہے کہ سورہ فاتحہ ایک عرضی ہے جو امام دربار مین
پڑہتا ہے یہ مولوی صاحب کی محض رای ہے ظاہر ہے کہ پادشاہ کے سامنے ایک دفعہ عرضی پڑہی
جاتی ہے اگر دوبارہ سہ بارہ وہ عرضی پڑہی جاوے تو حاکم ناخوش ہوجاتا ہے اور وکیل کو بے وقوف بناتا ہے
یہان تو ہر رکعت مین امام سورہ فاتحہ کو پڑہتا ہے پھر یہ عرضی کیسی ہوئی۔ اور سورہ فاتحہ کے
بعد جو اور قرآن پڑہا جاتا ہے اوسکو کیا کہیے گا اگر رکوع سجود مین تسبیحات مقتدی اسلئے
کہتے ہین کہ اونمین اظہار عبودیت اور اظہار ربوبیت ہے تو سورہ فاتحہ مین بدرجہ اولی ہے بلکہ
حدیث قدسی مین خود موجود ہے قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی۔ غرض کوئی بات مولوی
صاحب کی بنائی ہی نہین جو لوگ سورہ فاتحہ کے فرضیت کے قائل ہین وہ یہی کہتے ہین کہ رکوع کی
ملنے سے رکعت نہین ہوتی دیکہو رسالہ جزء القراٰۃ امام بخاری۔ ھذا آخر ما اردناہ فی رد
ھذا المعترض المجہول وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الحمد للہ کہ یہ رسالہ آج ۱۲۔ رجب ۱۳۱۱ ہجری یوم شنبہ کو ختم ہوا۔

ختم اللہ لنا بالحسنی

ضمیمہ
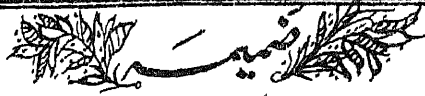
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً علی النبی الکریم

امابعد جب جواب حصہ ثانی سے فراغت پائی تو حسب وعدہ مناسب معلوم ہوا کہ چند احادیث وآثار صحابہ
کبار جنکا ذکر اوس کار رسالہ حصہ اول مین نہین ہوا اس جگہہ لکہی جاوین جنسے متبعین سنت کی آنکہین
ٹھنڈی ہون اور اونکی روشنی ایمان کی چمک دمک مثل آفتاب کے ہوکر اونکے خانہ ایمان کو منور کرے
واضح ہو کہ ہمارے مخالفین اکثر کہا کرتے ہین کہ قراٰۃ فاتحہ خلف امام کا کسی ایسی حدیث صحیح سے ثبوت
نہین کہ جس مین محمد بن اسحاق ونافع بن محمود نہ ہون لہذا احقر خاکسار نے مناسب یہ جانا کہ یہان

تحقیق اپنے خاتم المحدثین سے یہ نقل کر چکے ہین (اور حاکم نے جو احادیث صحیح بخاری اور مسلم سے رہگئی تھین اپنی کتاب مستدرک مین جمع کی ہین اور اسناد اونکی سب معتبر ہین) الغرض ہمارے مخاطب کو اقرار ہے کہ مستدرک کی کل احادیث کی اسناد معتبر ہین ابو عبد اللہ حاکم مستدرک مین فرماتے ہین حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا ابو زرعۃ عبد الرحمن بن عمرو الدمشقی ثنا الولید بن عتبۃ ثنا الولید بن مسلم حدثنی غیر واحد منہم سعید بن عبد العزیز التنوخی عن مکحول عن محمود عن ابی نعیم انہ سمع عبادۃ بن الصامت عن النبی صلعم قال ھل تقرأون فی الصلوۃ معی قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب ۔ ترجمہ عبادہ بن صامت نبی صلعم سے روایت کرتے ہین حضرت صلعم نے فرمایا کیا تم لوگ نماز ہین میرے ساتھ پڑھتے ہو ہم نے کہا ہان حضرت نے فرمایا مت پڑہو مگر سورہ فاتحہ ۔

حدیث ساتوین مستدرک مین ہے اخبرنا ابو محمد عبد الرحمن بن احمد الخلال ثنا اسحاق بن احمد بن مہران الجمار ثنا اسحاق بن سلیمان الرازی ثنا معاویۃ بن یحیی عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن الحارث عن محمود بن الربیع الانصاری قال قام الی جنبی عبادۃ بن الصامت فقرأ مع الامام وھو یقرأ فلما انصرف قلت ابا الولید تقرأ وتسمع وھو یجھر بالقراءۃ قال نعم انا قرأنا مع رسول اللہ صلعم فغلط رسول اللہ صلعم ثم سبح فقال لنا حین انصرف ھل قرأ معی احد قلنا نعم قال قد عجبت قلت من ھذا الذی ینازعنی القرآن اذا قرأ الامام فلا تقرأوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأھا ۔ ترجمہ محمود بن ربیع انصاری کہتے ہین کہ عبادہ بن صامت میرے پہلو مین کھڑے ہوئے اور امام کے ساتھ پڑھنے لگے حالانکہ امام پڑھتا تھا جب نماز سے پھرے تو مین نے کہا اے ابا الولید آپ پڑھتے تھے حالانکہ آپ امام کو سنتے تھے کہ وہ جہر سے قراۃ کرتا تھا بولے ہان ہم لوگون نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ قراۃ کی پس حضرت بھول گئے پھر آپ سبحان اللہ کہے جب آپ نماز سے پھرے تو ہم لوگون سے فرمایا کیا تم مین سے کسی نے میرے ساتھ قراۃ کی ہم نے کہا ہان حضرت نے فرمایا مین نے تعجب کیا مین نے کہا کون ہے جو قرآن مین مجھسے

کہا ہان ہم جلدی پڑھتے ہین جلدی پڑہنا۔ حضرت ص نے فرمایا سورہ فاتحہ کے سوا اور کچھہ مت پڑہو
حدیث تیسری جزء القرأة امام بخاری مین ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عتبة بن سعد
عن اسمعیل عن الاوزاعی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبادة بن الصامت قال قال النبی صلعم
لاصحابہ تقرأون القرآن اذا کنتم معی فی الصلوة قالوا نعم یا رسول الله نہذ ہذا قال فلا
تفعلوا الا بام القرآن ترجمہ عبادہ رض بن صامت سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا
جب تم میرے ساتھہ نماز مین ہوتے ہو تو تم لوگ پڑھتے ہو صحابہ نے کہا ہان یا رسول الله جلدی پڑہتے ہین جلدی
پڑہنا حضرت ص نے فرمایا پس مت پڑہو مگر سورہ فاتحہ ۔ حدیث چوتھی جزء القرأة امام بخاری
مین ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا عبدان قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا خالد عن ابی قلابة
عن محمد بن ابی عایشة عمن شہد ذاك قال صلی النبی صلعم فلما قضی صلوته قال اتقرأون و
الامام یقرأ قالوا انا نفعل قال فلا تفعلوا الا ان یقرأ احدکم فاتحة الکتاب فی نفسہ ۔ ترجمہ راوی نے
کہا نماز پڑہی نبی صلعم نے جب آپ نماز کو پوری کر چکے تو فرمایا کیا تم پڑھتے ہو اس حالت مین کہ امام
پڑہتا ہے صحابہ نے کہا ہم پڑہتے ہین فرمایا پس مت پڑہو مگر یہ کہ سورہ فاتحہ کو آہستہ پڑہو ۔
حدیث پانچوین امام بخاری کے رسالہ جزء القرأة مین ہے حدثنا محمود قال حدثنا البخاری
قال ثنا یحیی بن یوسف قال انبا عبید الله عن ایوب عن ابی قلابة عن انس رض ان النبی صلعم صلی
باصحابہ فلما قضی صلوته اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرأون فی صلوتکم والامام یقرأ فسکتوا
فقالہا ثلاث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة
الکتاب فی نفسہ ـــــــ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلعم نے اپنے صحابہ کے ساتھہ نماز پڑہی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر
فرمایا کہ کیا تم اپنی نماز مین پڑھتے ہو حالانکہ امام پڑھتا ہے صحابہ چپکے رہے حضرت نے اس بات کو تین دفعہ
فرمایا ایک صحابی نے کہا یا بہت سے نے کہ ہم پڑھتے ہین حضرت ص نے فرمایا پس مت پڑہو اور چاہیے کہ سورہ
فاتحہ کو آہستہ پڑہا کرو ۔ حدیث چھٹی مستدرک کی مستدرک یہ وہ کتاب ہے جسکی نسبت مؤلف

قراۃ کرتا ہون - چونکہ اس اثر حضرت عمرؓ کی سند دوسری تھی اسواسطے یہ اثر علیحدہ نمبر ۹ مین لکھا گیا -

دسوین حدیث امام بخاری کے جزء القراۃ مین ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال لنا آدم ثنا شعبۃ ثنا سفیان بن حسین سمعت الزھری عن ابن رافع عن علی بن ابی طالب انہ کان یامر ویحب ان یقرأ خلف الامام فی الظھر والعصر بفاتحۃ الکتاب و سورۃ سورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب - ترجمہ حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ وہ تھے حکم کرتے اور دوست رکھتے کہ ظہر عصر مین امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور سورہ پہلی دو رکعتون مین پڑہے جاوے اور پچھلی دو رکعتون مین فاتحۃ الکتاب -

گیارہوین حدیث جزء القراۃ امام بخاری مین ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا مالک بن اسمعیل قال ثنا زیاد البکائی عن ابی فروۃ عن ابی المغیرۃ عن ابی بن کعب انہ کان یقرأ خلف الامام - ترجمہ ابی بن کعب (جو سب صحابہ سے بڑہکر قاری تھے اور جنکی نسبت حضرت صلعم نے فرمایا اقرأ ھم ابیؓ) امام کے پیچھے قراۃ کرتے تھے -

بارہوین حدیث اوسی جزء القراۃ مین ہے حدثنا محمود قال قال البخاری وقال لی عبید اللہ ثنا اسحاق بن سلیمان عن ابی سنان عن عبد اللہ بن الھذیل قال قلت لابی بن کعب اقرأ خلف الامام قال نعم - ترجمہ عبد اللہ بن ہذیل کہتے ہین کہ مین نے ابی بن کعب سے کہا کہ ہین امام کے پیچھے پڑہون فرمایا ہان پڑہو -

تیرہوین حدیث جزء القراۃ امام بخاری مین ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال اسمعیل بن ابان ثنا شریک عن اشعث ابن ابی الشعثاء عن ابی مریم سمعت ابن مسعود یقرأ خلف الامام - ترجمہ ابی مریم کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن مسعود کو سنا کہ وہ امام کے پیچھے پڑہتے تھے -

چودہوین حدیث جزء القراۃ امام بخاری مین ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری

جھگڑتا ہے جب امام پڑھے تو کچھ مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ جو سورہ فاتحہ نماز مین نہین
پڑھتا اوسکی نماز نہین ہوتی یہ ساتِ روایات وہ ہین جنکی اسناد کے کل روات کی توثیق
تعدیل البرہان الجلی جواب الدلیل القوی مین کی گئی ہے کل حدیثین صحیح ہین ناظرین
ترجمہ ہر راویون کا البرہان الجلی مین ملاحظہ فرماوین اور جو صاحب ان روایتون پر
کلام کرنا چاہین وہ پہلے ہمارے رسالے البرہان الجلی کا ملاحظہ فرمالین اب حسب وعدہ آثار
صحابہ کبار نقل کئے جاتے ہین چونکہ ہمارے مخاطب نے آثار کو بھی احادیث مین داخل کیا ہے اسلئے
ہم بھی برطبق مخاطب آثار کو احادیث کے مد مین لکھتے ہین اور نمبر سابق کی رعائت کرتے ہین
آٹھوین حدیث امام بخاری جزء القرأۃ مین فرماتے ہین حدثنا محمود ثنا البخاری قال
وقال لنا محمد بن یوسف ثنا سفیان عن سلیمان الشیبانی عن جواب التیمی عن یزید
بن شریک قال سالت عمر رضی ابن الخطاب اقرأ خلف الامام قال نعم قلت وان قرأت یا
امیر المومنین قال وان قرأت ۔ ترجمہ یزید بن شریک کہتے ہین مین نے عمر بن خطاب سے
پوچھا کہ مین امام کے پیچھے پڑھون آپ نے فرمایا ہان مین نے کہا اگرچہ آپ پڑھتے ہون اے
امیر المومنین حضرت عمر رض نے فرمایا اگرچہ مین پڑھتا ہون نوین حدیث ابوجعفر طحاوی
حنفی معانی الآثار مین فرماتے ہین معانی الآثار مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۲۹ مین ہے حدثنا صالح
بن عبد الرحمن قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا هشیم قال انا ابو اسحاق الشیبانی
عن جواب بن عبید الله التیمی قال ثنا یزید بن شریک ابو ابراهیم التیمی انه قال سالت
عمر بن الخطاب عن القرأۃ خلف الامام فقال لی اقرء فقلت وان کنت خلفك فقال
وان کنت خلفی قلت وان قرأت قال وان قرأت ۔ ترجمہ ابو ابراہیم تیمی کہتے کہ مین نے
حضرت عمر رض سے قرأۃ خلف امام سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ تو پڑھ (یعنی صیغہ امر سے فرمایا مفاد
جسکا وجوب ہے) مین نے کہا اگرچہ مین آپ کے پیچھے ہون فرمایا عمر رض نے اگرچہ تو میرے پیچھے ہو ......
...... مین نے کہا اگرچہ آپ زور سے پڑھتے ہون فرمایا عمر رض نے اگرچہ مین زور سے

قال وقال مسدد ثنا یحیی بن سعید عن العوام بن حمزة المازنی حدثنا ابو نضرة قال سالت ابا سعید عن القرأة خلف الامام فقال اقرأ فاتحة الکتاب ۔ ترجمہ ابو نضرہ کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی سے سوال کیا قرأة خلف امام سے کہا پڑھو فاتحة الکتاب ۔ پندرہوین حدیث اوسی جزء القرأة بخاری میں ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال وقال لنا ابن سیف ثنا اسرائیل قال ثنا حصین عن مجاہد سمعت عبد اللہ بن عمرو یقرأ خلف الامام ۔ ترجمہ مجاہد کہتے ہیں کہ مین نے عبد اللہ بن عمرو سے سُنا وہ امام کے پیچھے قرأة کرتے تھے سولہوین حدیث جزء القرأة بخاری میں ہے وقال حجاج ثنا حماد عن یحیی بن ابی اسحاق عن عمر بن ابی سحیم البہزی عن عبید اللہ بن مغفل انہ کان یقرأ فی الظہر والعصر خلف الامام فی الاولیین بفاتحة الکتاب وسورتین وفی الاخریین بفاتحة الکتاب ۔ ترجمہ عمر بن ابی سحیم کہتے ہین کہ عبد اللہ بن مغفل ظہر اور عصر مین امام کے پیچھے پہلی دو رکعتون مین سورہ فاتحہ اور سورتین پڑھتے تھے اور دوسری دو رکعتون ہین خالی سورہ فاتحہ ۔ سترہوین حدیث جزء القرأة بخاری مین ہے وہ دی سفیان بن حسین عن الزہری عن مولی جابر بن عبد اللہ قال لی جابر بن عبد اللہ رض اقرأ فی الظہر والعصر خلف الامام ترجمہ مولیٰ جابر بن عبد اللہ کے کہتے ہین کہ مجھکو جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ تو پڑھ امام کے پیچھے ظہر اور عصر مین اٹھارہوین حدیث معانی الآثار طحاوی مین ہے حدثنا صالح قال ثنا سعید قال ثنا ھشیم قال انا ابو بشر عن مجاہد قال سمعت عبد اللہ بن عمر یقرأ خلف الامام فی صلوة الظہر من سورة مریم ۔ ترجمہ مجاہد کہتے ہین مین نے عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ وہ امام کے پیچھے ظہر کی نماز مین سورہ مریم پڑھتے تھے موطا امام محمد کے حاشیہ پر بھی اس اثر کو نقل کیا ہے ۔ اب مین آثار کہانتک لکھون جس شخص کو اتباع ما انا علیہ واصحابی کا مقصود ہے اوسکے لئے اسیقدر کافی ہین ۔ باقی اقوال تابعین کثرت سے ہین امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ مسئلہ قرأة خلف امام مین اکثر صحابہ و اہل علم و تابعین کا یہی مذہب ہے کہ خلف امام سورہ فاتحہ پڑھے ترک نکرے ۔ تمین اللہ تعالیٰ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ آج یوم خمیس وقت صبح ایک یوم کی محنت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنیٰ ۔ الراقم محمد سعید تجاوز اللہ عنہ الکنجاہی مولدا والبنارسی مسکنا ۔ ۱۴ ۔ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری ❊

تمت